U58269 3-12-09

Title - FUGHAN-E-AASI

Creator - Sayyed Abdur Razzaq Aasi

Publisher - Matba Ameerul Mataba

Date - 1340 H

Pages - 312+10

Subject - Urdu Shayari - Kulliyaat-e-Dawaween.

ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

لذت افزائے دردِ دل ہائے عاشقان کلام مولوی حاجی سید عبد الرزاق صاحب
عاصی وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن تلمیذ سر آمد استادان نو وکہن
استاد السلطان فخر زمان حضرت جلیل مدظلہ

موسوم بہ

فغانِ عاصی

باہتمام

مسٹر احسن علوی منیجر

در مطبع امیر المطابع زیور طبع آراستہ

[illegible]

اعلان

بوجہ عدیم الفرصتی اس دیوان کی کاپی غور سے دیکھنے کا مصنف کو موقع نہین ملا اگر ناظرین کہین غلطی پائین تو براہ کرم اُس کی صحت فرمالین۔

ف ۲ اگرچہ اس دیوان کے چھپنے کا کام سنہ ۱۳۳۹ھ مین ختم ہوگیا تھا اسی وجہ سے بعض احباب نے تاریخات سنہ ۱۳۳۹ھ مین مرحمت فرمائین لیکن بعض اسباب سے سنہ ۱۳۳۹ھ مین اُس کی اشاعت ملتوی رہی اور سنہ ۱۳۴۰ مین شایع ہوا اسوجہ سے اکثر احباب کی تاریخات سنہ ۱۳۴۰ کی ہین

ف ۳ مصنف کو اپنی بے بضاعتی کا اعتراف ہے اگر نفس کلام مین بھی کچھ سقم ناظرین کو معلوم ہو تو براہ کرم اپنے مذاق کے موافق درست فرمالین۔ کیونکہ مصنف نے صرف اپنے جذبات دلی کا اظہار کیا ہے۔ شاعری نہین کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب سے سنا ہے یارب غفار نام تیرا
بے فکر ہو گیا ہے عاصی غلام تیرا

میں تیرے آگے یارب پھیلاؤں کیوں نہ دامن
سائل ہے نام میرا بخشش ہے کام تیرا

کعبہ میں بتکدہ میں مسجد میں میکدہ میں
ہر جا ظہور تیرا ہر جا مقام تیرا

حقا کہ تو ہی مالک دونوں جہان کا ہے
کونین میں ہے جو کچھ وہ ہے تمام تیرا

رہتا ہے ذکر تیرا لیل و نہار لب پر
دل میں میرے تصور ہے صبح و شام تیرا

مجھسے نہ تو جدا ہے تجھسے نہ میں جدا ہوں
تو لا کلام میرا میں لا کلام تیرا

قدرت کا کارخانہ سمجھیگا فلسفی کیا
اسکے سمجھ سے باہر ہے انتظام تیرا

جنبش زبان و دل کی تیرے ہی حکم سے ہو
دروازہ سے ہے گھر تک سب اہتمام تیرا

یارب بروز محشر تو مجھکو بخش دینا
عاصی ہے نام میرا غفار نام تیرا

مٹے جب ہم سمجھ میں تب یہ آیا / کہ جسنے خود کو کھویا تجھکو پایا

کچھ ایسا درد فرقت نے ستایا / کلیجہ منہ کو بیتابانہ آیا

خدا کو خود نمائی تھی جو منظور / رخ حضرت کو آئینہ بنایا

سمٹ کر بنگیا جو میم احمد / احد کا رازنہ ہے احمد کا سایا

ہوے میخوار سارے مست و مدہوش / وہ جلوہ آج ساقی نے دکھایا

فراغت ملگئی مرقد میں ہم کو / اجل نے سارے جھگڑوں سے چھڑایا

ترے جلوے سے حور و ملک اڑے ہوش / پری رویوں کو دیوانہ بنایا

جما آخر نہ تیرے رخ کے آگے / بہت کچھ رنگ پھولوں نے جمایا

خدا جانے عدم ہے کیسی بستی / یہاں سے جو گیا پھر کر نہ آیا

نظر آئی نہ خاکستر بھی دل کی / تری فرقت نے کچھ ایسا جلایا

دلاسا دیدیا رحمت نے بڑھکر
گنہ کا خوف جب عاصیؔ کو آیا

نہیں ہے کعبہ و بتخانہ ہی مکاں تیرا / ہمارا دل بھی ہے اے یار آستاں تیرا

چمک رہا ہے تیرا نور ذرہ ذرہ میں / ظہور مہر کی صورت نہیں کہاں تیرا

جگر میں جان میں سینہ میں ولیں آنکھوں میں / میں کیا کہوں کہ ہے جلوہ کہاں کہاں تیرا

یہ جلوہ گاہ جہاں مظہر تجلی ہے / غلط نہیں مجھے ہر چیز پر گماں تیرا

شجر حجر ملک و جن و انس و وحش و طیور / ہر ایک شام و سحر ہے وظیفہ خواں تیرا

تیری تلاش میں گو بے نشان ہوے لاکھوں / مگر کسی نے بھی پایا نہ کچھ نشاں تیرا

تری ثنا میں ہے قاصر زبان عاصیؔ کی / یہ مشت خاک کرے وصف کیا بیاں تیرا

تاب کسکی ہے جو دیکھے کوئی جلوا تیرا
ذات خالق کی ہے تنویر سراپا تیرا

خالق حسن ہو جب والہ و شیدا تیرا
کیوں نہ کلمہ پڑھیں سب اے شہ بطحا تیرا

گل ہیں قربان تو غنچے ہیں تصدق تجھپر
بلبلیں بھرتی ہیں دم اے چمن آرا تیرا

مجھکو عیسیٰ سے غرض ہے نہ دوا سے مطلب
میں تو بیمار ہوں اے رشک مسیحا تیرا

سیر کی گلشن عالم کی بہت کچھ میں نے
اب تمنا ہے کہ پھر دیکھوں میں روضا تیرا

دست بستہ رہوں استادہ در اقدس پر
سامنے آنکھو کے ہو گنبد خضرا تیرا

موت بھی آئے تو آئے اسی دروازہ پر
تیرے کوچہ میں رہے عاشق شیدا تیرا

جبہہ سائی ابھی باقی ہے در مولا کی
اجل اچھا نہیں بیوقت تقاضا تیرا

تو ہے محبوب خدا ظل خدا نور خدا
عاصی ہیچمداں وصف کرے کیا تیرا

کیا حسن میں ہے گرمی بازار مصطفےٰ
یوسف ہیں جان و دل سے خریدار مصطفےٰ

میں ہی نہیں ہوں ایک طلبگار مصطفےٰ
دونوں جہاں کا دل ہے گرفتار مصطفےٰ

مشہور ہے کہ سایۂ طوبےٰ میں خلد ہے
طوبےٰ ہے زیر سایۂ دیوار مصطفےٰ

سو سو درود پڑھتے ہیں ایک ایک گام پر
حور و ملک ہیں عاشق رفتار مصطفےٰ

بھائیگی کیا بہار اسے باغ خلد کی
جس کی نظر میں ہیں گل رخسار مصطفےٰ

شیریں کلام کیوں نہوں مشہور خلق میں
کرتا ہوں وصف لعل شکربار مصطفےٰ

کعبے سے بڑھکے منزلت روضۂ رسول
حاجی سے بڑھکے رتبۂ زوار مصطفےٰ

ہرگز شفا نہو مرض عشق سے مجھے
یارب میں عمر بھر رہوں بیمار مصطفےٰ

عاصی کی یہہ دعا ہے کہ یارب دم اخیر
دم نکلے زیر سایۂ دیوار مصطفےٰ

وارفتہ صبا ہوں نہ عاشق نسیم کا
شیدا ہوں تیرے گیسوئے عنبر شمیم کا

کافر بھی فیضیاب مسلماں بھی فیضیاب
دریا ہے موج زن ترے فیض عمیم کا

اس میں بھی ایک لطف ہے عشاق کے لئے
درپیش مرحلہ ہے جو امید و بیم کا

میں خود ہوں سوز عشق نبی سے جلا ہوا
اب کیا جلائیگا مجھے شعلہ جحیم کا

گلشن سے وہ چلے تو ہر اک گل کہہ اٹھے
بادِ سموم بن گیا جھونکا نسیم کا

حاصل ہو کیوں نہ دولتِ دنیا و دیں مجھے
ہے دونوں ہاتھ میں مرے دامن کریم کا

رحمت نے بڑھ کے حشر میں عاصی کو لے لیا
نام آگیا جو لب پہ غفور الرحیم کا

یارب یہ در پاک ہے کس کعبۂ دیں کا
جھکتا ہے پئے سجدہ جو سر عرش بریں کا

ہوتا ہے یہ دہر کی وہ آنکھ کا تارا
ذرہ کوئی اڑتا ہے جو طیبہ کی زمیں کا

قسمت جسے لاتی ہے مدینے کے چمن میں
لیتا نہیں وہ نام کبھی خلد بریں کا

جاروب کشی کرتے ہیں پلکوں سے ملائک
اللہ رے رتبہ ترے کوچے کی زمیں کا

کیا وصفِ چراغانِ حرم کر سکے کوئی
مہتاب جسے کہتے ہیں ٹکڑا ہے یہیں کا

ہے شور ملاحت کا جو خوبانِ جہاں کی
صدقہ ہی یہ سب آپکے حسنِ نمکیں کا

بالیں پہ ہوں جب آپ تو اے شافع محشر
عاصی کو ہے کیا خوف دمِ بازپسیں کا

نظر کس طرح آئے سایا تمھارا
کہ ہے نور مطلق سراپا تمھارا

نہیں انس و جاں میں ہی شہرہ تمھارا
ہے حور و ملک میں بھی چرچا تمھارا

بظاہر نہیں دیکھتا کوئی تم کو
مگر ہر نظر میں ہے جلوہ تمھارا

جو میں نقد جاں دیکے بھی تمکو پاؤں
تو سمجھوں کہ ارزاں ہے سودا تمہارا

وہ صید نظر ہو گیا جسکو تاکا
کہیں چوکتا ہے نشانا تمہارا

کوئی جانے کیا شان ہے کیا تمہاری
خدا ہی پہ روشن ہے رتبا تمہارا

نہ کیوں سر جھکائے یہاں آکے کعبہ
کہ کعبہ کا کعبہ ہے روضا تمہارا

ہے زاہد کو بھی چشم امید تم سے
گنہگار کو بھی سہارا تمہارا

نہ بھولیگا محشر میں وہ تمکو عاصی
بڑا بندہ پرور ہے آقا تمہارا

آنکھوں میں ہے جلوہ جو شہ ہر دو سرا کا
ہے پیش نظر آئینہ انوار خدا کا

کرتا ہوں ثنائے رخ نیکوئے محمد
غل بزم میں ہے صل علیٰ صل علیٰ کا

تھا حضرت موسیٰ کو جو فخر ید بیضا
پرتو تھا وہ نور کف محبوب خدا کا

کعبے کا یہ زینہ ہے نہ ہے عرش کی زنجیر
کچھ اور ہی رتبہ ہے تیرے زلف رسا کا

ہے بیخبری اسکو وہ عالم کی خبر سے
کچھ اور ہی عالم ہے تیرے محو لقا کا

سنتا ہوں وہاں ہوگی تیری جلوہ نمائی
ہوں منتظر اسواسطے میں روز جزا کا

حسرت زدہ و دل خستہ جگر سر تہ خنجر
عاصی یہی انداز ہے تسلیم و رضا کا

دم آخر جو تھا آنکھوں میں نقشہ روئے احمد کا
ہوا ہر ذرہ برق طور مری خاک مرقد کا

بنے کیونکر نہ دود آہ رشک سنبل پیچاں
کہ رکھتا ہوں ازل سے سر میں سودا زلف احمد کا

کبھی ہے ضبط گریہ انکی فرقت میں کبھی رونا
یہ بحر چشم دکھلاتا ہے نقشہ جزر اور مد کا

مبدل ہو گیا قہر الٰہی فضل و رحمت سے
ہوا جب غلغلہ دنیا میں انکی آمد آمد کا

حسینوں کو ملا خال و خط و زلفِ سیاہ ہو کر
اک انکے زانوِ انور کا تکیہ عرشِ اعلیٰ ہے
گریباں چاک رہتا ہوں میں فرقت میں پیا انکی

ازل میں ہو گیا تقسیم سایہ آپکے قد کا
گلستانِ جہاں ہو ایک بوٹا انکی مسند کا
خداوندا نہ چھوٹے حشر میں دامن محمدؐ کا

میں عاصی ہوں الٰہی اور ادنیٰ امتی انکا
بروزِ حشر رکھنا آبرو صدقہ محمدؐ کا

جو بزمِ عالم میں آنکھ اٹھائی تو محفل آرا تمہیں کو دیکھا
ہر اک سے بہتر تمہیں کو پایا ہر اک سے اعلیٰ تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو کعبے میں بتکدے میں تمہیں ہو مسجد میں میکدے میں
ہر اک مکاں کے مکیں تمہیں ہو مقیم ہر جا تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو وحدت میں خلوت آرا تمہیں ہو کثرت میں رونق افزا
جہاں سے پنہاں تمہیں کو پایا جہاں میں پیدا تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو یوسف تمہیں زلیخا تمہیں ہو مجنوں تمہیں ہو لیلیٰ
تم آپ ہی اپنے دلربا ہو اور اپنا شیدا تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو کشتی تمہیں کھیماں تمہیں ہو لنگر تمہیں ہو طوفان
تمہیں ہو گوہر تمہیں ہو نیساں حباب و دریا تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو ذرہ میں بھی درخشاں تمہیں ہو خورشید میں بھی تاباں
ادھر منور تمہیں کو پایا ادھر چمکتا تمہیں کو دیکھا
تمہیں نے کی خواہش نظارہ تمہیں نے فرمایا لن ترانی
تمہیں تھے طور اور تمہیں تجلا بشکلِ موسیٰ تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو ساغر تمہیں سبو ہو تمہیں ہو مینا تمہیں ہو ساقی
تمہیں ہو کیف اور تمہیں ہو میکش مے مصفا تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو گلشن تمہیں ہو بلبل تمہیں ہو گل باغباں تمہیں ہو
بہار بھی تم خزاں بھی تم ہو غرض جو دیکھا تمہیں کو دیکھا

کہاں مقابل کوئی تمہارا شکیل ایسے جمیل ایسے
حسین دونوں جہاں میں ہمنے بس ایک تنہا تمہیں کو دیکھا

جہاں کے جتنے ہیں دینے والے وہ دیکھے رکھتے ہیں [illegible]
بغیر منت کے دے جو سب کو کریم ایسا تمہیں کو دیکھا

نگاہ عاصی بتاں کی پڑی جو توحید کے چمن پہ
تمہیں کو پایا تمہیں کو جانا تمہیں کو سمجھا تمہیں کو دیکھا

عاشق ہے ہر اک گرچہ رسول مدنی کا — کچھ رنگ نرالا ہے اویس قرنی کا
مژگان نبی سے میرا دل ہے نہیں گھائل — زخمی ہے جگر بھی اسی برچھی کی انی کا
روتا ہوں جو یاد در دندان نبی میں — جلوا ہے ہر اک اشک میں در عدنی کا
طوبا ہے نثار قد دلجوئے محمد — بھولو نہ اشارہ ہے یہ سرو چمنی کا
آگے لب دندان رسول عربی کے — موتی کا ہے رتبہ نہ عقیق یمنی کا
مشہور لطافت میں ہیں گو حور و پری بھی — ہے اور ہی عالم تیری نازک بدنی کا
ہر اک تیری سرکار سے پاتا ہے تصدق — یکساں ہے یہاں مرتبہ درویش و غنی کا
ہے تو ہی بہار چمنستان دو عالم — کونین میں غل ہے تیری گل پیرہنی کا
اے جان جہاں اس کا تو مطلوب ہی تو — عاصی تیرا طالب نہیں دنیائے دنی کا

جب روضۂ شاہنشۂ خوباں نظر آیا
آنکھوں نے کہا روضۂ رضواں نظر آیا

اللہ رے ضیائے رخِ تابانِ محمدؐ
خورشید چراغِ تہِ داماں نظر آیا

آبِ لبِ جاں بخشِ محمدؐ کے مقابل
بے آب مجھے چشمۂ حیواں نظر آیا

کیا عظمتِ دربارِ محمدؐ کا بیاں ہو
دارا جسے کہتے ہیں وہ درباں نظر آیا

زخمی ہوئیں کس کانِ ملاحت کی نگہ کا
جس زخم کو دیکھا وہ نمکداں نظر آیا

پیدا ہوئی جب مشقِ تصور سے بصیرت
ہر شئے میں مجھے جلوۂ جاناں نظر آیا

کی دست درازی جو میرے دستِ جنوں نے
دامن سے ہم آغوش گریباں نظر آیا

راتوں کو تیرے جلوۂ رخسار کے آگے
کچھ آنکھ چرا تا مہِ تاباں نظر آیا

کھلتا نہیں کچھ حال تیری جلوہ گری کا
دیکھا جسے آئینہ ساں حیراں نظر آیا

جب آنکھ پڑی ابروئے محبوبِ خدا پر
دل نے یہ کہا قبلۂ ایماں نظر آیا

وہ خوش ہوئے خالی نہ گیا اپنا نشانا
جب لختِ جگر کو لئے پیکاں نظر آیا

آئے جو بکھر کر رخِ پرنور پہ گیسو
آتش میں اگا سنبلِ پیچاں نظر آیا

اللہ رے بہارِ چمنستانِ مدینہ
ہر غنچۂ خاطر گلِ خنداں نظر آیا

رحمت نے لیا دوڑ کے آغوش میں اسکو
عاصیؔ جو قیامت میں پریشاں نظر آیا

کاش پھر اوج پہ عاصیؔ کا مقدر ہوتا
سامنے آنکھوں کے پھر روضۂ انور ہوتا

آتشِ عشق میں حضرت کی میں جلتا رہتا
کاش شمعِ حرمِ روضۂ انور ہوتا

گل سمجھ کر میں اسے سینے میں اپنے رکھتا
دشتِ یثرب کا اگر خار میسر ہوتا

عرض رو رو کے میں کرتا دلِ بیتاب کا حال
روضۂ پاک پہ جانا جو میسر ہوتا

کاش ہوتا میں سگِ کوئے محمد یارب
انکی دہلیز پہ ہر وقت میرا سر ہوتا

انکی نعلین مبارک پہ تصدق کرتا
دل نیاز روز اگر مجھکو میسر ہوتا

حشر تک چین سے آرام سے سوتا رہتا
گر مدینہ کی زمیں پر میرا بستر ہوتا

عاصیوں کو کبھی ملتی نہ جہنم سے نجات
واسطہ گر نہ ترا شافعِ محشر ہوتا

روضۂ شاہِ دو عالم وہیں بنتا عاصی
باغِ فردوس مدینہ سے جو بہتر ہوتا

یارب بھلا ہو شوخیٔ رفتارِ یار کا
جو لے گئی قرار دلِ بیقرار کا

پوچھو نہ حال میرے دلِ داغدار کا
دکھلا رہا ہے رنگ خزاں میں بہار کا

غازہ بنا ہے چہرۂ دامانِ یار کا
اتنا رہے مرتبہ میرے مشتِ غبار کا

سینہ سے خود بخود نکل آتی ہی بار بار
کیا پوچھتے ہو حال دلِ بیقرار کا

حیرت سے محوِ دید تھے دونوں شبِ وصال
یار آئینہ میرا تھا میں آئینہ یار کا

تیری نگاہِ مست کے قربان ساقیا
چلتا رہے یہ دورِ مئے خوشگوار کا

وہ نامورِ جہان کے یارب کہاں گئے
مدفن کا ہے پتہ نہ نشاں ہے مزار کا

عاصی رہِ عدم میں نہیں خوف کچھ مجھے
ہمراہ میرے فضل ہے پروردگار کا

ذکر ہے دیر و حرم میں لفظِ روئے یار کا
ہے یہی دن رات شغل اب کافر و دیندار کا

مہر اک پرتو ہے مہرِ حسنِ روئے یار کا
ماہِ نو ہے عکس اسکے ابروئے خمدار کا

میں ہوں زخمی اسکے تیغِ ابروئے خمدار کا
میرے دل سے کوئی پوچھے لطف اس تلوار کا

کیوں نہ ہو رشکِ گلستاں کوئے جاناں کی زمیں
ہے وہاں چھڑکاؤ میرے دیدۂ خونبار کا

کی تواضع پارہ ہائے دل سے تیرِ یار کی
بھر دیا یاقوت سے ہمنے دہن سوفار کا

آبِ حیواں کی تمنا ہے نہ کوثر کی ہوس
میں تو پیاسا ہوں تمھارے شربتِ دیدار کا

اے مسیحائے دو عالم لیجئے جلدی خبر
حال ابتر ہو گیا ہے آپ کے بیمار کا

یاد ہر دم آ رہا ہے میکدہ ساقی تیرا
اب وطن میں دل نہیں لگتا ہے اس میخوار کا

ہائے طیبہ کہکے رہ جاتا ہوں جب آتا ہے یاد
عالمِ مستی میں پھرنا کوچہ و بازار کا

قبرِ عاصی کی بنے کوئے نبی میں اے خدا
اور بجائے کفن سایہ اسی دیوار کا

اثر قہر و عنایت کا نگاہِ یار میں دیکھا
حیات و موت کا جوہر اسی تلوار میں دیکھا

درخشاں رنگ یکتائی تیرے رخسار میں دیکھا
گلِ توحید کو کھلتے اسی گلزار میں دیکھا

نہ آنکھ کا نظر زاہد تجھے محرابِ کعبہ میں
جو جلوہ ہمنے طاقِ ابروئے خمدار میں دیکھا

جو کھنچا تیر سینے سے لپٹ کر رہ گیا دل میں
وفا کا رنگ اگر دیکھا تیری سوفار میں دیکھا

رہیں ہو کیوں نہ پیارا اور وقت جاں سے بڑھکر
کہ لطفِ زندگی ہمنے اسی آزار میں دیکھا

تجھی پر کچھ نہیں موقوف ہے بیتاب ہو جانا
ہزاروں کو تڑپتے کوچۂ دلدار میں دیکھا

لہو بڑھتا ہے سیروں تن میں بسمل ہونیوالوں کے
خدا رکھے نیا جوہر تیری تلوار میں دیکھا

جو دیکھا غور سے دیر و حرم میں ایک جلوا ہے
جو کچھ تسبیح میں دیکھا وہی زنار میں دیکھا

کسی کو کب وہ اپنی صورتِ زیبا دکھاتے ہیں
جسے دیکھا تڑپتے حسرتِ دیدار میں دیکھا

نہ دیکھا باغِ عالم میں کہیں سامان راحت کا
اگر دیکھا تو اسکے سایۂ دیوار میں دیکھا

تمہارے ناز کا کشتہ ہوئے تو حال خوش ہوتا
جو لطف اقرار میں پایا وہی انکار میں دیکھا

جدا اللہ سے سرکار کو اپنے میں کیوں سمجھوں
جو کچھ اللہ میں دیکھا وہی سرکار میں دیکھا

کراماً کاتبیں کیا کیا ہوئی شرمندہ محشر میں
جو عاصی کو کنارِ رحمتِ غفار میں دیکھا

جو دل خون میں تر بتر ہو گیا — یہ کس کا شہید نظر ہو گیا
ترا حسن جب پردہ در ہو گیا — تو پردہ ہجوم نظر ہو گیا
پڑا دل پہ جو داغ عشقِ بتاں — عدم کا وہ زاد سفر ہو گیا
کبھی اسکا جلوہ بنا برقِ طور — کبھی خود ہی وقفِ نظر ہو گیا
وہ جلوا دکھایا ہر اک داغ نے — کہ سروِ چراغاں جگر ہو گیا
یہ تھی کس کے تیر نظر کی کشش — کہ سینے سے باہر جگر ہو گیا
قطعہ
صبا عرض کرنا یہ اُنسے ضرور — جو یثرب میں تیرا گزر ہو گیا

یہ ہے سوزِ فرقت سے عاصی کا حال
کہ گھر اُسکے حق میں سقر ہو گیا

درِ پاک پر تھا بہت ذی وقار — یہاں آکے وہ دربدر ہو گیا
ترقی پہ ہے روز دردِ جگر — مرض اسکا اب پرخطر ہو گیا
تڑپتے تڑپتے شبِ غم کٹی — تو دن روتے روتے بسر ہو گیا
کبھی پارہ پارہ ہوا غم سے دل — کبھی ٹکڑے ٹکڑے جگر ہو گیا
کبھی آگ سوزِ دروں نے لگی — کبھی دامن اشکوں سے تر ہو گیا
کبھی اپنی حالت پہ وہ خندہ زن — کبھی خود بخود نوحہ گر ہو گیا
نہ چلنے کی طاقت نہ اڑنے کا زور — دکن میں وہ بے بال و پر ہو گیا
خدا کیلئے جلد بلوائیے — کہ عاصی چراغِ سحر ہو گیا

شرمِ گنہ نے حشر میں چھا مزا دیا
رحمت نے جامِ عفو سے مجھکو چھکا دیا

غرقِ شرابِ ناب ہر اک بادہ خوار ہے
ساقی نے آج فیض کا دریا بہا دیا

قسمت پہ اسکے رشک ہوا کوہِ طور کو
برقِ نگاہِ یار نے جس کو جلا دیا

ملتا ہے جستجو سے کہیں اب سراغِ دل
فرقت نے تیری خاک میں اسکو ملا دیا

ہے دل کا اضطراب و سکوں اسکے ہاتھ ہے
نشتر چبھو دیا کبھی مرہم لگا دیا

تھا نام کو نشان جو میرے مزار کا
ظالم نے ٹھوکروں سے اسے بھی مٹا دیا

موسیٰ بھی اسکے طالبِ دیدار تھے مگر
جاتے رہے حواس جو جلوا دکھا دیا

امت کو ہے یہ ناز کہ پروردگار نے
ہمکو نبی دیا بھی تو خیر الورا دیا

ہے سامنا کریم کا عاصی بڑھے چلو
رحمت نے بڑھ کے حشر میں مژدہ سنا دیا

الفت کا داغ دل سے مٹایا نہ جائیگا
جلتا ہوا چراغ بجھایا نہ جائیگا

کعبہ نہیں جو ٹوٹ کے سو بار پھر بنے
توڑو گے قصرِ دل تو بنایا نہ جائیگا

مٹی کے دینے سے بھی تمھیں احتراز ہے
کیا خاک میں بھی مجھکو ملایا نہ جائیگا

میرا ہی دل ہے تیرے جفاؤں کیواسطے
یہ بار ہر کسی سے اٹھایا نہ جائیگا

اشکِ رواں کا ہجر میں رکنا محال ہے
آنکھوں سے دل کا راز چھپایا نہ جائیگا

جس کو کیا ہے تیرے عنایت نے سربلند
عالم میں وہ کسی سے گرایا نہ جائیگا

محفل میں انکے لے ہی گیا اضطرابِ دل
سمجھے تھے ہم کہ ضعف سے جایا نہ جائیگا

ہے لائقِ سجود تمھارا ہی آستاں
یہ سر ہر ایک در پہ جھکایا نہ جائیگا

عاصی ہوں ساتھ میرے شفاعت ضرور ہو
تنہا خدا کے سامنے جایا نہ جائیگا

دل جو پیمانۂ شراب ہوا
فیضِ ساقی سے آفتاب ہوا

نہ گئی آہ آتشیں خالی
اُنکے دل کو بھی اضطراب ہوا

تیرا ہمسر کہاں ہے عالم میں
تو خدائی میں لاجواب ہوا

ہے رواں سوئے میکدہ واعظ
یہہ نیا آج انقلاب ہوا

میری صورت کا وہ بنا پردہ
اسکی صورت کا میں حجاب ہوا

جب جنوں میں ہوا گریباں چاک
دامنِ حشر کا جواب ہوا

قتل کرکے مجھے وہ کہتے ہیں
مفت خنجر میرا خراب ہوا

دب کے میرا نیاز کیوں رہتا
آپ کے ناز کا جواب ہوا

دستِ جاناں سے پی جو میں نے شراب
جل کے دشمن میرا کباب ہوا

رہگیا سب حساب عاصیؔ کا
فضلِ حق اسپہ بیحساب ہوا

ادھر کھینچنا تیر خنجر کسی کا
ادب سے جھکانا ادھر سر کسی کا

وہ پوشیدہ ظاہر ہیں ہم نا نظر سے
وہ رہتا اگر دل کے اندر کسی کا

پس ذبح بھی دل کو تڑپا رہا ہے
مجھے دیکھ لینا وہ مڑ کر کسی کا

مسلتے ہو جس چیز کو چٹکیوں میں
یہی دل ہے اے بندہ پرور کسی کا

تسلی کی لیتے ہیں کیا چاند سوچ
ذرا دیکھ لیں روئے انور کسی کا

مجھے مہرِ محشر سے کیا خوف عاصیؔ
ہے دستِ کرم میرے سر پر کسی کا

کون اس غمکدۂ دہر میں شاداں آیا
جو یہاں آیا وہ با دیدۂ گریاں آیا

پھر نظر آج مدینے کا بیاباں آیا
پھر میرا دستِ جنوں تا بگریباں آیا

کیوں نہ میں چشمِ تصوّر پہ فدا ہوں اپنے
سر جھکاتے ہی نظر جلوۂ جاناں آیا

یہ ہے کس کا کہ مقابل ہو تمھارے رخ کے
آئینہ سامنے آیا بھی تو حیراں آیا

یادِ گیسو میں مجھے نیند نہ آئی شب بھر
جب لگی آنکھ نظر خوابِ پریشاں آیا

کشتۂ حسرتِ دیدار تیرے جی اٹھے
تو خراماں جو سوئے گورِ غریباں آیا

خارِ بن بنکے کھٹکنے لگی آنکھوں میں بہار
یاد فردوس میں جب کوچۂ جاناں آیا

ہٹ گئے رات کو جب رخ سے تمھارے گیسو
میں یہ سمجھا کہ زمیں پر مہِ تاباں آیا

قطرہ قطرہ سے ہے کیفیتِ دریا پیدا
ذرّے ذرّے میں نظر مہرِ درخشاں آیا

بخشوا ہی کے گیا اپنے خطائیں ساری
تیرے دروازہ پہ عاصیؔ جو پشیماں آیا

جدا سر سے تن ہو گیا ہو گیا
محبت کا حق تو ادا ہو گیا

شبِ وصل کیا کیا تھے سامانِ عیش
گئے وہ تو محشر بپا ہو گیا

ذرا دیکھئے فیضِ پیرِ مغاں
کہ دل جامِ گیتی نما ہو گیا

عجب رنگ سے وہ خراماں ہوئے
گلستاں ہریک نقشِ پا ہو گیا

وہاں تولتے ہیں وہ تیغِ نظر
جگر کا یہاں فیصلہ ہو گیا

نہ رونے میں راحت نہ ہنسنے میں چین
الٰہی میرے دلکو کیا ہو گیا

جو شمعِ ہدایت کی پھیلی ضیا
تو گمراہ بھی رہنما ہو گیا

سرِ حشر عاصیؔ یہ رحمت کہی
کہ فردوس تجھکو عطا ہو گیا

مزا لینا ہے گر طالب تجھے حق کی عبادت کا
مراقب ہو مقام احدیت کا او معیت کا

لطائف طے تو کر ساری کہ یہ زینے ہیں عرفاں کے
کہ بے اسکے نہیں ملتا ہے رستہ قصر وحدت کا

لطائف قلب و روح و سر خفی اخفیٰ و نفسی ہیں
مگر ان سب میں ہی غالب کہو رتبہ پادشاہت کا

نفی اثبات کی ہو ذکر سے اپنی نفی اثبات
ہمیشہ اسطرح تو ورد کر کلمہ شہادت کا

فنا ہو اقربیت میں کہ نحن اقرب آیا ہے
مراقب ہو محبت کا محبت کا محبت کا

عیاں ہو اسم ظاہر سے نہاں ہو اسم باطن میں
مگر طالب نہ ہو عالم میں ہرگز اپنی شہرت کا

نظر آئیگا جلوہ یکساں پھر تجھکو اے طالب
کمالات نبوت کا کمالات رسالت کا

پھر اسکے بعد ہے نور کمالات اولو العزمی
مگر ہے خوف سے مملو یہ درجہ شان کثرت کا

یہ سارے مرتبے ہو جائیں طے گر فضل باری ہے
تو اے طالب مراقبہ ہی کعبے کی حقیقت کا

ہے قرآں کی حقیقت بعد درجہ ہے صلوٰۃ کا
ہے پھر معبودیت صرفہ براہیمی حقیقت کا

جو گزرے ان مقاموں سے سلامت لیکے دل اپنا
مراقب شوق سے طالب ہو احمد کی حقیقت کا

مراقب حب صرفہ کا مراقب لاتعین کا
اگر ہو تو نتیجہ مل گیا طالب کی محنت کا

ہر یک زینہ ہے عاصی قصر عرفاں کا بہت مشکل
کہاں تو اور یہ زینے تصدق سب ہی حضرت کا

جو گل زیب باغ جہاں ہو گیا
وہ پامال دست خزاں ہو گیا

ملک کرتے ہیں اسکو جھک کر سلام
تیرے در کا جو پاسباں ہو گیا

جو زائر ہوا روضہ پاک کا
سزاوار باغ جناں ہو گیا

جنوں میں نہ باقی رہا جیب لباس
گریبان دل دھجیاں ہو گیا

جو پوچھا کسی نے میرا حال دل
تو آنکھوں سے دریا رواں ہو گیا

ذرا لطف پیرِ مغاں دیکھنا
نئے سر سے عاصی جواں ہو گیا

اے آب ز دندان تو درِ عدنی را — وے رنگ ز لعل تو عقیقِ یمنی را
از پرتو رخسار تو گل خلق نمودند — از سایۂ قد ساختہ سروِ چمنی را
شکر ز لبان تو گرفتست حلاوت — طوطی ز تو آموختہ شیریں سخنی را
تو جان گلستانی و حق قطع نمودست — بر قامت زیبای تو گل پیرہنی را
آنجا کہ رسد نکہت گیسوئے معنبر — پرسد نہ کسی نافۂ مشکِ ختنی را
اہلِ سفر راہِ تو دانند مقدم — بر حبِ وطن شوق غریب الوطنی را
در سینۂ من دل ز طپش داد نشانی — چوں دیدہ ز مژگان تو ناوک فگنی را
گر دید میسر بخدا دولتِ کونین — از جامۂ پاک تو اویس قرنی را

ہر لحظہ طلب مغفرتِ خویش ز غفار
عاصی مطلب دولت دنیائے دنی را

کردی چو وا از لطف خود بر من درِ میخانہ را — ساقی بکامم ار نہ و بکشا لبِ پیمانہ را
از دیدہ گر داری حیا در دل بیا در دل بیا — بہر تو اے پردہ نشیں پرداختم این خانہ را
با دل ہمہ در کار خود در خلوتم با یار خود — ناصح نصیحت تا کجا بگذار این افسانہ را
جاناں دلِ صد چاک را بستم بتار زلفِ تو — آخر چہ کار آید مرا دادم بزلف این شانہ را
بہر نثار فرق تو جاں ہائے پاکاں یکطرف — آوردہ ام اے جانِ جاں من این دلِ دیوانہ را
زلفِ گرہ گیرش ببیں بستہ در و دلہا بسی — از دست افگن زاہدا این سبحۂ صد دانہ را
مومنی نباشد ہر نظر لذت کشِ دیدار یار — باید چو چشمِ مصطفےٰ نظارہ جانانہ را

چوں آتش عشق تو شد در سینۂ من مشتعل
ہر لحظہ یا رب کن فزوں ایں سوز آتشخانہ را

دیوانہ شو دیوانہ شو از خویشتن بیگانہ شو
در بزم جاناں عاصیا عزّت بود دیوانہ را

دلبر کبریاست دلبر ما
رشک موسیٰ بود مقدّر ما

بینظیر است او بناز اگر
نیست کس در نیاز ہمسر ما

ما نخواہیم کوثر و تسنیم
لب جاناں ماست کوثر ما

لاغریم آنچناں بہ ہجرانت
کہ تنِ ماست تار بستر ما

حاجت رہبری بہ ساقی نیست
بیخودی ہائے ماست رہبر ما

عاصیانیم گرچہ اے زاہد
مہر بخشش بود بہ محشر ما

ما سگِ کوئے مصطفےٰ ہستیم
سنگ آں آستانہ و سر ما

عفو گردد نہ چوں گنہ عاصی
او غفور و شفیع سرور ما

بیا ساقی بکن مستم شکستم عہد تقویٰ را
بیک جام محبت بیخبر کن ہم دین و دنیا را

اگر در خاطرت آید علاج درد بیماراں
تمنّائے مداوا از فلک آرد مسیحا را

دلا گر عاشقی از طعن بدگویاں چہ می پرسی
کہ رسوائی بمقصد برد آخر پیر صنعاں را

اگر خواہی کہ گردی پاک از آلایش دنیا
بشو از آب مے زاہد تو ایں دلق مصلّا را

نمیدانست کس او را کہ بد در قعر گمنامی
بہ تشبیہ میانت گشت شہرت نام عنقا را

بہ پیش عارفاں مفہوم نحن اقرب ایں باشد
کہ دایم لذّت دید است حاصل چشم بینا را

زہے عالی نسب والا حسب فی بیت شاہے
کہ باشد فخر از نعلین او عرش معلّا را

میانِ دو کریم افتاد کار بخشش عاصیؔ
ز لوحِ دل بشو نقشِ خیالِ بیم فردا را

ترے میکدہ سے جو میخوار نِکلا — شرابِ محبت سے سرشار نِکلا
غم و ہر سے جسکو آزاد دیکھا — وہ زلفوں کا تیری گرفتار نکلا
گری خرمنِ ہوش پر اسکے بجلی — تری دید کا جو طلبگار نِکلا
دوا سے ہوئے جسکے عاجز مسیحا — وہ تیری نگاہوں کا بیمار نکلا
دیا ہمنے دل جسکو بھولا سمجھکر — وہ ظالم جفاجو ستمگار نکلا
سمجھتے تھے ہم جسکو ماہِ درخشاں — تمھارا ہی وہ عکسِ رخسار نکلا
ہوئے غرق دریائے غم میں جگر دل — نہ یہہ پار نکلا نہ وہ پار نِکلا
کیا شکر تیری جفاؤ پہ جس نے — وہی عاشقوں میں وفادار نِکلا
ملک جسکو سمجھے تھے مٹی کا پتلا — وہ ساری خدائی کا مختار نکلا

جسے پھول سمجھے تھے جنت کا عاصیؔ
مدینے کے گلشن کا وہ خار نِکلا

احساں ہو کسی پر تو جتانا نہیں اچھا — اور غیر کا احسان چھپانا نہیں اچھا
دی حق نے جو ثروت تو غریبوں کی مدد کر — بیکار زر و مال لٹانا نہیں اچھا
ہیں زیرِ حکومت جو ترے عاجز و ناچار — دل کو کسی بیکس کے ستانا نہیں اچھا
محتاج سے ملنے میں تو تقدیم کیا کر — مفلس سے کبھی آنکھ چرانا نہیں اچھا
غفلت میں ہو ظالم تو خبردار نہ کرنا — سوتے ہوئے فتنے کو جگانا نہیں اچھا
عاصیؔ نہ زباں روک کہیہ دورہے آخر — قفل ایسے لبِ گویا پہ لگانا نہیں اچھا

جلوا ہے ہر اک شئے میں جدا ہی یا تمھارا　　بیتاب ہو کیوں طالب دیدار تمھارا
ہے آبِ بقا شربتِ دیدار تمھارا　　محتاج مسیحا نہیں بیمار تمھارا
روشن نہ کبھی شمس و قمر ہوتے فلک پر　　پڑتا نہ اگر پرتو رخسار تمھارا
ہیں نقشِ قدم بنکے رہوں تا دمِ محشر　　ہاتھ آئے اگر سایۂ دیوار تمھارا
تھی حضرتِ یوسف کی خریدار زلیخا　　خود خالقِ یوسف ہے خریدار تمھارا
جبریل مصاحب ہیں تو خدام ملایک　　کس شان کا دربار ہے دربار تمھارا
موسیٰ طلبِ دید نہ پھر طور پہ کرتے　　گر دیکھتے وہ جلوۂ رخسار تمھارا

کیوں خوفِ قیامت سے پریشان ہو عاصی
کافی ہے وسیلہ اسے سرکار تمھارا

تو اے شمع رو جلوہ فرما نہ ہوتا　　تو بزمِ جہاں میں اجالا نہ ہوتا
نہ پڑتا اگر عکسِ رخسارِ جاناں　　تو شمس و قمر میں یہ جلوا نہ ہوتا
حسیں ماہِ کنعاں ہی کو ہم سمجھتے　　تیرا روئے انور جو دیکھا نہ ہوتا
تجھے دیکھ لیتا اگر اک نظر وہ　　تو پھر قیس لیلیٰ کا شیدا نہ ہوتا
بہار آتی عالم کے گلزار میں کب　　جو تو رشکِ گل رونق افزا نہ ہوتا
نہ ہوتا خراماں وہ کانِ ملاحت　　تو یہ شورِ محشر میں برپا نہ ہوتا
بنا کر تجھے جب کرے ناز صانع　　تو کیوں حسن میں تیرا شہرا نہ ہوتا
نہ جلتا اگر طور جلوے سے تیرے　　تو عالم کی آنکھوں کا سرمہ نہ ہوتا
خدا کی خدائی بھی ظاہر نہ ہوتی　　اگر اس جہاں میں تو پیدا نہ ہوتا
نہ بچتا کبھی نارِ دوزخ سے عاصی　　اگر اسکو تیرا سہارا نہ ہوتا

کیونکر یہ کہوں وصل ترا ہو نہیں سکتا
چاہے جو کوئی دل سے تو کیا ہو نہیں سکتا

کشتے ترے اٹھنے کو تڑپتے ہیں خاک
بے تیرے چلے حشر بپا ہو نہیں سکتا

پردے سے غرض ہی ہیں مشتاق بتانا
وہ چاہے تو کیا جلوہ نما ہو نہیں سکتا

اے راحتِ دل یاد تیری جان ہے میری
کر دوں میں اسے دل سے جدا ہو نہیں سکتا

گیسو ترے زندانِ طلسمات بلا ہیں
پھنسنا ہے جو اسمیں وہ رہا ہو نہیں سکتا

کہتا ہوں جو اُسنے کہ ستم مجھپہ کہاں تک
کہتے ہیں وہ کچھ اسکے سوا ہو نہیں سکتا

کرتے ہو جو ملنے کیلئے حشر کا وعدہ
تم چاہو تو کیا حشر بپا ہو نہیں سکتا

اس گل کو میرا حالِ دلِ زار سنا دے
کام اتنا بھی کیا تجھسے صبا ہو نہیں سکتا

دن رات وظیفہ ہے ترا نام محمدؐ
عاصی تو گرفتارِ بلا ہو نہیں سکتا

گل ہیں تجھپر نثار کیا کہنا
اے میرے گلعذار کیا کہنا

تیری ہر ہر ادا قیامت ہے
آفتِ روزگار کیا کہنا

غنچے کہتے ہیں دیکھ کر تجھکو
اے گلِ نو بہار کیا کہنا

بزم میں چل رہی ہے تیغِ ادا
ہر طرف ہے پکار کیا کہنا

پیاس تونے بجھا دی بسمل کی
خنجرِ آبدار کیا کہنا

کر کے بیخود دیا میرے دلکو
ہو بڑے ہوشیار کیا کہنا

تونے اسکو بھی کر دیا بے چین
اے دلِ بیقرار کیا کہنا

دامنِ یار تک رسائی کی
میرے مشتِ غبار کیا کہنا

کوئے جاناں میں ہے گزر تیرا
اے نسیمِ بہار کیا کہنا

اس ستمگر کا ظلم و جور ایدل
تیر اصبر و قرار کیا کہنا

ابتک آیا نہ ہوش بسمل کو
جلوۂ تیغ یار کیا کہنا

صبح محشر سے ملگئی جاکر
اے شب انتظار کیا کہنا

دھو دیا تونے دفتر عصیاں
دیدۂ اشکبار کیا کہنا

کر دئے میکدہ کے خم خالی
عاصیؔ بادہ خوار کیا کہنا

نہ کیوں ہوں تیر نظر پہ قرباں کہ دلسے ہوں جاں نثار انکا
کچھ آج کل کا نہیں فدائی ازل سے دل ہے شکار انکا

رسول اکرم ہیں شاہ خوباں یہہ زلف و رخ معجزہ ہیں یکے
کہ کلمہ پڑہتے ہیں سنبل و گل چمن میں بلبل و ہزار انکا

اسے تھا منظور یہہ دکھانا کہ ہر نبی سے ہیں افضل احمد
بلاکے معراج میں خدا نے بڑہایا عز و وقار انکا

وہی ہیں سردار زاہدونکے وہی ہیں مختار عاصیونکے
انہیں کے ہے زیر حکم جنت سقر پہ ہے اختیار انکا

ہوائے رخسار احمدی سے نہ کیوں شگفتہ ہو غنچہ غنچہ
کہ بھرتے پھرتی ہے دم چمن میں سدا نسیم بہار انکا

امیر دونوں جہان کے ہوکر غریب لوگوں میں ملکے رہنا
کسی بشر کو کسی نبی کو ملا نہ یہہ انکسار انکا

نہ تھا امیر و غنی سے انس انکو نہ اہل دولت سے رغبت انکو

انیس روح الامین تھے اسکے رفیق پروردگار انکا

مریں جو زیر قدم تمھارے وہ خاک ہوکر بھی اوج پائیں
لگالیں آنکھوں میں اپنی حوریں اڑے جو بنکر غبار انکا

وہ آنے والے ہیں دیکھنے کو اجل ٹھہر جا ذرا ٹھہر جا
ابھی نہ لینا تو جان میری کہ مجھکو ہے انتظار انکا

خلش جو دل میں نہیں ہمارے خدنگ مژگان مصطفےٰ کی
تو نام آتا ہے بے تحاشا زباں پہ کیوں بار بار انکا

بشر کے پردہ میں تھے نہفتہ گئے جو معراج میں محمدؐ
ہوا شبستان احدیت میں وہ راز سب آشکار انکا

وہی ہیں سلطان ہر دو عالم وہی ہیں مختار جزو کل کے
زمانہ انکا خدائی انکی خدا کا سب کاروبار انکا

کریم تم ہو رحیم تم ہو تمھارے در پہ پڑے ہیں عاصی
تمھیں پہ ہے اے شفیع محشر تمام دارومدار انکا

اللہ ہو حبیب احمد مختار تمھارا	کونین نہ کیوں ہو شیدا دیدار تمھارا
تم سے نہ جدا حق ہے نہ تم حق سے جدا ہو	اللہ کا دیدار ہے دیدار تمھارا
سمجھا میں سر طور تجلی ہے خدا کی	آیا جو نظر جلوۂ رخسار تمھارا
یوسف کی تھی عالم میں خریدار زلیخا	خود صانع یوسف ہے خریدار تمھارا
آتا ہے لبوں پر تو چپٹ جاتے ہیں باہم	کیا نام ہے شیریں مری سرکار تمھارا
خورشید ہے یا روئے منور کی جھلک ہے	مہتاب ہے یا جلوۂ رخسار تمھارا

جلوہ ہو غضب کا تو عدو کیلئے بجلی ہے
شمشیر قضا ابروئے خمدار تمہارا

کیوں ہجر میں مر کر ہوں نہیں وصل میں زندہ
ہے آبِ بقا شربتِ دیدار تمہارا

چھوٹے نہ کبھی زلفِ عنبر سے میرا دل
رکھے مجھے اللہ گرفتار تمہارا

مطلب ہو وہ اسے نہ شفا کی ہے تمنا
ارمان ہے کہ دائم رہوں بیمار تمہارا

روتا ہوں تڑپتا ہوں عاجز ہی ہجر میں
دکھلائے خدا پھر مجھے دربار تمہارا

ہے عرشِ خدا زینۂ بامِ حرمِ پاک
اور ظلِ خدا سایۂ دیوار تمہارا

بیفکر نہ کیوں روزِ جزا سے رہے عاصیؔ
ہے اسکو بھروسہ میرے سرکار تمہارا

ردیف با

سرورِ کل انبیا ہو یا حبیب
تاج بخش اولیا ہو یا حبیب

مظہرِ نورِ خدا ہو یا حبیب
ذاتِ حق کے آشنا ہو یا حبیب

سالکوں کے پیشوا ہو یا حبیب
عارفوں کے رہنما ہو یا حبیب

خلق کے حاجت روا ہو یا حبیب
میرے دل کے مدعا ہو یا حبیب

اوّلِ ہر ابتدا ہو یا حبیب
آخرِ ہر انتہا ہو یا حبیب

کیوں نہ ہو وہ آشنا اللہ کا
جو تمہارا آشنا ہو یا حبیب

حسنِ یوسف تھا زلیخا کو عزیز
تم تو محبوبِ خدا ہو یا حبیب

اسکو کیا پروائے فردوسِ بریں
جو تیرے در پہ پڑا ہو یا حبیب

کیوں نہ دیکھے وہ خدائے پاک کو
آپ کو جو دیکھتا ہو یا حبیب

دو جہاں سے اسکو کچھ مطلب نہیں — جو تمہارا ہو گیا ہو یا حبیب
غم اُسے کیا آفتاب حشر کا — جو تیرے غم میں جلا ہو یا حبیب
ہے وہی مقبولِ درگاہِ خدا — دل سے جو تم پر فدا ہو یا حبیب
ہم گنہگارانِ امت کے لئے — رحمت ربّ العلا ہو یا حبیب
مرہمِ دلِ خستگاں ہو یا رسول — درد مندوں کی دوا ہو یا حبیب

حشر میں عاصیؔ پہ بھی چشم کرم
شافع روزِ جزا ہو یا حبیب

نازنینی مہ جبینی یا حبیب — دلبر حسن آفرینی یا حبیب
نام پاکت حرزِ جانِ عاشقاں — خاتم دل را نگینی یا حبیب
چوں کند وصفِ کمالت مشتِ خاک — تو خدا را ہمنشینی یا حبیب
باعثِ ایجادِ عالم ذاتِ تو — مالک دنیا و دینی یا حبیب
سالکاں را پیشوائی یا رسول — مقتداء العارفینی یا حبیب
انبیاء ماسلف را سروری — ہم تو ختم المرسلینی یا حبیب

جاں بلب اندر دکن افتادہ است
حال عاصیؔ را بہ بینی یا حبیب

پیش رخسارت ندارد ماہ تاب — آفتابی آفتابی آفتاب
چشم تو برہم زنِ میخانہا — وز نگاہِ مست تو عالم خراب
دید چوں بر عارضت گردی ز شوق — گفت دل یا لیتنی کنت تراب
گل بعشقِ عارض تو غرق خون — سنبل از گیسوئے تو در پیچ و تاب

پیش حسنت جملہ خوبانِ جہاں   ہمچو ذرہ پیش نورِ آفتاب
گر بدریا پرتو رویت فتد   صورتِ گل رو نماید ہر حباب
لعل از لعلِ لب تو منفعل   پیش دندانِ تو گوہر آب آب
خط مشکیں بر رخِ زیبائے تو   آیتے از سورۂ امّ الکتاب
زلف با رخ صبح در پہلوئے شام   لعل تو نار است ہم آغوش آب
خواست چوں محبوب خود سازد ترا   از دو عالم کرد خالق انتخاب
سایہ ات باشد کجا چوں گشتۂ   در حسینانِ دو عالم لاجواب
نیک سید اند خداوند علیم   من چہ گویم کیستی اندر حجاب
صوفیاں را در رہِ مقصودِ دل   بے طریقِ تو نگردد فتح باب
جاں بدردِ ہجرِ تو آمد بلب   دل بشوقِ وصلِ تو در اضطراب
ساغری دہ از شرابِ حسنِ خویش   ساختی مرغ دلم را چوں کباب
گفتہ آیم شبے در خوابِ تو   من بہجرِ تو ندیدم ہیچ خواب
جامۂ ہستی ز دستِ عشق در   تا ز وصلِ یار گردی کامیاب

از حسابِ حشر عاصیؔ را چہ غم
اے تو ئی چوں شافعِ یوم الحساب

ردیف پ

ہیں نورِ حق محمد مصطفےٰ آپ   جدھر دیکھو ادھر جلوہ نما آپ
کسی کی آنکھ میں جلوہ نما آپ   کسی کے دل میں ہیں رونق فزا آپ

کلامِ من رآنی سے ہے ظاہر | کہ ہیں آئینۂ ذاتِ خدا آپ
دو عالم میں نہ کیونکر روشنی ہو | کہ ہیں شمعِ حریمِ کبریا آپ
ہے جلوہ آپ کا شام و سحر میں | کہ ہیں شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ آپ
کہاں موسیٰ کہاں ذاتِ مقدس | وہ عاشق اور محبوبِ خدا آپ
نہیں ہے آپ کا ثانی جہاں میں | خدا کے بعد ہیں یا مصطفیٰ آپ
حسینانِ جہاں کے آپ سرتاج | ہیں سارے دلبروں کے دلربا آپ
جلائے خاطرِ پاکانِ عالم | ضیائے دیدۂ اہلِ صفا آپ
تمنائے دلِ آشفتہ حالاں | غریبوں کے مراد و مدعا آپ
انیس و غمگسارِ دردمنداں | ضعیفوں بیکسوں کے آشنا آپ
ہیں بحرِ حسن و کانِ دلبری کے | دُرِ یکتا و لعلِ بے بہا آپ
ہر اک گوشہ سے چمکا نورِ اسلام | ہوئے دنیا میں جب رونق فزا آپ
مسیحا سے مجھے ہے کیا سروکار | ہیں میرے دردِ پنہاں کی دوا آپ
دکن میں ہوں پریشاں حال مولا | بلا لیں مجھ کو اب بہرِ خدا آپ

کیا عاصیؔ کے واسطے خوفِ محشر
ہوئے جب شافعِ روزِ جزا آپ

ردیف ت

اڑے جو سوئے فلک ہم غبار کیصورت | چمن میں برسیں گے ابرِ بہار کیصورت
اثر یہ جذبِ محبت کا ہے کہ اب وہ بھی | تڑپ رہے ہیں اِک بیقرار کیصورت

یہ کون رشکِ چمن جلوہ گر چمن میں ہوا — ہے خار خار سے پیدا بہار کیصورت
ہماری چشم تصور سے چھپ نہیں سکتی — عیاں ہے آئینۂ دل میں یار کیصورت
چمن میں شور ہے کس گل کی آمد آمد کا — اتر گئی جو عروس بہار کیصورت
تمھاری تیغ سے زخموں کے پھول کھلتے ہیں — یہ چل رہی ہے نسیم بہار کیصورت
چمک رہے ہیں جو جبر بنی میں داغ جگر — دکھا رہے ہیں خزاں میں بہار کیصورت
خوشی نہ زر کی ہے اصلا نہ زرد کا ملال — مجھے ہے ایک خزان و بہار کیصورت

رکیں نہ اشک ندامت کہ ہے یہی عاصی
نزول رحمت پروردگار کیصورت

دیگر

فکر علاج کن کہ دلِ زار نازکست — رشکِ مسیح حالتِ بیمار نازکست
اے دل بوقت ذبح ادب را نگاہ دار — مضطر مشو کہ خنجر دلدار نازکست
اے خاک من برگذر او بدوش باد — آہستہ رو کہ دامنِ آں یار نازکست
غیر دلم بزلف گرہ گیر خود مبند — ترسم کہ بشکند سر آں تار نازکست
می سوزد و بپیش وے آہی نمیکند — داند دلم کہ آں گلِ رخسار نازکست
آسان شمردہ سفر منزلِ عدم — اوّل ببیں کہ راہ چہ مقدار نازکست
اے تیر یار تیز گذشتی ز پہلویم — پنداشتم کہ آں سر سوفار نازکست

عاصی ضعیف و بار گنہ بر سرش چو کوہ
رحمے بحال زار کہ بیمار نازکست

صبح شرمندۂ صباحت اوست — شام شوریدۂ ملاحت اوست
مہر یک ذرۂ جلالت اوست — ماہِ کامل غلام طلعت اوست

یک قیامت بوده شور انگیز / همه جا فتنها ز قامت اوست
از گلویم جدا نمی گردد / تیغش آلوده محبت اوست
آنکه بخشید حسن خوبان را / دل نثار جمال صورت اوست
پی یکی نیست کثرت اعداد / کثرت ما دلیل وحدت اوست
ارتکاب گناه خصلت ما / درگذر از گناه عادت اوست
جرم کردم بقدر همت خویش / بخشش منحصر برحمت اوست
ذات پاک محمد عربی / در یکتائی بحر وحدت اوست
اشرف الانبیا حبیب خدا / که سر عرش پایه رفعت اوست
رحمت عالم و محیط کرم / دو جهان را محیط رحمت اوست
از غضب میشدی جهان برباد / موجب فضل حق ولادت اوست
نیست او را ز مهر محشر غم / هر که در سایه عنایت اوست
ما چه گوئیم بهتر از حافظ / فکر هر کس بقدر همت اوست

کشت آن مه بناز عاصی را
این کمال وفا و رحمت اوست

خال رخ تو تخم گلستان آتش است / زلف و خط تو سنبل و ریحان آتش است
خط از کتاب حسن بود فرد منتخب / دو ابروی تو مطلع دیوان آتش است
زلف سیه بعارض روشن افتاده است / این بو العجب که مار نگهبان آتش است
چاه ذقن بزیر لب آتشین تست / آبی مگر بسایه دامان آتش است
از جنبش لبان تو پیدا دهن شود / این چشمه حیات بفرمان آتش است

ایجانِ جان ببین ز گل داغہائے عشق
در سینہ ام شگفتہ گلستان آتش است

مرغ دلم اسیر گل عارض تو شد
جانان نگاہ دار کہ مہمان آتش است

از فرط سوز سینہ و ہم دل بجائے اشک
عاصی ز دیدہائے تو باران آتش است

اے غمزۂ تو دل ز بر دلبران گرفت
ہم سحر چشم شوخ تو ہر دو جہان گرفت

دل از ہوائے زلف تو تاب و توان گرفت
جان از لب تو زندگی جاودان گرفت

خلقے ز برق تو چو پروانہ سوختہ
از شعلہ ہائے حسن تو آتش بجان گرفت

گہ جور می نمائی و گہ لطف میکنی
طبع تو ماہ من صفت آسمان گرفت

جان ز اسیر نمودہ ام از اشتیاق قتل
تا غمزۂ تو تیر جفا در کمان گرفت

زلف تو در کمین دل مبتلائے من
من در کمین کہ زلف ترا چون توان گرفت

پرسی ز من چہ حال گرفتاری دلم
از زلف خود بپرس کہ او را چسان گرفت

از بند فکر و دام بلا او نجات یافت
ہر کس کہ نام پاک ترا بر زبان گرفت

ہرگز نرسد نہ طائر وہم و خیال کس
آنجا کہ مرغ ہمت تو آشیان گرفت

عاصی نمود گرچہ تلاش سخن بسے
چون شد ادا نہ مدحت تو لب از آن گرفت

اے جان جہانیان سلامت
قربان دل و جان من بنامت

شمشیر کشیدی و نہ کشتی
فریاد ز لطف ناتمامت

طوبی خجل از قد بلندت
پامال خرام تو قیامت

عشاق جگر برشتگان ترا
چون آب بقاست در دوامت

در حلقهٔ زلفِ تست خورشید — یا ماه اسیر شد بدامت
عکس کفِ پائے تست خورشید — در نعل سمند خوش خرامت
بر بامِ حرم نمی‌نشیند — مرغ که بپرد ز طرف بامت
محبوبِ خدائے ذوالجلالی — خوبانِ جهان همه غلامت
نعلین تو تاجِ عرشِ اعظم — بالاست ز لامکان مقامت
تفریق میان کفر و اسلام — اگر دید ز ضربت حسامت

عاصی نشود بروز محشر
محروم شها ز لطفِ عامت

یا الٰهی ده زبانِ معرفت — کن بیانم را بیانِ معرفت
مرشدِ ما حضرتِ مسکین شاه — آفتابِ آسمانِ معرفت
سرِ حق در سینهٔ پر نورِ او — ذاتِ پاکِ اوست جانِ معرفت
گوهرِ نایابِ بحرِ فیضِ حق — بے بها لعلے ز کانِ معرفت
قمری سرو ریاضِ باغِ قدس — عندلیبِ بوستانِ معرفت
گشت زو رازِ حقیقت منکشف — از وجودش طرفه شانِ معرفت
یادگارِ خاندانِ نقشبند — در جهان نام و نشانِ معرفت
در زمانِ خویش بعد از پیرِ خود — بود او صاحبقرانِ معرفت
پیروِ شرعِ شریفِ مصطفٰےؐ — واقفِ سرِّ نهانِ معرفت

از طفیلش یافته عاصی ز حق
نعمتِ عظمیٰ ز خوانِ معرفت

آں ماہ نو تہ از برم ابرو کشیدہ رفت — با خنجر جفا رگ جانم بریدہ رفت

رفتم بسوئے او کہ بسویم نظر کند — آں مستِ ناز آمد و سویم ندیدہ رفت

عمرے گذشت لذّت دردش نبردہ — گو تیر او دمے بدل من خلیدہ رفت

آمد چو نو بہار سر خاک کشتگاں — از لطف جان نو بشہیداں دمیدہ رفت

خالی نماند جلوہ گہ یار لحظۂ — آمد بدل چو تیر جمالش ز دیدہ رفت

پیش تو ہر کہ دعوی حسن و جمال کرد — بر روئے خویش دامن خجلت کشیدہ رفت

صد آفریں بہ ہمتِ آں صاحب نظر — کز گلشن جمال تو گلہا بچیدہ رفت

آمد دلم بکوئے تو با صد ہزار شوق — آخر بخونِ خویش ز حسرت طپیدہ رفت

دامن کشاں حسن دلاویز را چہ غم — کاشفتۂ غریب گریباں دریدہ رفت

تا رفتہ تو از برم اندر قفائے تو — آرام جان و انس دلم نور دیدہ رفت

در عہد شیب یاد جوانی چہ میکنی — بادِ بہار بود بہ گلشن وزیدہ رفت

در بوستانِ دہر خوشی را ثبات نیست — خندیدہ گل دمے و گریباں دریدہ رفت

تو چوں مسافری ز جہاں عافیت مخواہ — آں کیست در سرائے جہاں آرمیدہ رفت

در محفل تو عاصی دلخستہ و غریب
چوں بوئے گل رسید و چو رنگ پریدہ رفت

زاہدوں کو ہے اگر حوروں کی صحبت جنت — عاشقوں کیلئے دیدار کی لذت جنت

واعظوں نے تیری شہرت کو بڑھایا ورنہ — تو کہاں اور کہاں روضۂ حضرت جنت

تھے طلبگار نہ فردوس کے اصحاب رسول — انکے نزدیک تھی سرکار کی صحبت جنت

تجھکو حوریں ملیں سرکار مدینے کے صدقے — اسکی تقدیر وہ تھی یہ ہے تیری قسمت جنت

سایۂ عرش ہیں تو عرش پہ سایہ اسکا
ایک قطرہ عرق عارض شہ کا تو ہے
اس سے ثابت ہو مدینے کی فضیلت جنت

میرا منہ جو نہو دیکھ کے تو غرق حیا
دلمیں خود سوچ لے تو اپنی حقیقت جنت

ایک نے بھی تجھے دیکھا نہیں لیکن لاکھوں
چل دکھالاؤں تجھے روضۂ حضرت جنت

کاش میں روضۂ سرکار دو عالم نبتی
روضۂ پاک کی کرتے ہیں زیارت جنت

قبر کو کہتے ہیں سب خانۂ وحشت لیکن
دل میں لکھی ہے ازل سے یہی حسرت جنت

روضۂ پاک کی حسرت سے بھرا ہی سینہ
آپ آئیں تو بنے گوشۂ تربت جنت

یاد جب خلد میں آئیگا مدینہ مجھکو
تو نکالیگی بھلا کیا میری حسرت جنت

دل پہ داغ سے عشاق کے کچھ ملتا ہے
اور بڑھ جائیگی دلکی میری وحشت جنت

انکو بھاتی نہیں ہرگز تیرے گلشن کی ہوا
تیری حالت تیرا نقشا تیری صورت جنت

تذکرہ تیرا بھی سن لینگے کبھی واعظ سے
جنکو ہے روضۂ سرکار سے الفت جنت

ہوگی یثرب کے تصور سے جو فرصت جنت

لپٹے لپٹائے چلے آئینگے آخر عاصی
یہہ کہیں چھوڑتے ہیں دامن رحمت جنت

کعبۂ ما کنج خرابات ماست
نعرۂ مستانہ مناجات ماست

جام و سبو مایۂ لطف حیات
پیر مغاں قبلۂ حاجات ماست

مست فتادن بدر میکدہ
خوب تر از جملہ عبادات ماست

بادہ نہ نوشیم جز از دست پیر
ساقی ما دافع آفات ماست

شغل شب و روز بود دور جام
ذکر مے و میکدہ اوقات ماست

یک نظر رحمت پیر مغاں
عقدہ کشا بہر مہمات ماست

بستر ما خاک درت ساقیا ۔۔۔ بام تو معراج مقامات ماست
دیدن روئے تو ثواب عظیم ۔۔۔ سجدهٔ ابروئے تو طاعات ماست
لعل لب و سایهٔ گیسوئے تو ۔۔۔ آب خضر چشمهٔ ظلمات ماست
ہست در پاک تو بیت الحرم ۔۔۔ کوئے دلارائے تو میقات ماست
روئے تو صیاد نظرہائے شوق ۔۔۔ زلف تو زنجیر ارادات ماست
حاجت خود پیش کسے چون بریم ۔۔۔ او چو برارندهٔ حاجات ماست

مخزن اسرار بود عاصیا
این دل ما گنج طلسمات ماست

منحصر بر کعبه و موقوف بر بتخانه نیست ۔۔۔ نیست جائی کاندر آنجا جلوهٔ جانانه نیست
زاہدان خود نما را جائی در میخانه نیست ۔۔۔ دست شیخان ریائی لائق پیمانه نیست
روز و شب در آتش فرقت طپیدن مشکل است ۔۔۔ سوختن بر شمع سوزان ہمت مردانه نیست
بیخبر از خویش بودن عادت دیوانگانست ۔۔۔ بیخود با یار بودن کار ہر دیوانه نیست
عزّ آدم از دل پر درد و عشق و محنت است ۔۔۔ فخر بر دستار و دلق و سبحهٔ صد دانه نیست
پنجهٔ دست دل صد چاک عاشق می سزد ۔۔۔ لائق زلف پریشان تو دست شانه نیست
بہر زاہد سجده بہر برہمن بتکده ۔۔۔ سجده گاه عاشقان جز ابروی جانانه نیست
در حریم کعبه و بتخانه عاشق محرم است ۔۔۔ ہر کہ با او آشنا شد ہیچ جا بیگانه نیست
سوختن بر شمع رویت چشم ما را می سزد ۔۔۔ رقص در آتش زدن جز شیوهٔ پروانه نیست

بہر سر بر فقر عاصی پادشاہی میکند
جز خدائی خویش او را کار با بیگانه نیست

تُرا اگر کار جز جور و جفا نیست — مرا هم کار جز مہر و وفا نیست
جفا و جور ہر لحظہ فزوں کن — کہ کار خوب رویاں جز جفا نیست
رخت آئینۂ لطف الٰہی است — چرا رحمت بحال مبتلا نیست
چو مستم کردہ مستور منشین — حجاب از بیخوداں ہرگز روا نیست
مشو برہم اگر وصل تو خواہم — کہ کار سائلاں جز التجا نیست
مذاق تیر مژگاں جگر دوز — چہ داند ہر کہ لذت آشنا نیست
گلستان جہاں را نیک دیدم — گلے چوں تو بگلزار وفا نیست
دو عالم بستۂ زنجیر او بیند — دلم یک بستۂ زلف دوتا نیست

مکن اندیشہ در قتل عاصی
کہ تیغ ناز محتاج قضا نیست

اگرچہ پنہاں جلوۂ دلدار نیست — چشم ہر کس لایق دیدار نیست
در سر خود رفتگان راہ عشق — جز ہوائے کوچۂ دلدار نیست
مسجد ما طاق ابروے صنم — کعبۂ ما غیر کوئے یار نیست
جاں فدائے خاک راہ میکدہ — بندگی جز طاعت خمار نیست
مذہبم عشق است و رندی مشربم — ہیچ با شیخ و برہمن کار نیست
ہر کسے را بہر کاری ساختند — در جہاں یک ذرہ ہم بیکار نیست
بر ملامت صبر کن گر عاشقی — عاشقاں را از ملامت عار نیست
در دو عالم کیست ای مست ناز — کہ دو چشم نرگست بیمار نیست
بخشش عاصی مسکین غریب — داور محشر ترا دشوار نیست

دلم از درد عشقِ یار شاد است
ولی خالی ز درد وصلش نامراد است

ز ہر قطرہ کہ از مژگاں چکیدہ
نہانی راز من بیروں فتاد است

چہ می پرسی نشانِ یار قاصد
مثالش مادر گیتی نہ زاد است

دو لب ہمچوں عقیقِ آب دادہ
دو گیسو چوں کمند تاب داد است

دو نون سرنگوں از مشکِ سیہ دہ
بزیر آں دو نون طرفہ دو صاد است

بخوبی یوسف مصری غلامش
بہ رعنائی زلیخا خانہ زاد است

لبان و صد نمک چشمانش صد ناز
معطر طرہ بر گل کشادہ است

شگرفی چابکی چستی دلیری
بیک عشوہ دلم بر باد داد است

برائے صید دلہائے دو عالم
گرہ از کاکلِ مشکیں کشاد است

بدیں خوبی کہ نقشِ او کشیدہ
تماشا کن چہ نادر اوستاد است

زہے شاہی کہ سر خیلِ ملایک
سرِ طاعت بپائے او نہاد است

مدینہ رشکِ جنت مسکنِ او
کہ ماوائے ہمہ عاشق نہاد است

برو انجا بگو بعد از سلامے
کہ اے سلطانِ خوباں ایں چہ داد است

ز دہ تیرِ نظر فارغ نشستی
تپاں اندر زمیں صیدِ فتاد است

ترحم یا رسول اللہ ترحم
بہر دم بر لبِ آں نامراد است

خدارا سوئے خود کش غمزدہ را
کہ بہراں بپائے ایستاد است

بیا در روئے تو بیچارہ عاصی
ز دیدہ سیلِ اشکِ خوں کشاد است

ردیف تائے ہندی

مجبور ہو کے بھی نہ کہو زینہار جھوٹ
کھوتا ہے آدمی کا بہت اعتبار جھوٹ

کرنا ہے دہر میں تمہیں عزت سے گر بسر
سچ کے سوا کبھی نکرو اختیار جھوٹ

بولوگے ایک جھوٹ تو کہنے پڑینگے پھر
یک جھوٹ کے نباہ کے خاطر ہزار جھوٹ

دنیا میں آدمی جو صداقت پسند ہیں
ہوتی ہے بات انکو بہت ناگوار جھوٹ

ہر وقت راستی ہی کو پیش نظر رکھو
جھوٹا بنا وہ جس نے کہا ایکبار جھوٹ

پیہر جانتے ہیں زیور ایماں ہے راستی
کہتے نہیں سخن کبھی ایماندار جھوٹ

تو جھوٹ کہکے ہو نہ کبھی ابتدا میں خوش
آخر کریگا تجھکو بہت شرمسار جھوٹ

جھوٹوں کی بات کا نہ کبھی اعتبار کر
ہوتا نہیں ہے عہد کبھی استوار جھوٹ

عاصی تجھوڑ راہ صداقت کو زینہار
کہتے نہیں زباں سے کبھی صنعدار جھوٹ

ردیف ثا

ہوں مریض درد ہجراں الغیاث
اے مسیحائے مریضاں الغیاث

ناتوان و بیکس و بے یار ہوں
اے مددگار غریباں الغیاث

دل پریشاں اور شب فرقت دراز
الغیاث اے زلف جاناں الغیاث

درپئے آزار برق و سیل ہیں
میرے خرمن کے نگہباں الغیاث

ناخدائے کشتی دلہائے ا
موج زن ہے غم کا طوفاں الغیاث

آپکے روضہ سے حضرت دور ہوں
چھٹ گیا مجھسے گلستاں الغیاث

دل کو ہر تار نفس زنجیر ہے
روح کو ہے جسم زنداں الغیاث

ماجرائے چشمِ گریاں دیدنیست
بھگ گیا عشرت کا ساماں الغیاث

کہہ نہیں سکتا ہوں اپنا حالِ دل
چارہ سازِ دردِ پنہاں الغیاث

زخمِ ہجرت بھیجیاں تازہ بدل
ہو گئی خالی نمکداں الغیاث

نیم بسمل قلب را بگذاشتی
خنجرِ ابروئے جاناں الغیاث

حسرتِ خارِ مغیلاں دل میں ہے
اے مدینے کے بیاباں الغیاث

میں رہوں کب تک کنِ زیرِ دمند
اے دوائے دردمنداں الغیاث

مضطرب عاصی غمِ محشر سے ہے
اے شفیعِ اہلِ عصیاں الغیاث

ردیف جیم

دیکھا یہ فرشتوں نے تماشا شبِ معراج
اک خاک نشیں عرش پہ پہونچا شبِ معراج

تھا پردۂ وحدت میں نہ پردا شبِ معراج
وہ طالب و مطلوب تھے یکجا شبِ معراج

تھا لطف کہ عاشق سے ملا عاشقِ شیدا
معشوق نے معشوق کو پایا شبِ معراج

اللہ رے ضیا جلوہ گہِ لم یزلی کی
دو نور کا ایک جا تھا اُجالا شبِ معراج

کیا پوچھتے ہو کس کا تھا یہ جذبِ محبت
وہ کس کی تھی آغوش تمنا شبِ معراج

موجِ کرم اٹھنے لگی رحمت کو ہوا جوش
دو رحم کی جب مل گئی دریا شبِ معراج

اے صلِّ علیٰ ابروئے خمدارِ محمد
قوسین نظر آتے تھے ادنیٰ شبِ معراج

تاثیر وہ مازاغ کے سرمے نے دکھائی
جھپکے نہ ذرا دیدۂ بینا شبِ معراج

سرکار وہاں امتِ عاصی کو نہ بھولے
رحمت کے مزے لوٹے نہ تنہا شبِ معراج

ردیف دال

دل ہے جو فدائے رخِ نیکوئے محمدؐ
ہے گردنِ جاں بستۂ گیسوئے محمدؐ

ہے مصحفِ حق گر رخِ نیکوئے محمدؐ
سطریں اسی مصحف کی ہیں گیسوئے محمدؐ

گر ہے یمِ خوبی رخِ نیکوئے محمدؐ
موجیں ہیں اسی بحر کی گیسوئے محمدؐ

سجدے میں گری پڑتی ہیں اک قبلہ سمجھ
پڑھتی ہیں نگاہیں جو سوئے روئے محمدؐ

تشبیہ کفِ پا کے بھی قابل وہ نہیں ہے
مہتاب کہاں اور کہاں روئے محمدؐ

رخ شمعِ سرِ طور ہے قامت شجرِ طور
شاخ شجرِ طور ہیں بازوئے محمدؐ

خاکِ کفِ پا اس سے زیادہ ہے معطر
عنبر میں کہاں نکہتِ گیسوئے محمدؐ

میخانۂ عرفاں پہ یہ رحمت کی گھٹا ہے
یا چشمِ خدا بیں پہ ہیں ابروئے محمدؐ

بنتے نہ کبھی ہار کسی گل کے گلے کا
بستی نہ اگر پھولوں میں خوشبوئے محمدؐ

دل سینے میں میرے گلِ خنداں نظر آیا
آئی جو ہوائے چمنِ کوئے محمدؐ

یارب یہی عاصی کی دعا شام سحر ہے
طیبہ میں رہے بنکے سگِ کوئے محمدؐ

ہے کعبۂ عشاق جو ابروئے محمدؐ
زنجیرِ درِ کعبہ ہے گیسوئے محمدؐ

دیوان دو عالم میں اگر ہے کوئی موزوں
ہے ایک ہی مطلعِ ابروئے محمدؐ

آنکھوں کی تمنا ہے کہ آجائے سمٹ کر
پتلی کی جگہ سایۂ گیسوئے محمدؐ

کیا حسن دلارا ہے کہ محشر میں الٰہی
ہر اک کی نگاہیں ہیں سوئے روئے محمدؐ

کہیئے دہنِ پاک کو گر چشمۂ کوثر
ہے قاسمِ کوثر لبِ دلجوئے محمدؐ

تا عرش رسائی دل صد چاک کی ہو جائے | بنجائے اگر شانہ گیسوئے محمدؐ

دل تھام کے رہ جاتے ہیں حوران بہشتی | سنتی ہیں جو وصف چمن کوئے محمدؐ

رحمت کے یہہ دو چاند ہیں عارض تاباں | اور سایۂ رحمت ہیں وہ گیسوئے محمدؐ

دل لوٹ گیا دیکھ کے گلزار مدینہ | آتی مجھے ہر پھول سے خوشبوئے محمدؐ

عاصیؔ جو پڑا حشر میں کہنے لگی رحمت
کس شان سے آتا ہے سگ کوئے محمدؐ

ہے عرش بریں پایۂ ایوان محمدؐ | جبریل امیں خادم دربان محمدؐ

عالم سے ہوئی کفر کی کافور سیاہی | پھیلی جو ضیائے رخ تابان محمدؐ

دیتا ہے اللہ جو ہر روز نئی جاں | کرتا ہوں ہر روز میں قربان محمدؐ

دنیا کے بھی مختار ہیں عقبیٰ کے بھی مالک | ہیں دونوں جہاں تابع فرمان محمدؐ

سینہ ہی جو گنجینۂ اسرار الٰہی | ہے پردۂ اسرار گریبان محمدؐ

شاداب نہوتا کبھی یوں گلشن ایجاد | فیضان محمدؐ ہے یہہ فیضان محمدؐ

کس سر میں نہیں دولت دیدار کا سودا | کس دل میں نہیں حسرت و ارمان محمدؐ

ٹکڑے بھی جگر ہو تو کھٹکتا ہی ہردم | ہر لخت جگر میں سر مژگان محمدؐ

ملیگا اک ایک کو ہر ساغر کوثر | کوثر پہ جو آجائینگے مستان محمدؐ

عاصیؔ رہے یارب ترے الطاف و کرم سے
محشر میں یہہ سایۂ دامان محمدؐ

تیغ فرقت سے دل ہے دو پارہ لب پہ آئی ہے جان یا محمدؐ
اب بلا لو مدینے خدارا ہند میں ہوں طپاں یا محمدؐ

آتش ہجر سے جلگیا دل ہے جگر تیغ فرقت سے بسمل
دونوں آنکھوں سے اشکوں کا دریا دمبدم ہے رواں یا محمدؐ

آئیے سیر کو اک ساعت دیکھئے کیسی ہے اسکی حالت
داغ فرقت سے سینہ ہے میرا غیرت گلستاں یا محمدؐ

مثل شب ہوگئی دن کی حالت کھلگئی مہر کی سب حقیقت
آپکے رخ پہ جب ہوگئی وا زلف عنبر فشاں یا محمدؐ

کیا کہوں خوبرو تم ہو کیسے ہے یہی مختصر تم ہو ایسے
خود بنا کر ہوا تم پہ شیدا خالق انس و جان یا محمدؐ

ہے عجب دُرِ دنداں کا عالم ایسے الماس بھی ہیچ ہیں کم
دیکھکر انکا حسن تجلی ہیں فدا بحر و کان یا محمدؐ

جان جاتی ہے میری بچالو اپنے قدموں میں مجھکو بلالو
دم نکلجائے میرا نہ اسجا ہوں بہت ناتواں یا محمدؐ

حال عاصی کا گر تم نہ پوچھو جائے کسجا گنہگار بولو
ہے کوئی آپ سا دوسرا کیا شافع عصیان یا محمدؐ

اے دل ہو تو دہر کے دام ہوس میں بند
مرغ حریص ہوتا ہے آخر قفس میں بند

اسطرح اہل حرص ہیں دنیا کے دام میں
مجرم ہو جسطرح کوئی قید عسس میں بند

اسکی صدا سے ہوتا ہے جیسے جو کاروان
شاید کسی کا ہے دل نالاں جرس میں بند

کثرت میں انکو ہوتا ہے اسطرح انقباض
جیسے ہو کوئی طائر گلشن قفس میں بند

ہر دم لبوں پہ آکے نہ پھر جائے کسطرح
ہے حکم کردگار کا پائے نفس میں بند

انساں کے ساتھ نفس بھی ہو اور روح بھی
تریاق و زہر جیسے ہیں بال مگس میں بند

دل ہو رہا نہ حلقۂ گیسوئے یار سے
یارب تمام عمر رہے اس قفس میں بند

آہوں سے میرے شعلے جو نکلے تو کیا عجب
رہتی ہے آگ کب دل آتش نفس میں بند

پائیں نہ کیوں حضور سے مانگی ہوئی مراد
رہتی نہیں عطا کف فریاد رس میں بند

یارب طویل ہو گیا کیوں موسم خزاں
فیض بہار کیوں ہوا اگلے برس میں بند

اللہ رے اوج گنبد پر نور مصطفےٰ
ہے طائر خیال بھی اسکے کلس میں بند

معراج مثل آپکے جینے کو کب ہوئی
چرخ چہارمیں کے رہے وہ قفس میں بند

یہ جانتے تو آتے نہ واپس دکن کو ہم
یثرب کی راہ ہوتی ہے اگلے برس میں بند

اہل کمال ہی کو مصیبت نصیب ہے
ہوتے ہیں عندلیب چمن ہی قفس میں بند

گنبد پہ لوٹتا ہے جہاں صورت کلیم
گویا ضیائے طور ہے اسکے کلس میں بند

عاصیؔ کے دست و پا میں قناعت کا زور ہے
دنیا کریگی کیا اسے دست ہوس میں بند

ذی فہم ہوتے ہیں کہیں دام ہوس میں بند
رہتا نہیں ہے طائر زیرک قفس میں بند

آخر نکل گئی دل پر درد سے فغاں
کب تک صدا رہیگی وہاں جرس میں بند

جو سر بلند ہیں وہ قناعت پسند ہیں
ہوتا نہیں ہما کبھی دام ہوس میں بند

پائے نجات کیا کوئی دنیا کے جال سے
ہے تار عنکبوت کا پائے مگس میں بند

بتلائے میرے لب پہ ہیں چھالے جگر میں ہیں
آتش کو کر دیا ہے کسی نے نفس میں بند

کیا آرزو کرے وہ چمن کے بہار کی
بلبل جو پر شکستہ ہوا اور ہو قفس میں بند

رفتار شوخ دیکھو تو رہوار یار کی
گویا کیا ہے برق کو جسم فرس میں بند

جاتے ہم اپنے سر سے سوئے روضۂ رسول — ہوتا نہ راستہ اگر ایک برس میں بند
تنویر چھن رہی ہے جو گنبد کے چاند سے — گویا اک آفتاب ہے اسکے کلس میں بند

منہ سے لگالے جام مے ناب عاصیا
کب تک رہے گا دائرہ پیش و پس میں بند

منظہر نور کبریا سیدنا محمد — سرور جملہ انبیا سیدنا محمد
روئے چو آفتاب تو عارض بے نقاب تو — مظہر شان کبریا سیدنا محمد
اول کن مکان توئی خاتم مرسلان توئی — باعث خلق دوسرا سیدنا محمد
خاک در تو جان جاں سرمۂ چشم عاشقاں — چشم و چراغ انبیا سیدنا محمد
ذات تو اے شہ شہاں پشت و پناہ جہانیاں — مرجع ہر شہ و گدا سیدنا محمد
روی تو مظہر خدا بوئے تو درد را دوا — سوئے تو روئے مدعا سیدنا محمد
دلبر دلبراں توئی سرور گلرخاں توئی — خاص حبیب کبریا سیدنا محمد
ہادی گمرہاں توئی شافع عاصیاں توئی — حامی و دستگیر ما سیدنا محمد
خامۂ منشی قدم روز نخست زد رقم — نام تو دافع بلا سیدنا محمد
نور نگاہ قدسیاں رونق بزم لامکاں — شمع حریم کبریا سیدنا محمد

از رہ شوق عاصیا دیدہ جمال مصطفےٰ
ورد زبان انبیا سیدنا محمد

تا رخت زینگونہ زیبا ساختند — عالمے را بر تو شیدا ساختند
دود دلہائے پریشاں کردہ جمع — بر رخت زلف چلیپا ساختند
قدسیاں خاشاک درگاہ ترا — طرۂ دستار خود ہا ساختند

خاک کویت را شہا اہل نظر
سرمۂ چشم تمنا ساختند

سایۂ قدت گرفتند و از آں
در گلستاں سرو رعنا ساختند

صبح کردند از رخ صافت عیاں
شام از زلف تو پیدا ساختند

از دو چشم شوخ تو ای فتنہ گر
در دو عالم فتنہ برپا ساختند

دیدن روئے ملیحت را شہا
مرہم زخم دل ما ساختند

از پئے برہان یکتائی ترا
در ہمہ مخلوق یکتا ساختند

کے شود عاصی ز درگاہت جدا
چوں سگ کوئے تو او را ساختند

گریہ ہجر تو دل ما گرید
کعبہ و عرش معلا گرید

ہر کہ خواہد دم محشر خندد
بایدش در دل شبہا گرید

آبروئے نبود چشمش را
ہر کہ چوں شمع بہر جا گرید

جلوۂ برس شیدا اللہ
تا کجا چشم تمنا گرید

میشود دامن صحرا صد چاک
دیدۂ ما چو بصحرا گرید

صبحدم گر بہ گلستاں گریم
شبنم آسا دل گلہا گرید

از بلائے غم کوتاہی خود
پیش بالائے تو طوبی گرید

در خیال رخ دنداں کسے
چشم ما لولوئے لالا گرید

کیست جز بیکسی ما عاصی
بر مزار دل شیدا گرید

وصف کوئے نگار باید کرد
خلد را شرمسار باید کرد

ذکر شوخی یار باید کرد — برق را بیقرار باید کرد
تا چو من مبتلای خویش شود — آئینه پیش یار باید کرد
تا نشیند غبار هستی خود — دیده را اشکبار باید کرد
از جگر پارهای خون آلود — زینت کوی یار باید کرد
گر سرِ وصل لاله رویانت — سینه را داغدار باید کرد
گر سر راه عشق میداری — پای را وقف خار باید کرد
بهر پابوس او سرِ خود را — خاک کوی نگار باید کرد
دل به تدبیر مال و زر تا چند — فکر انجام کار باید کرد
نیست چون پایدار این دنیا — ترک ناپایدار باید کرد
بر لبان حیات بخشش رسول — آب حیوان نثار باید کرد
ای خوشا نقش پای احمد پاک — مهر و مه را نثار باید کرد

خون بگرید به هجر تو عاصی
رحم بر دل فگار باید کرد

ای ز رخسار تو شرمنده گلستانی چند — وی غلامان لبت لعل بدخشانی چند
در دلم از سر مژگان تو پیکانی چند — بهر یک قطرهٔ خون آمده مهمانی چند
سینه دارد بغمت داغ نمایانی چند — آسمانست یکی مهر درخشانی چند
نازنینی ز نزاکت ننهی پا به زمین — فرش را تا نشود دیدهٔ حیرانی چند
در دلم از نظر شوخ تو آتش افتاد — زد بران جنبش مژگان تو دامانی چند
تو نیائی به سر حلقهٔ کوته نظران — که مقام تو بود دیدهٔ حیرانی چند

اے شہنشاہِ دو عالم بہ امید کرمت
عاصیؔ آورد بسر تودۂ عصیانی چند

ہر کس کہ بکوئے تو چوں من وطنی دارد — پیوستہ بخون دل رنگیں کفنی دارد
از روحِ روانِ ما بسیار لطیف آمد — ایں گلبن محبوبی یارب چہ تنی دارد
ہر چند بود پنہاں چوں سرِّ خدا لیکن — از وصف دہان او ہر کس سخنی دارد
از یاد گل روئش چوں شد بہار دل — ایں سینۂ پر داغم گویا چمنی دارد
آں شوخ جفا جو را پروائے ملالم چیست — در خونِ جگر غلطاں صد ہمچو منی دارد
قربان طبیب خود کز بہر علاج من — عناب لب شیریں سیب ذقنی دارد
باید کہ شود خالی بسیار نمکداں ہا — جاناں دل ریش من زخم کہنی دارد

از مستی و مدہوشی از ساغر می عاصیؔ
در کنج خرابات خوش انجمنی دارد

ایں ستم طرفہ ستم ایجاد کرد — بعد مردن خاک من برباد کرد
آں چناں من سخت جانم کز سرم — الحذر از کشتنم جلاد کرد
یک نگاہ مست تو اے فتنہ گر — نقد ہوش عالمی برباد کرد
بلبلم اما اسیر دام غم — در بہار از گل جدا صیاد کرد
شاد شو اے دل کہ در قتلت — بہر کشتن آں ستمگر یاد کرد

پا براہ بیخودی زن عاصیا
مرشد عشقم چنیں ارشاد کرد

مرا واعظ بترک شیشہ و پیمانہ میگوید — کجا فرزانہ می شنود اگر دیوانہ میگوید

بیا هم رنگ مستان باش زاهد پیر میخانه
حدیث عشق کے در محفل بیگانه میگوید

نمی سازم عیان هیچ تابی دل بر کسی نا کس
بگوش شمع حال خویشتن پروانه میگوید

والا خنجر بکف آمد بقتل آن ستم پرور
بسر تسلیم خم کن همت مردانه میگوید

بیا در میکده زاهد ببین از پیر میخانه
تر دیوانه گوید یا مرا دیوانه میگوید

برون شد هر که از کنج قناعت دربدر گشته
چه خوش اسرار خلوت در صدف دردانه میگوید

بیا طالب کشاجستی تماشا دیدنی دارم
بهر ساعت بهر جا جلوهٔ جانانه میگوید

غلام شافع عصیان چه باشد زاسیت عاصی
اگر خود را بگوید جنتی بیجانه میگوید

عاشق ناز تو پامال جفا می باشد
هر کجا او هدف تیر بلا می باشد

حال دل از تو چه گویم که ز زخم نگهت
لذتی گیرد و مصروف دعا می باشم

پیش آن کعبهٔ ابروی تو بود سجدهٔ تو
بهترین طاعت ارباب صفا می باشم

فکر او هست که در دل شود افزون هر دم
کی مریضت به تمنای دوا می باشد

عاصیان را بجسارت سگ ای تو آمد
مغفرت طالب ارباب خطا می باشم

شاهگان گنج نهند از نظر خلق نهان
در دل گم شدگان سر خدا می باشم

گر بود چون عشق ز خود رفته مرا هیچ اسیر
دل کجا صبر کجا عقل کجا می باشد

من کجا جنت کجا آن در دلدار کجا
عقل کل چون بدر شاه صفا می باشم

لیک تسکین شود ار یاد بباید عاصی
شاه را هم گهی پروای گدا می باشد

جان رحمت دلرباست میگوید
دل ابت جان فزاست میگوید

زائر روضه‌ات حریم ترا جلوه‌گاه خداست میگوید
هر ادایت بملک محبوبی بادشاهی مراست میگوید
گر قدت را کسے بگوید سرو راست گویم که راست میگوید
دل دیوانه هر خم زلفت مسکن صد بلاست میگوید
گویمش جان من فدائے تو باد جان عالم فداست میگوید
من وفاها ز یار می جویم او وفا عار ماست میگوید
نظر شوخ او به مشتاقان فتنه‌ها در خفاست میگوید
گویمش عاشق جمال توام عاشق ما خداست میگوید
شکوه‌هائے جفائے او چکنم این عطاهائے ماست میگوید
گویمش خون من چه کار آید بهر پایم حناست میگوید

شکر کن عاصیا که یار ترا
این سگ کوئے ماست میگوید

در مسئلهٔ وحدت انکار نمی گنجد تا گم نکنی خود را اقرار نمی گنجد
اول ز دوئی بگسل آنگه ز یکے دم زن کاندر ره این منزل گفتار نمی گنجد
در حالت مستی هم انداز خموشی گیر در محفل خاموشان سرشار نمی گنجد
گر سر نهان آری بردار بود جایت در مذهب هم ازان اظهار نمی گنجد
از خود چو برون آئی جز یار نبینی تو در پردهٔ یکتائی اغیار نمی گنجد
در میکدهٔ وحدت تو بیخبر از خود آ زیرا که در این محفل هشیار نمی گنجد
از غیر تهی گشتن آسان نبود عاصی جز لطف خودش در دل دلدار نمی گنجد

دوش در میخانہ ما را اتفاق افتادہ بود
زاہدی دیدیم غلطان زیر طاق افتادہ بود

جام می در دست و بر لب مدحت پیر مغان
سبحہ و دستار او بالائے طاق افتادہ بود

بادہ می نوشید و می گفت ای خدای می کشان
مدتے این بندہ دور از این اتفاق افتادہ بود

زہد و رسجد کشید سوئے عشق در میخانہ ہا
سالہا در زہد و عشق من نفاق افتادہ بود

عشق غالب گشت آخر زہد را پامال کرد
ورنہ دل در زحمت مالایطاق افتادہ بود

آمدم در میکدہ اکنون برائے وصل دوست
زانکہ در دل پیشتر نار فراق افتادہ بود

شد عروج من شبے از جرعہ جامش چنان
زیر پایم گنبد نیلی رواق افتادہ بود

شد ز فیض ساقیم اکنون فراق نام و ننگ
پیش ازین ہر دو را باہم وفاق افتادہ بود

چون بدیدم حال او مشتاق جام مے شدم
زانکہ از عمرے بدل این اشتیاق افتادہ بود

مست گشتم عاصیا از جرعہ جامش چنان
لب چشی ساقی من اندر ایاق افتادہ بود

اللہ رے حسن رخ زیبائے محمدؐ
ہیں دونوں جہاں محو تماشائے محمدؐ

اے صل علی رتبہ اعلائے محمدؐ
ہے عرش بریں زیر کف پائے محمدؐ

ہر لحظہ نئی شان نئی جلوہ گری ہے
کیوں محو تحیر نہو شیدائے محمدؐ

روح الامیں آنکھوں میں لگاتے تھے ہمیشہ
سرمے کی جگہ خاک کف پائے محمدؐ

اٹھے گی قیامت تو نگاہوں سے گریگی
ہے پیش نظر قامت رعنائے محمدؐ

اسباب کمال ایک جگہ جمع ہوئے جب
کھینچا گیا تب نقش سراپائے محمدؐ

آنکھیں ہوئیں صدقے تو جگر دل ہوا قرباں
آیا جو نظر گنبد خضرائے محمدؐ

تاریکی مرقد میں یہی شمع بنینگے
سینے میں ہیں جو داغ تمنائے محمدؐ

ہر دل ہے کہاں قابلِ رازِ محبت
ہر سر ہے کہاں لائق سودائے محمدؐ

ربّ ارنی کہتے نہ پھر حضرتِ موسیٰ
گر دیکھتے وہ جلوہ سیمائے محمدؐ

ہر عضو میں آتی ہے نظر صورتِ صانع
آئینۂ قدرت ہو سراپائے محمدؐ

دیکھا جو محمدؐ کو تو آیا نظر اللہ
اللہ کو دیکھا تو نظر آئے محمدؐ

عاصیؔ میں قیامت میں بھی مستانہ اٹھونگا
ہوں جرعہ کش ساغرِ صہبائے محمدؐ

ردیف را

عاصی کی نظر ہی نہیں تنہا ہو کی عطا پر
تکیہ ہے محمدؐ پہ بھروسہ ہے خدا پر

ہو جاتے ہیں وہ مظہرِ انوارِ تجلّی
ملتے ہیں جو آنکھیں ترے نقشِ کفِ پا پر

ہیں سایۂ نعلین محمدؐ میں جو عشّاق
عشّاق کی نعلین کا سایہ ہے ہُما پر

صدقے ہے اگر گیسوئے مشکیں پہ شبِ قدر
قرباں سحرِ عید ہے عارض کی ضیا پر

اے ساقیٔ میخانۂ عرفانِ الٰہی
خالق بھی ہے شیدا تیری مستانہ ادا پر

زاہد تجھے جتنا ہے عبادت پہ بھروسہ
میں اس سے زیادہ ہوں پشیماں خطا پر

پھر کیوں کریں ہم اہلِ زمانہ کی خوشامد
سب کام تو چھوڑے ہوئے بیٹھے ہیں خدا پر

دنیا کی جو ظلمت ہے وہ منعم کیلئے ہے
دھبہ کہیں آتا ہے گلیمِ فقرا پر

زاہد بھی پکارا اٹھتا ہی عاصی ہوں الٰہی
رحمت کی نظر ہوتی ہے جب اہلِ خطا پر

کیا ضرورت کیوں چڑھائے وہ کماں نخچیر پر
ناز ہے صیاد کو اپنی نظر کے تیر پر

اپنے قدموں کے بلائیں لے رہا ہے قیس آپ — ہے گمان زلفِ لیلیٰ حلقۂ زنجیر پر
ہے تری تلوار قاتل چشمۂ آبِ حیات — جانِ عاشق کیوں نہ دے آبِ دمِ شمشیر پر
حسن کی گل کو ہے لازم رنگ و بوئے دلربا — بلبلیں کب جان دیتی ہیں گلِ تصویر پر
خاکِ پائے یار ہوں دولت ہے قدموں تلے — اے ہوس تو فدا ہے نسخۂ اکسیر پر
تھام کر اپنا کلیجہ کیوں نہ رہ جائیں حسیں — جان دیتا ہے مصوّر خود تیری تصویر پر
لن ترانی کا جب آیا یار کے دل میں خیال — حسن کی بجلی گرا دی عاشقِ دلگیر پر

غم نہیں عاصیؔ اگر عصیاں ہیں تیرے بے حساب
ثبت ہے مہرِ شفاعت صفحۂ تقدیر پر

ہے کسی کو ناز گر مال و زر و جاگیر پر — فخر ہے ہم کو ولائے حضرتِ شبیر پر
جان ہے قربان خاکِ روضۂ شبیر پر — اے ہوس تھوکتے بھی ہم نہیں اکسیر پر
کیا تجلی ہے زمینِ کربلائے پاک کی — ذرہ ذرہ ہنس رہا ہے مہر کی تنویر پر
خال پر تھے عارضِ پرنور کے انجم نثار — جان دیتا تھا قمر رخسار کی تنویر پر
اس صفائی سے کیا حضرت نے اک ایک کو دو نیم — خون کا دھبہ نہ آیا دامنِ شمشیر پر
واہ رے ابنِ رسول اللہ کے دل کا ثبات — سیکڑوں صدمے سہے شاکر رہے تقدیر پر
تشنہ کامانِ شہادت کا تھا مقتل میں ہجوم — جان دیتا تھا ہر اک آبِ دمِ شمشیر پر
روحِ پاک اس طرح نکلی اکبرِ ذی جاہ کی — آنکھ تھی سوئے خدا سر زانوئے شبیر پر
حبِ زر کے نشے میں اندھا ہوا شمرِ لعیں — پڑ گئے غفلت کے پردے دیدۂ بے پیر پر
وہ شقی بھی ہو گیا آخر گرفتارِ بلا — جس نے مارا تیر حلقِ اصغرِ بے شیر پر
کیوں نہ دیتے جان اعدا دیکھ کر تیغِ حسین — نقش فرمانِ قضا تھا صفحۂ شمشیر پر

کانپتے تھے حضرتِ قاسم کی ہیبت سے عدو　　دم فنا ہوتا تھا انکے نعرۂ تکبیر پر

کہتے تھے عابد کہ تسلیم و رضا کے ہیں اسیر　　فخر ہے طوق گلو پر ناز ہے زنجیر پر

عاصیا بخشش میں اسکی کس بشر کو ہے کلام
ہو گیا جو دل سے صدقے حضرتِ شبیر پر

مستور نماند آخر حسنش بہ نقاب اندر　　پوشیدہ چساں باشد آتش بہ حجاب اندر

از گرمیٔ حسن خود خوی کردہ گل رویش　　این طرفہ تماشا بین آتش بہ گلاب اندر

ارمان وصالِ او از دل چہ بروں آید　　من مست مے غفلت یارم بہ حجاب اندر

از دیدۂ پرخونم چوں اشک چکید آخر　　بنیاد دلِ خویشم افتاد بہ آب اندر

در محفلِ مے نوشاں دو رنگی زاہد بین　　دستے بہ سر تقویٰ دستے بشراب اندر

من مستِ جمالِ او او مست لِقائے خود　　من ہم بہ حجاب اندر او ہم بہ حجاب اندر

دارو ئے دلِ غمگیں از دلشدگاں می پرس　　کیں نسخہ نیابی تو حاشا بہ کتاب اندر

یک یک سر موئے من مرہون عنایاتش　　الطاف عمیم او نا ید بحساب اندر

تا حشر بود قرباں بر دیدۂ خود عاصیؔ
بیند چو جمالِ او یک لحظہ بخواب اندر

غرور جوانی و دولت نکر　　کبھی عزہ جاہ و حشمت نکر

کہاں آج فرعون و شداد ہیں　　دو روزہ حکومت پہ نخوت نکر

بری ہوتی ہے دل شکستوں کی آہ　　کسی کو ستانیکی جرات نکر

برے کام کا ہے نتیجہ برا　　مقدر کی اپنے شکایت نکر

مقابل ہو اپنے مقابل کے تھے　　ضعیفوں پہ اظہار قوت نکر

ہے بازار دنیا میں کالائے غم
طلب اُس سے اسباب راحت نکر

طرفدار مظلوم رہ تو مدام
کبھی ظالمو نکی حمایت نکر

سرو نیں ہے جنکے ہوائے غرور
تو ایسو نسے صاحب سلامت نکر

یہی خاص بندے ہیں اللہ کے
غریبوں فقیرو نسے نفرت نکر

ترا دشمن دین و ایماں ہے یہ
کبھی نفس کی تو اطاعت نکر

نہ لے مول سودائے عشق بتاں
متاع محبت کو غارت نکر

جنہیں ذوق حاجت روائی نہیں
کبھی اُنسے تو عرض حاجت نکر

غریبو نکی عزت جو کرتے نہیں
کبھی ایسے لوگو نکی عزت نکر

ترے سر پہ عاصیؔ ہے ظلّ نبی
تو پروائے مہر قیامت نکر

ردیف زا

صید شد دل شوق پیکانم ہنوز
جاں برفت و عشق جانانم ہنوز

بر زدہ تیر نظر صیاد رفت
میطپید در خاک و خون جانم ہنوز

دیدہ بودم در ازل حسن رخش
صورت آئینہ حیرانم ہنوز

کشتی یاران من ساحل گرفت
من اسیر موج طوفانم ہنوز

ہیچو گل خندیدہ بودم یک نفس
عمر ہا بگذشت گریانم ہنوز

گو حبابم بر سر بحر فنا
از وجود خود پشیمانم ہنوز

مثل گل گو رنگ من شد آشکار
ہیچو بو در خویش پنہانم ہنوز

در لباس کثرتم امّا نہ رفت
بوئے وحدت از گریبانم ہنوز

یاد موئے زلف او زنّار دل
ایں تماشا بیں مسلمانم ہنوز

جانِ من کشتی شکستی سوختی
آرزویت در دل و جانم ہنوز

کو عطا اسباب جمعیت مرا
ہمچو زلفِ تو پریشانم ہنوز

در فغاں جذبے نہ در آہم اثر
در طلب بے ساز و سامانم ہنوز

او ز صیدِ خویش بے پروا بناز
من بخونِ خویش غلطانم ہنوز

شکر حق دست طلب دارم ولیک
بر سریر فقر سلطانم ہنوز

عمر من شد صرف عصیاں عاصیا
ہمچناں در بند عصیانم ہنوز

کیونکر نہ عاشقوں کو ہو داغِ جگر عزیز
ہوتا ہے ہر نہال کو اپنا ثمر عزیز

جلوہ نظر میں ہو لبِ دندانِ یار کا
آنکھوں کو کب ہماری ہیں لعل و گہر عزیز

رخسارِ مصطفےٰ پہ ہوں سو جاں سے نثار
اے چرخ ہیں اگر تجھے شمس و قمر عزیز

میں مانگتا ہوں حق سے محبت رسول کی
کیونکر مری دعا کو نہ رکھے اثر عزیز

شیدا ہیں ہم بھی خاک درِ بوتراب کی
اکسیر جو کہتے ہیں اکسیر گر عزیز

رونے سے دل کو ہوتی ہے تسکین ہجر میں
عشاق کو اسی لئے ہے چشمِ تر عزیز

ہر ایک میں ہے جلوہ اسی آفتاب کا
رکھتے ہیں ذرّے ذرّے کو اہلِ نظر عزیز

عاصیؔ جہاں میں کوئی نہیں جس غریب کا
رکھتے ہیں اس غریب کو خیر البشر عزیز

بدل آں یار بہانست امروز
دو عالم زیر فرمانست امروز

بکش خنجر که جاں بازند عشاق
صباحِ عید قربانست امروز

کلید فتح باب فیض سرمد
بدست باده خوارانست امروز

ترا بیند بهر جا دیدۀ من
که مست جام عرفانست امروز

ندانم پرتو مهر رخ کیست
که ذرّه ذرّه تابانست امروز

بتوصیف لبت جاں تازه کردم
لبالبم آب حیوانست امروز

بسینه داغ عشقت آتش افروخت
بهارے در گلستانست امروز

بپائے توسنِ نازِ تو جاناں
سرِ چابک سوارانست امروز

بچوگاں بازیت صد آفریں باد
دل عالم بچوگانست امروز

ندانم چشم تو فردا چه سازد
شکارش دین و ایمانست امروز

حذر کن اے فلک از وے حذر کن
که آهم آتش افشانست امروز

چه باک از طعن می نوشی که واعظ
شریک باده نوشانست امروز

مے وحدت که دوشینه خورده بودم
ز چشم من نمایانست امروز

بشو با تیغ او عاصی بغل گیر
که عید سرفروشانست امروز

ردیف سین

سرو بالائے دیده ام که مپرس
من بلائے گزیده ام که مپرس

خوں شده در غمت چناں چکید
پارۀ دل ز دیده ام که مپرس

گرد راه فتادگی گشته
من بجائے رسیده ام که مپرس

من به اوج سپهر رعنائی — آفتابی گزیده ام که مپرس
شب ز دست مژه ز غنچهٔ دل — من گلابے کشیده ام که مپرس
گشته جاری به حسرت یثرب — سیل اشکے ز دیده ام که مپرس
در فراق تو یا رسول الله — رنجهائے کشیده ام که مپرس

تا شدم خاک راه او عاصی
آنچناں آرمیده ام که مپرس

ردیف شین

اے نام تو جان آفرینش — ذکر تو زبان آفرینش
اے روح روان آفرینش — قربان تو جانِ آفرینش
اے نعمت خوان آفرینش — لذّاتِ زبانِ آفرینش
در دیده ترا همی نشانند — صاحب نظران آفرینش
شیریں ز زبان شکر نیست — تا حشر دهانِ آفرینش
مدهوش بیک نگاه مستت — پیمانه کشانِ آفرینش
اے محرم خلوتے که آنجا — محو است نشان آفرینش
لب تشنهٔ شربت وصالت — شیریں دهنان آفرینش
داری شرف از بهار عارض — بر لاله رخان آفرینش
جز قامت تو نه جست دیگر — تیرے ز کمان آفرینش
از آب تو آبرو بجویند — والا گهران آفرینش

زیباست ترا خورش که دارد
لعل چو تو کانِ آفرینش

اے صاحب خانہ چون تو صاحب
نادر به مکانِ آفرینش

وابستۂ دستِ قدرتِ تست
هر سود و زیانِ آفرینش

بر خوانِ کرامتِ تو مهمان
حاجت طلبانِ آفرینش

لطف تو بهار باغ عالم
قهر تو خزانِ آفرینش

چشمت همه بین عالم غیب
علمت همه دانِ آفرینش

بازوئے شفاعت تو بر داشت
بار عصیانِ آفرینش

محتاج عصائے همت تو
هر پیر و جوانِ آفرینش

دارند هوائے آں لب تو
عیسیٰ نفسانِ آفرینش

سر سبز ز فیض تو دو عالم
اے فیض رسانِ آفرینش

اے شاهسوار خلق داری
در دست عنانِ آفرینش

ابروئے تو آبروئے کعبه
رویت قرآنِ آفرینش

لذت چش خنجر ادایت
خونی کفنانِ آفرینش

بر چشم حقیقت تو ظاهر
پنهان و عیانِ آفرینش

جز تو نبود کسے مثالت
دور از وهم و گمانِ آفرینش

جنسے باشد نه از تو بهتر
دیگر به دکانِ آفرینش

بے تاب و توان منم نگاهے
اے تاب و توانِ آفرینش

از روئے آسمان پناهے
اے شیر ژیانِ آفرینش

بر عاصیِ خسته حال رحمے
اے شاهِ شهانِ آفرینش

مرا دل نہیں باغ جنت سے خوش | مدینے کے ہے بہر اقامت سے خوش
دکن کا مجھے عیش بھاتا نہیں | مدینے کی ہوئیں مصیبت سے خوش
جسے اسکے در کی گدائی ملے | وہ کیا ہوگا دنیا کی دولت سے خوش
سنا ہے کہ دیدار ہوگا نصیب | میں اسواسطے ہوں قیامت سے خوش
وہ چشم تصور میں آنے لگے | میں کیونکر نہوں اپنی قسمت سے خوش
ہے بندہ کو لازم کرے بندگی | کہ ہوتا ہے مالک اطاعت سے خوش
دعا ہے الٰہی رہوں حشر تک | میں مرقد میں تیری عنایت سے خوش
نہ کوتاہ کرنا کبھی دست فیض | کہ ہوتا ہے خالق سخاوت سے خوش

گناہوں سے غمگیں ہے عاصی بہت
الٰہی اسے کردے رحمت سے خوش

کشتی مرا چو از نگہ فتنہ زائے خویش | کن زندہ باز از دو لب جانفزائے خویش
بینم نگر بروز جزا دلربائے خویش | شورے بحشر افگنم از نالہ ہائے خویش
در بزم یار بخود و در سینہ مضطرب | یارب کجا برم دل مبتلائے خویش
عاشق فشاند جاں بہ در کعبۂ مراد | زاہد بہ فکر راہ نشستہ بجائے خویش
موسیٰ بہ صحن وادی ایمن بہشت پا | یارم فراز عرش بہ نعل و عصائے خویش
جانِ دلم چو صبر و خرد کردمت نثار | جز درد عشق ہیچ ندارم برائے خویش
چوں پردہ ہائے دیدۂ من فرش راہ تست | کن پائمال از روش دلربائے خویش

عاصی ز آتش دیدہ و از نار ہائے دل
کردست در فراق تو ابتدائے خویش

ای ز روئے تو آب بر آتش — وے ز زلفت سحاب بر آتش
قطرہ ہائے عرق بعارض تو — یا نمایاں حباب بر آتش
زلف تو زاں سبب کج افتادست — مے خورد موئے تاب بر آتش
سینہ ام مجمر است در غم تو — دل من چوں کباب بر آتش
عارضت بے حجاب می باشد — چوں بماند حجاب بر آتش
زلف وا میکنی تو بر عارض — می نہی مشک ناب بر آتش
گرد رویت خط دمیدہ تو — سبز با آب و تاب بر آتش
زلف تو حلقہ زد بر خسارش — مار بیں مست خواب بر آتش
عکس رخسار بر لب رنگیں — پرتو آفتاب بر آتش

ردیف ضاد

مشتاق بوئے زلف کو مشک ختن سے کیا غرض
شیدائے لعل یار کو لعل یمن سے کیا غرض
اے عندلیبانِ چمن تم کو مبارک سیر گل
داغوں سے دل ہے خود چمن ہمکو چمن سے کیا غرض
بس ہے یہی لاشہ مرا تیری گلی میں ہو پڑا
جاناں شہید ناز کو گور و کفن سے کیا غرض
کرتا ہے کب یاد وطن آوارۂ دشت جنوں
غربت سے جنکو انس ہو اسکو وطن سے کیا غرض

جس دل نے سوزِ عشق سے کچھ فیض پایا ہی نہو
اُس کو غم و درد و الم رنج و محن سے کیا غرض

تیرا مریضِ عشق ہوں مجھکو بستان دہر کے
عناب لب سے کیا غرض سیب ذقن سے کیا غرض

جسکو خبر تیری ملی وہ بیخبر خود ہو گیا
جو آپ کو بھولے اُسے پھر تو و من سے کیا غرض

عاصیؔ یہاں ہے کیا دھرا چل جانب خیر الورا
اب چھوڑ دے ملک وکن تجھکو وکن سے کیا غرض

چمکا ہے میکدہ میں ترا آفتاب فیض
ساقی اُبل رہی ہے خم و سبو سے شراب فیض

اللہ رے آب و تاب شراب طہور کی
گویا ہر ایک جام ہے اک آفتاب فیض

مستی میں جسکی جامۂ خاکی ہو چاک چاک
ساقی پلا دے مجھکو تو ایسی شراب فیض

ساقی کا اذن عام ہے جی بھر کے سب پئیں
کم میکدہ میں اپنے نہیں ہے شراب فیض

بدلا ہے رنگ میکدہ میکش ہیں شاد و شاد
چھایا ہے میکدہ پہ جو تیرا سحاب فیض

خط مصحف عذار پہ تیرے نہیں ہے یہ
پیش نظر ہے اہل نظر کے کتاب فیض

عاصیؔ کے حق میں ذرہ نوازی سے کام لے
تاباں رہے ہمیشہ ترا آفتاب فیض

ردیف ظا

انکا خنجر کھنچا خدا حافظ
دل تڑپنے لگا خدا حافظ

گھٹ رہا ہوں گلے سے پیار کر / تیغ قاتل ترا خدا حافظ
سوئے آب بقا چلے ہیں ہم / خضر میں رہنما خدا حافظ
دیکھکر نزع میں یہ کہتے ہیں / اے شہید وفا خدا حافظ
انکی شوخی حیا سے کہتی ہے / جائے آپ کا خدا حافظ
لب پہ انکے ہے مہر خاموشی / بے سبب ہیں خفا خدا حافظ
انکی زلفیں ہوا سے ہلتی ہیں / موجزن ہے بلا خدا حافظ
جا رہے ہیں سوئے عدم ہم تو / او جفا جو تیرا خدا حافظ
چلو اٹھو مسیح بالیں سے / ہوگئی بس شفا خدا حافظ

انکو دل نذر دیکے بیٹھے ہیں
دین کا عاصیا خدا حافظ

ردیف فا

عارض تیرے اے سیمبر اک اسطرف اک اسطرف
گویا ہیں تاباں دو قمر اک اسطرف اک اسطرف
تیرے خدنگ ناز سے اور خنجر انداز سے
زخمی ہے دل بسمل جگر اک اسطرف اک اسطرف
رخ پہ تیرے ابرو نہیں دن کو ہوئے ہیں جلوہ گر
دو ماہ نو خورشید پہ اک اسطرف اک اسطرف
دو مونس و ہمدم میرے ہر وقت میرے ساتھ ہیں

دل کی طپش درد جگر اک اسطرف اک اُسطرف
شاخ نہالِ حُسن پر آنکھیں ہیں دو نرگس کے پھول
یا دو گُلِ بادام تر اک اسطرف اک اُسطرف
زلفیں نہیں رُخسار پہ دن رات اس قرآن کو
پڑھتے ہیں دو ہندو پسر اک اسطرف اک اُسطرف
راحم خدا راحم نبی عاصی نہ کیوں جنت ملے
دو رحمتیں ہیں راہبر اک اسطرف اک اُسطرف

جب میں کرتا ہوں ترے تیرِ نظر کی تعریف — تیر کرتا ہے مرے زخمِ جگر کی تعریف
جس بشر کا ہو خداوند دو عالم مداح — کس کا منہ ہے جو کرے ایسے بشر کی تعریف
چُن لیا ساری خدائی کے حسینوں میں تجھے — کرتے ہیں اہلِ نظر میری نظر کی تعریف
مدح خوانِ لب و دندانِ محمدؐ ہوں میں — مجھکو مرغوب نہیں لعل و گہر کی تعریف
ہے سپر تیغِ بلا کے لئے سرکار کا نام — کیوں کروں میں نہ بھلا ایسے سپر کی تعریف
عارضِ پاک پہ حضرت کے تصدق شب — اے فلک کون کرے تیرے قمر کی تعریف
دونوں غمخوار ہیں میری شبِ تنہائی کے — درد دل کی کروں یا درد جگر کی تعریف
جسمیں الفت ہو تیری ہو وہی قابلِ مدح — جسمیں سودا ہو تیرا ہے اسی سر کی تعریف
گرچہ خورشیدِ فلک بھی ہے درخشاں لیکن — وہ بھی کرتا ہے میرے داغِ جگر کی تعریف
کامیابی ہو مبارک تجھے اے آہِ رسا — آج کرتے ہیں وہ خود تیرے اثر کی تعریف
بنگئی نور کی تصویر بیاضِ کاغذ — کی رقم میں نے جو اس رشکِ قمر کی تعریف
ابر کیا جانے بھلا حال میرے رونے کا — نوح سے پوچھو میرے [illegible]

سرخرو مجھکو کیا دیدۂ خونبار نے آج　　کر رہے ہیں وہ میرے لخت جگر کی تعریف
کرتے ہیں اہل نظر صاحب دل کی مدحت　　اہل دل کرتے ہیں کب اہل نظر کی تعریف
سنگ ہر ایک بتاتا ہے کہیں وصف طلا　　بے ہنر کرتے ہیں کب اہل ہنر کی تعریف

دھو دیا دفتر عصیاں کو بہا کر آنسو
کیوں عاصی کرے پھر دیدۂ تر کی تعریف

ردیف قاف

وہ مے دے ساقی میخانۂ عشق　　بنا دے دلکو جو پیمانۂ عشق
جو تیری آنکھ ہو پیمانۂ عشق　　تو محفل کیوں نہو میخانۂ عشق
مجھے کردے تو ایسا مست ساقی　　کہ سب کہنے لگیں مستانۂ عشق
نکیوں ہوں شعلہ رو پروانہ اسکے　　مرا دل ہے چراغ خانۂ عشق
پڑے ہوں جن پہ چھالے سوز دل سے　　وہ لب ہیں قابل پیمانۂ عشق
سر الفت نہو جسمیں وہ سر کیا　　وہ دل کیا ہے جو ہو بیگانۂ عشق
بنے سوز دروں سے شمع سوزاں　　زباں پر آئے گر افسانۂ عشق
مزا اس شمع پر جلنے میں کیا ہے　　تو پوچھ ان سے جو ہیں پروانۂ عشق
ملے اہل تقیہ کو پتہ کیا　　دل آزادگاں ہے خانۂ عشق
بنایا اشرف مخلوق ہم کو　　ادا کس منہ سے ہو شکرانۂ عشق
ہمارے داغہائے دل سے عاصی　　گلستاں ہو گیا ویرانۂ عشق

ردیف کاف

دو مونس و ہمد

رحمت عالمیں سلام علیک … شافع یوم دیں سلام علیک
خاتم المرسلیں سلام علیک … اکمل الاکملیں سلام علیک
غیرت حور عین سلام علیک … میرے دل کے مکیں سلام علیک
زیب روئے زمیں سلام علیک … فخر عرش بریں سلام علیک
مہبط وحی خالق اکرم … عز روح الامیں سلام علیک
صاحب الجود صاحب الکرم … بیکسوں کے معیں سلام علیک
مرد حق آپکے ہیں سب پیرو … رہبر سالکیں سلام علیک
نام لیوا ہیں آپکے عارف … سید العارفیں سلام علیک
آپکے نام سے ہے دل شاداب … راحت العاشقیں سلام علیک

عرض کرتا ہے باادب عاصی
شافع المذنبیں سلام علیک

تو ستائے گا مجھے ای غم جاناں کبتک … خون روئینگے مرے دیدۂ گریاں کبتک
میں دکن میں رہوں مضطر شہ خوباں کبتک … دل شیدا میں تڑپتے رہیں ارماں کبتک
روضۂ پاک پہ اب جلد بلالو سرکار … دور گلشن سے رہے بلبل نالاں کبتک
اسطرف بھی کبھی ہو جائے توجہ تیری … دل ترستا رہے اسے ناوک مژگاں کبتک
کیا شب حشر سے ملجائیگی بڑہتے بڑہتے … طول کھینچیگی الٰہی شب ہجراں کبتک
اے نسیم سحری پونچھ دے اسکے آنسو … شمع روئیگی سر گور غریباں کبتک
اب تو بے پردہ دکھا دیجئے جلوہ اپنا … میں تصور کا رہوں بندۂ احساں کبتک
پڑ گئے رشتۂ تقدیر میں صدہا عقدے … ہونگی یہ مشکلیں یا رب میری آساں کبتک

ہے ترقی پہ یہاں روز غم ورنج وفراق
دیکھئے ملتا ہے اس درد کا درماں کبتک

آخر اک روز تو پامال خزاں ہونا ہے
باغباں پھول ہنسینگے ترے خنداں کبتک

دشت پرخار دکن میں ہے عاصیؔ مولا
خستہ دل خاک بسر چاک گریباں کبتک

ردیف کاف

مثل آئینہ ہیں عاشق زنگ ظلمت سے الگ
خاک میں ملکر بھی رہتے ہیں کدورت سے الگ

لاکھ آفت اپنے آئے خاک ہوجائیں مگر
یہہ قدم رکھتے نہیں راہ محبت سے الگ

تکیہ انکا ہے توکل بستر انکا فقر ہے
انکا طرز زندگی ہے اہل دولت سے الگ

خاکساری انکا پیشہ انکسار انکا ہے کام
زیب زینت سے ہیں بیزار شان وشوکت سے الگ

بے بسی ہمدم ہے انکی بیکسی انکی جلیس
رنج وغم کے یہہ قریں ہیں عیش وراحت سے الگ

وصل انکی زندگی ہی موت انکی ہجر ہے
یہہ نہیں رہتے کبھی دلبر کی صحبت سے الگ

انکا سینہ میکدہ ہے ساغر انکا قلب ہے
لذت انکی مے کی ہے دنیا کی لذت سے الگ

داغ دل ہیں لالہ وگل آہ ہے باد بہار
انکا باغ بیخزاں ہے باغ جنت سے الگ

نامرادی شامیانہ چادر گل حسرتیں
انکی تربت کا نشاں ہے سب کی تربت سے الگ

انکی غم کی داستاں سننے کو کہتے ہیں ملک
اور اک دن چاہئے روز قیامت سے الگ

برہمن ہیں بتکدے میں شیخ یہہ کعبے میں ہیں
یہہ مجازاً بھی نہیں ہیں حقیقت سے الگ

ساجد اپنے آپ ہیں مسجود اپنے آپ ہیں
انکی ہے شان عبادت ہر عبادت سے الگ

بوستان وحدت کے ہیں گل خنداں یہی
رنگ شہرت سے جدا ہیں بوئے کثرت سے الگ

صورت محبوب کا یہ بنگئے ہیں آئینہ / ایک لحظہ بھی نہیں ہٹتے یہ حیرت سے الگ

حامل بار امانت ہی انہیں کی ذات پاک / دست ہمت انکا ہے عالم کی ہمت سے الگ

لپٹے لپٹائے چلے جائینگے آخر خلد میں / رہتے ہیں عاصی کہیں دامان رحمت سے الگ

لپٹے بھی اسواسطے لکھی ہے عاصی یہ ردیف / ہاتھ محشر میں نہو دامان حضرت سے الگ

ردیف لام

اڑا کر میرے پہلو سے مرا دل / تجھی سے پوچھتے ہیں کیا ہوا دل

رہے تا حشر تیرا مبتلا دل / اگر دل دے تو ایسا دے خدا دل

ہوا ہے جب سے تیرا آشنا دل / ہے اپنے سے بھی بیگانہ مرا دل

جگر کا خون آنکھوں نے بہایا / عدو پہلو میں نکلا خود مرا دل

فلک پر برق ہو یا ہی زمیں پر / جدھر دیکھو تڑپتا ہے مرا دل

مجھے کد ہے نہ دونگا دل کسیکو / کسیکو ضد ہے ہم لینگے تیرا دل

کدورت ہے حجاب جلوۂ یار / تو پہلے صاف تو کر لے ذرا دل

نظر آئیگی تجھکو شکل جاناں / اگر آئینہ بنجائے تیرا دل

جگر پیدا ہوا داغوں کی خاطر / تمہارا درد سہنے کو بنا دل

نہ ملتا کوچۂ دلدار عاصی / اگر ہوتا نہ تیرا رہنما دل

رہا دل نہ اب غم اٹھانیکے قابل / نہ آنکھیں رہیں خوں بہانیکے قابل

نہ ہے زخم دل اب دکھانیکے قابل
رہا ہے نہ مرہم لگانے کے قابل

کریں کیا تمنائے دیدار جاناں
کہ ہم خود نہیں منہہ دکھانیکے قابل

وہ پامال کرکے مری قبر بولے
یہ تھا نقش تربت مٹانیکے قابل

ہوے اسکی الفت میں برباد لاکھوں
یہہ دنیا نہیں دل لگانیکے قابل

بناتا فلک کاش پیمانۂ مے
کہ ہوتے تیرے منہہ لگانیکے قابل

کہا دیکھکر تیری تصویر دل نے
کلیجے سے ہے یہہ لگانے کے قابل

دو عالم میں پائے نہ کیوں سربلندی
جو سر ہو تیرے آستانیکے قابل

وہ ہنس ہنس کے کہتے ہیں مجھسے کہ تو ہے
ستانیکے قابل رلانے کے قابل

ابھی سے جو آنکھیں تیرے فتنہ گر ہیں
بنیں گی یہہ بجلی گرانے کے قابل

کچھ اب لیجیے کام ان ابروؤں سے
یہ خنجر ہوئے آزمانیکے قابل

چلیں سر سے سوئے مدینہ تو کم ہے
یہ ہے راہ آنکھیں بچھانیکے قابل

میں سو بار کوچے میں آؤں تمھارے
جو کردو مجھے آنے جانیکے قابل

نہ بار محبت اٹھا قدسیوں سے
ہمارا ہی دل ہے اٹھانیکے قابل

میں صدقے کرم کے وہ فرماتے ہیں
کہ عاصی ہے اب رحم کھانیکے قابل

نہ کیوں مضطرب ہو طلبگار مال
وہ رخصت طلب ہے گرفتار مال

تیری اسکی کیونکر نبھے گی بتا
وہ بیزار تجھسے تو غمخوار مال

محبت کا اسکی مرض ہے برا
خدا دے کسی کو نہ آزار مال

پڑی بیکلی ہے انہیں رات دن
پریشان ہیں سب خریدار مال

کہو کون دونوں میں ہے ہوشیار — خریدار عزت خریدار مال

یہہ کہتی ہے دنیا بفضل خدا
کہ عاصی نہیں ہے طلبگار مال

جو عشق رسول خدا میں ہیں کامل — انہیں دولت دین و دنیا ہے حاصل
اقامت ہے باغ مدینہ میں جنکی — وہ ہیں جیتے جی باغ جنت میں داخل
وہ حوروں کے رخسار کب دیکھتے ہیں — جو حسن رخ مصطفےٰ پر ہیں مائل
خدا کیطرح وہ بھی یکتا ہیں بیشک — خدائی میں انکا نہیں ہے مماثل
یہ کثرت میں انداز وحدت تو دیکھو — ادہر ہم میں شامل ادہر حق سے واصل
دو عالم کے زہرہ جبینوں میں کوئی — نہ نکلا کف پا کا ان کے مقابل
نکلتا ہے لاکھوں میں اک سوختہ دل — ہر اک دل نہیں داغ الفت کے قابل
سمجھ بوجھ کر اسمیں داخل ہو واعظ — کہ رندان پرجوش کی ہے یہ محفل
شراب محبت کی کیا قدر تجھکو — نہ تو اسکے قابل نہ وہ تیرے قابل
تجھے یاد کوثر انہیں یاد جاناں — وہ تیرا وظیفہ یہ انکے مشاغل
وہی آخری زینہ معرفت ہے — سمجھتا ہے عارف جہاں خود کو جاہل
بڑا تجربہ کار رہبر ہو اسمیں — بہت سخت ہیں معرفت کے منازل

تو الجھا بہت کار دنیا میں عاصی
کچھ اب فکر انجام بھی کر لے غافل

ردیف میم

شاہِ مکرم خسروِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم — نورِ مجسم فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
بحرِ سخاوت جانِ شجاعت ماہِ رسالت مہرِ نبوت — کانِ مروت خلقِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
زلفِ معنبر سنبلِ خوشتر مشک سے بہتر عود سے بڑھکر — تیغِ دو پیکر ابروئے پرخم صلی اللہ علیہ وسلم
خلق کے سرور مرسل داور فخرِ سکندر خضر کے رہبر — مالکِ کوثر صاحبِ زمزم صلی اللہ علیہ وسلم
نورِ خدا ہیں مہرِ ضیا ہیں ماہِ صفا ہیں خیرِ وریٰ ہیں — ابرِ سخا ہیں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ماہِ شریعت مہرِ طریقت نورِ حقیقت آیۂ رحمت — حامیِ امت بہترِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
عزِ جہاں ہیں فخرِ زماں ہیں ماہِ جناں ہیں تاجِ شہاں ہیں — حسن کی جاں ہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مہر فدائے تاجِ سرِ او ہست بہ اشک خاکِ رہِ او — سرمۂ چشمِ عرشِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم
آں شہِ یثرب خسروِ بطحیٰ مہرِ ولا ماہِ رشکِ مسیحا — زخمِ گنہ را اَشْ مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

رتبہ ہو اسکا سب سے زیادہ کرسکے عاصی اسکی ثنا کیا
اسکا ہو واصف خالقِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

آئے تھے اس امید پہ ہندوستاں سے ہم — واپس نہ جائینگے کبھی حضرت یہاں سے ہم
افسوس لائی کھینچ کے تقدیر پھر وہیں — لیکر گئے تھے دل میں امیدیں جہاں سے ہم
جبتک تھے تیرے در پہ بہت ذی وقار تھے — اٹھکر ہوئے ذلیل تیرے آستاں سے ہم
اشک رواں سے دامنِ مقصود بھر گیا — کچھ بہرہ مند ہوگئے عمرِ رواں سے ہم
آنکھوں میں اپنی گلشنِ طیبہ کی ہے بہار — کیا شاد ہوگئے نزہتِ باغِ جناں سے ہم
دل میں ہزاروں حسرت و ارماں ہیں یا رسول — ارشاد ہو تو عرض کریں کچھ زباں سے ہم
ہیں جو پرستِ آتشِ دوزخ سے خوف کیا — لپٹے ہوئے ہیں دامنِ پیرِ مغاں سے ہم
اک حال پہ گذرتی ہے یوں اپنی زندگی — خوش ہیں بہار سے نہ خفا ہیں خزاں سے ہم

آئے تھے بنکے خاک سے اس خاکداں میں
جز خاک کچھ نہ لے چلے اس خاکداں سے ہم

عالم سیاہ ہوگیا آنکھوں میں خلق کی
لٹھے مثال شمع جو بزم جہاں سے ہم

دنیا کا ہے خیال نہ ہے عاقبت کی فکر
ہیں مست جام الفت پیر مغاں سے ہم

دیکھیں تو کون ہوتا ہے دونوں میں سرخرو
دل کو لڑاتے ہیں تیری نوک سناں سے ہم

کیونکر کٹے گی راہ عدم اپنی عاصیا
اٹھ اٹھ کے بیٹھ جاتے ہیں بار گراں سے ہم

رسول الله ز ہجرت بیقرارم
بفرما یک نظر بر حال زارم

توئی ملجاؤ ماوائے غریباں
غریبم دردمندم دلفگارم

گزشتہ عمر من در معصیت ہا
کنوں از کردۂ خود شرمسارم

شفیع المذنبیں رحمے بحالم
گنہگارم پریشاں روزگارم

چرا ترسم ز غوغائے قیامت
چو باشد در غلامانت شمارم

ببینم رویت اے سلطان عالم
بمحشر سر چو از مرقد برآرم

بگویم کہ حال زار من بیں
چو آقائے دگر جز تو ندارم

ترحم یا رسول الله ترحم
بحال زار و اشک بیقرارم

تمنائے دل عاصی ہمیں است
جمال پاک بینم جاں سپارم

خداوندا چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم
بہر سو نالۂ دل بود شب جائیکہ من بودم

بدستش آئینہ شمشیر ابرو تیز و من حیراں
کہ او با خود مقابل بود شب جائیکہ من بودم

دلم دریاد آں زلف سیاہ و کاکل مشکیں
گرفتار سلاسل بود شب جائیکہ من بودم

گہے افتاں گہے خیزاں گہے ہوشیار گہ بیخود / عجب کیفیت دل بود شب جائیکہ من بودم

بیا دلبر شوخے کشیدہ تیغ ابروئے / تفکر کردن چہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم

بلب حرفے بلب جامے نگاہے سوئے مشتاقاں / ادا خود نیم بسمل بود شب جائیکہ من بودم

چساں از بزم نازش لب جا سلامت بردمی عاصی / کشیدہ تیغ قاتل بود شب جائیکہ من بودم

با خویش نور حق را دیدم نہ دیدہ بودم / خورشید و ذرہ یکجا دیدم نہ دیدہ بودم

با آب حسن خوبی رخسار تاب ناکش / آتش بموج دریا دیدم نہ دیدہ بودم

چشمان مست ساقی با ابروئے کشیدہ / در طاق کعبہ خم ہا دیدم نہ دیدہ بودم

درج دہان جاناں روشن ز لولو دنداں / در برج مہ ثریا دیدم نہ دیدہ بودم

گیسوئے عنبرینش بر قامت دل آرا / سنبل بہ شاخ طوبیٰ دیدم نہ دیدہ بودم

آں چشم نرگسینش جاں بخش عاشقانست / بیمار و ہم مسیحا دیدم نہ دیدہ بودم

صد ہمچو ماہ کنعاں در عشق شاہ خوباں / آوارہ چوں زلیخا دیدم نہ دیدہ بودم

جاناں بجان عاشق عاشق بجان جاناں / ایں طرفہ تر تماشا دیدم نہ دیدہ بودم

بر دل ز شان وحدت پیدا نقوش کثرت / بالائے عرش بتہا دیدم نہ دیدہ بودم

او ہمکنار عاشق ایں غرق بحر حیرت / تشنہ درون دریا دیدم نہ دیدہ بودم

عاشق ز جاں سپردن تازہ حیات یابد / تیغش و ہم مسیحا دیدم نہ دیدہ بودم

دل در محبت او دردے عجیب دارد / قربان او مداوا دیدم نہ دیدہ بودم

شاہ پری رخاں را عاصی ز بخت یاور / با خویش جلوہ فرما دیدم نہ دیدہ بودم

سراپا نور یزدانست جانانیکه من دارم — بود قربان پائے او دل و جانیکه من دارم

ز عشق روئے گلگونش بسینه داغها دارم — سبق بردست بر جنت گلستانیکه من دارم

دلم از دست بیتابی چو مجنون بهر لیلائے — دریدن آرزو دارد گریبانیکه من دارم

قیا پائے او بوسیده و بر عارضش قربان — فدا خورشید شد بر ماه تابانیکه من دارم

منقش خال و خطش آنچنان در سینه ام گویا — همه تصویر معشوق است قرآنیکه من دارم

سرشکت خون چو گل از دیده خونبار میریزد — بود در رشک گلستان جیب و دامانیکه من دارم

سلیمان بود گرچه صاحب شوکت ولے عاصی
سلیمان را خجل سازد سلیمانیکه من دارم

زہے سلطنت گر گدائے تو باشم — زہے پایه گر خاک پائے تو باشم

اگر جان فشانم براہت فشانم — وگر زنده باشم برائے تو باشم

ز روز ازل بسته ام عهد و پیمان — که من تا ابد در رضائے تو باشم

تو پیوسته با من جفا کار باشی — من این سر نهاده بپائے تو باشم

گلم را سرشته بآب الفت — که تا زنده ام مبتلائے تو باشم

دلم را به بستند با تار زلفت — که ثابت قدم در رضائے تو باشم

بدین وجه نامم نهادند عاصی
که تا مستحق عطائے تو باشم

یاد آیا مینکه من هم دیده تر داشتم — ابروئے در سگان کوئے دلبر داشتم

ایمن از شبهائے تار هجر و غمهائے فراق — دست در زنجیر آن زلف معنبر داشتم

خارهائے دشت یثرب را چو گلهائے چمن — گاه در سینه نهادم گاه بر سر داشتم

از نگاه فیض آن ساقی رشک آفتاب
من لبالب باده وصلش بساغر داشتم

بستهٔ زنجیر زلفش بود جان مبتلا
دل اسیر پنجهٔ مژگان دلبر داشتم

در خیال باده بیهش خود را در حریم
مست و غلطان بر کنار آب کوثر داشتم

آرمیده از همه آسیب دهر پر فتن
همچو نقش پا بکوی یار بستر داشتم

اہل مشرب شور عشق و عاشقی مفت شما
پیش ازین من هم دل هنگامه پرور داشتم

بود حاصل عاصیا از لطف بی پایان او
آن تمنائی که من در سینه مضمر داشتم

یاد ایامیکه عشق روی دلبر داشتم
داغ دل روشن تر از مهر منور داشتم

خارهای عیش را من سخت تر از سوز دل
سبز گلزار عشرت از دیدهٔ تر داشتم

رفته رفته سوز دل سامان هستیم سوخت
همچو گلخن زیر خاکستر چه اخگر داشتم

بر زبان حرفی نیامد در وصالش گرچه من
از شکایت های او در سینه دفتر داشتم

تا بوقت ذبح من بینم جمال روی دوست
زیر خنجر گوش بر الله اکبر داشتم

قصد فصدم کرد چون فصاد مژگان نیشتر
از کمال شوق جان بر نوک نشتر داشتم

میشدم شام و سحر من زیر پایت پایمال
همچو سبزه کاش در کوی تو بستر داشتم

تا نگردد دامنت آلود از خوناب او
پاره های دل ز خاک کوی تو بر داشتم

گرمی محشر بمن عاصی چه میکرد سے تر
من ز داغ دل جواب مهر محشر داشتم

بکف جام و بپهلو یار دارم
من امشب طالع بیدار دارم

بیاد روی تو تسبیح در کف
بذکر زلف تو زنار دارم

به دستم پایهٔ عرشِ برین ست
که سر بر آستانِ یار دارم

چرا دانم نه من بیمار باشم
که عشقِ نرگسِ بیمار دارم

بلب جانم رسید از دردِ هجران
امیدِ شربتِ دیدار دارم

بچشمے آنکه بینم جلوهٔ یار
نظر بر روزنِ دیوار دارم

دلم سروِ چراغانست امشب
خیالِ آتشیں رخسار دارم

مرا معذور دار اے پیرِ ناصح
عنانِ دل بدست یار دارم

چرا ترسم ز روزِ حشر عاصی
که شافع احمدِ مختار دارم

بیادِ ماهِ رخسارے عجب مضطر دلے دارم
درونِ سینهٔ غمناک مرغِ بسملے دارم

رهِ پرپیچ و شب تاریک و پا اندر گلے دارم
بسر بارانِ غمها مشکل اندر مشکلے دارم

ز اشکِ چشم و دودِ دل ز آه و ناله و شیون
به هجرِ آں پری پیکر پریشاں محفلے دارم

بجاں خواهم نه چوں داغِ دلِ غمدیده خوبا را
ز چندیں محنت و غم ها همیں یک حاصلے دارم

نه نازم چوں به بختِ خود ازیں چندیں جدائی
چو نقشِ پا به خاکِ کوئے آں مه منزلے دارم

تو بر یک ماهِ خود اے چرخ بالیده چه می نازی
که صد ها داغ بر دل همچو ماهِ کاملے دارم

نثارِ فرقِ پاکِ او چه سازم من پشیمانم
شکسته غم رسیده پاره پاره یک دلے دارم

ز بحرِ معصیت عاصی خلاصِ من چساں باشد
که غلطانم ز خود در موج و چشم ساحلے دارم

در دورِ چشم مستش دورِ شراب دیدم
پیرانِ پارسا را مست و خراب دیدم

زاهد ز جوشِ مستی غلطاں به پائے خمها
در دستِ اهلِ تقوی جامِ شراب دیدم

از فیض جام ساقی ہر شئے شدست تاباں
پنہاں بہ ذرہ ذرہ من آفتاب دیدم

تو در لباس خاکی رخشندہ آفتابے
نور خدائے بیچوں زیر نقاب دیدم

تنہا نمی رود آں سلطان ماہ رویاں
دلہائے دو جہاں را اندر رکاب دیدم

جز وصل و فرقت او چیزے دگر نباشد
رنگ ثواب دیدم طرز عذاب دیدم

عاصی ز اشک خجلت حسرت بجوش آمد
فرد گناہ خود را غرق اندر آب دیدم

ردیف نون

جسے کوئے حضرت سے الفت نہیں
وہ ہرگز سزاوار جنت نہیں

نہیں غم اگر میری شہرت نہیں
مجھے خود نمائی کی عادت نہیں

جو آرام کوئے محمد میں ہے
وہ باغ جناں میں بھی راحت نہیں

مزا جو ترا نام لینے میں ہے
وہ شہد و شکر میں بھی لذت نہیں

غم دو جہاں لے کے ہم کیا کریں
ہمیں اپنے ہی غم سے فرصت نہیں

ہے ظلمت سے مملو وہ محفل تمام
جہاں ذکر شمع رسالت نہیں

تم آؤ تو مقتل میں خنجر بکف
کسے آرزوئے شہادت نہیں

وہاں ہیں وہ مصروف تیر افگنی
یہاں زخم سینے سے فرصت نہیں

حسیں ہیں بہت گرچہ حوریں مگر
یہ انداز و ناز و نزاکت نہیں

تری دیکھکر صورت آئینہ رو
وہ ہے کون جو محو حیرت نہیں

کریم السجایا جمیل الشیم
کوئی آپ سا فی الحقیقت نہیں

ہے آئینہ تم پر میرا حالِ دل
مجھے عرض کرنیکی حاجت نہیں

مرے لب پہ آئی ہے جانِ حزیں
بلا لو بس اب تاب فرقت نہیں

قطعہ

کہا ہنسنے میں نے کہ لایا ہوں دل
یہ ہے مفت کچھ اسکی قیمت نہیں

وہ بولے کہ ایسے تو ہیں سیکڑوں
ہمیں ایسی چیزوں کی حاجت نہیں

جو مایوس اٹھا تو ہنسکر کہا
کہ رد و ہدیہ کرنے کی عادت نہیں

بہر حال لیتے تو ہیں ہم اسے
مگر ہم پہ کچھ اسکی منت نہیں

وہ دل مسکراتے ہوئے لے چلے
مگر شاد رکھنے کی نیت نہیں

زمانے کے دیکھے نشیب و فراز
کہیں چین جز کنجِ عزلت نہیں

غضب ہے گنہ کرتے ہیں رات دن
پھر آنکھوں میں اشکِ ندامت نہیں

نظر تیری رحمت پہ رکھتے ہیں ہم
کوئی اور بخشش کی صورت نہیں

میں لیجاؤنگا قبر میں داغِ دل
اندھیرے میں سونیکی عادت نہیں

یہ کہدو کہ عاصی ہے میرا غلام
تمنا کوئی اور حسرت نہیں

عصیاں پہ دیدۂ تر پیہم جو رو رہی ہیں
دریائے مغفرت میں مجھکو ڈبو رہی ہیں

منزل کے جانیوالے منزل پہ جا کے پہنچے
غفلت ہماری دیکھو رستے میں سو رہی ہیں

فصلِ بہار آئی بلبل گئے چمن کو
ہم بال و پر شکستہ قسمت کو رو رہی ہیں

سوئے مدینہ زائر ہنستے ہوئے سدہارے
ہم بیٹھے آنسوؤں سے دامن بھگو رہی ہیں

گر جاگتے مقدر ہم بھی ضرور جاتے
افسوس بد نصیبی ابتک وہ سو رہی ہیں

قوت نہ صبر کی ہے آنے کی ہے نہ طاقت
رو رو کے ہم وطن میں جان اپنی کھو رہے ہیں

کیا ہم بتائیں ہمدم ہے بات ہی کچھ ایسی
زانو پہ رکھ کے سر کو جو آج رو رہے ہیں

ہم تجھکو وحشت یثرب کس طرح بھول جائیں
رہ رہ کے دل میں کانٹے نشتر چبھو رہے ہیں

موسیٰ ہیں محو حیرت جلتا ہی طور کیا کیا
جلوہ نما وہ میرے دل میں جو ہو رہے ہیں

مشق ستم ہے انکو خوگر ستم کا میں بھی
ناز و نیاز باہم مدت سے ہو رہے ہیں

ممنون ہوں عاصی کیو دیدہ ہائے تر کا
فرد گنہ کو میری رو رو کے دھو رہے ہیں

کہاں حسن کا تیرے چرچا نہیں
وہ ہے کون جو تجھ پہ شیدا نہیں

وہ دل کیا کہ جسمیں تیرا غم نہو
وہ سر کیا ترا جسمیں سودا نہیں

تصور میں دل میں لگا ہو نہیں تو
تجھے اپنے محرم سے پروا نہیں

ہزاروں تڑپتے سسکتے ہیں دل
مگر اسکی کچھ تجھکو پروا نہیں

کلیجے میں رکھ لیتے ہیں سب تجھے
تو اے جان جاں کسکو پیارا نہیں

بظاہر اٹھانا مجھے بزم سے
اشارہ وہیں کہنا کہ اٹھنا نہیں

چبھوتے ہیں نشتر کلیجے میں وہ
ہے تاکید اسیر تڑپنا نہیں

وہ آنکھیں یہہ کہتی ہیں دے سے جاں تو
لبوں کا ہے ایما کہ مرنا نہیں

نیا ظلم ہر روز کرتے ہیں پھر
یہہ کہتے ہیں کہہ مجھکو شکوا نہیں

خودی کے سبب ہیں بکھیڑے تمام
اسی کو مٹا دے تو جھگڑا نہیں

نہیں مجھسا عاصی و مجرم کوئی
خطا بخش غفار تجھ سا نہیں

پر تو فگن تو کس جگہ اے جان جاں نہیں
وہ کونسا مکاں ہے جو تیرا مکاں نہیں

ہیں برملا جہاں میں تیری نشانیاں
ہر چیز کہہ رہی ہے کہ تو بے نشاں نہیں

یوں تو ہزار پردوں میں پردہ نشیں ہے تو
عشاق کی نگاہ سے لیکن نہاں نہیں

چون و چرا سے پاک منزہ ہے تیری ذات
سب گنگ ہیں کسیکو مجالِ بیاں نہیں

تو مہرباں ہو تو سبھی مہرباں ہوں
تو مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں

اترا نہ فضلِ گل پہ تو اسطرح باغباں
وہ کونسی بہار ہے جسکو خزاں نہیں

یا غافر الذنوب کہاں جائے یہ غریب
عاصی کو تیرے در کے سوا آستاں نہیں

کب زر و سیم پہ دنیا کے نظر کرتا ہوں
مست ہوں فقر کی کملی میں بسر کرتا ہوں

جامۂ نور میں تھا عرش کا تارہ میں کبھی
عمر اب کسوتِ خاکی میں بسر کرتا ہوں

رہروِ عشق ہوں رہزن سے خطر کیا مجھکو
ہر بلا کے لئے سینے کو سپر کرتا ہوں

آتشِ غم سے ترے ہجر میں جلتے جلتے
شمع کیطرح میں راتوں کو سحر کرتا ہوں

لختِ دل آتے ہیں کچھ خونِ جگر کے ہمراہ
آج دعوت تیری اے دیدۂ تر کرتا ہوں

شوق کہتا ہے کہ مانند ہوا اڑ کے چلے
یثرب پاک کا گر عزم سفر کرتا ہوں

ایک ہی گل کے نظر آتے ہیں سارے جلوے
جسطرف گلشنِ عالم میں نظر کرتا ہوں

نقشِ پا بنکے جو بیٹھا تو اٹھا مثلِ غبار
کوچۂ یار میں یوں اپنی بسر کرتا ہوں

ہنس کے کہتے ہیں یہ دونوں مرے گل چہرے
اُنسے جب تذکرۂ شمس و قمر کرتا ہوں

بالیقیں شانِ خدا آنکھوں میں پھر جاتی ہے
جب رخِ سرورِ عالم پہ نظر کرتا ہوں

درد اٹھ اٹھ کے سکھاتا ہے تڑپنا دلکو
میں ترے ہجر میں کچھ صبر اگر کرتا ہوں

وعدہ آنے کا ہے امید بڑی ہوتی ہے
دن میں سو بار نظر جانبِ در کرتا ہوں

جلوہ ہر بار نیا مجھکو نظر آتا ہے
جب کبھی روضۂ اقدس پہ نظر کرتا ہوں

رحمتِ حق مجھے دیتی ہے تسلی عاصیؔ
اپنے عصیاں پہ میں جسوقت نظر کرتا ہوں

کب کسی پردہ محبت کی نظر کرتے ہیں
جسپہ کرتے ہیں اسے خاک بسر کرتے ہیں

کسطرح راز محبت کو چھپاؤں لیں
مجھکو بدنام مرے دیدۂ تر کرتے ہیں

اپنے جلوے کے اثر سے وہ نہیں ہیں واقف
ہوش جاکر مرے کچھ انکو خبر کرتے ہیں

اسکو پھر زندۂ جاوید بنا دیتے ہیں
جسکو وہ کشتۂ شمشیر نظر کرتے ہیں

کیا کہوں کرتے ہیں کیا کام تمھارے تیر نگاہ
تیر بن بن کے کلیجے میں گزر کرتے ہیں

مضطرب رہتے ہو کیوں جانِ حزیں شام و سحر
کسکے نالے دلِ نازک میں اثر کرتے ہیں

اور ہی کچھ نظر آتا ہے تماشا انکو
جب ترے رخ پہ نظر اہلِ نظر کرتے ہیں

آہی جاتی ہے ہنسی دل کی تڑپ پر انکو
ضبط ہر چند مرے زخمِ جگر کرتے ہیں

بالیقیں ہوتی ہے معراج انہیں کو حاصل
تیرے قدموں پہ فدا اپنا جو سر کرتے ہیں

منزلِ قبر میں وہ چین سے سو جاتے ہیں
جو تیری راہ میں دنیا سے سفر کرتے ہیں

جیسے شب باش مسافر ہو سرا میں یونہی
اہلِ دل منزلِ ہستی میں بسر کرتے ہیں

نور بنکر کبھی آنکھوں میں وہ رہتے ہیں مری
آرزو بنکے کبھی دل میں گذر کرتے ہیں

دردمندانِ شبِ ہجر کے نالے عاصیؔ
چاک دل صورتِ دامانِ سحر کرتے ہیں

رکھوں لیجا کے گر اپنا دلِ بیتاب دریا میں
بنے پانی کا ہر قطرہ چہ سیماب دریا میں

یہ کس مست شراب ناز نے دھویا ہے منہ اپنا
حباب اک اک بنا جامِ شرابِ ناب دریا میں

پڑے گر عکس میری دلربا کی زلف پیچاں کا
بنے ہر موج مچھلی کیلئے قلاب دریا میں

خوشی کیسی کہاں کی خرمی رونا ہی رونا ہے
ڈبوئے ہمنے سارے عیش کے اسباب دریا میں

عرق آلود ابرو دیدنی ہے اسے یہ خوبی
نظر آتی ہے کعبے کی ہیں محراب دریا میں

تصور چاہئے رونے میں اسکے روئے تاباں کا
کہ لطف سیر ملتا ہے شب مہتاب دریا میں

ہماری چشم گریاں سے یہ دونوں فیض پاتی ہیں
کبھی سیلاب خشکی پر کبھی سیلاب دریا میں

نظر بھی ڈوب کر جاوے تو تہ سے کب ابھرتی ہے
نہ دیکھا آنکھ نے ایسا کوئی گرداب دریا میں

نہ لکھے اس زمیں میں کسلئے کوئی غزل عاشق
لگا ہے کیا کوئی ایسا پر سرخاب دریا میں

یہی ہر شام دیتا ہے صدا دن
تمھاری عمر کا اک کم ہوا دن

نہیں ہیں یہ کسی کے آشنا دن
جوانی کے ہیں کیسے بیوفا دن

سناؤں حال کیا اے دلبر حشر
بڑا قصہ ہے چھوٹا حشر کا دن

خوشی ہے آج تو کل غم ہے موجود
کہاں رہتے ہیں راحت کے سدا دن

ہوگی کیا میسر وصل کی رات
کرے گا عمر کا کیا فیصلا دن

در اقدس سے کب آنکھیں لونگا
وہ ہوگا کونسا یا مصطفیٰ دن

نیا ہر دن ہے لطف باغ یثرب
کہاں جنت میں ایسے پر فضا دن

غضب ڈھاتی ہے شام ہجر جاناں
ہمارے سر پہ لاتا ہے بلا دن

یہی زاہد سے کہتا ہے لب جام
پھرینگے کب ترے مرد خدا دن

خجل ہے رات زلف عنبریں سے
تمھارے رخ سے کرتا ہے حیا دن

گلے سے جب ملے تلوار ان کی
وہی عشاق کو ہے عید کا دن

سر عاصی ہو اور دہلیز حضرت
دکھائے اسکو پھر ایسے خدا دن

کونسا حسن ہی جو عارضِ تاباں میں نہیں
کونسی ہے وہ ادا جو مرے جاناں میں نہیں

چارہ گر چھوڑ دے مجھکو تو مری حالت پہ
جو مزا درد میں حاصل ہی وہ درماں میں نہیں

دامنِ دل کو کرے چاک نکیوں دستِ جنوں
تار باقی کوئی اب جیب و گریباں میں نہیں

پارۂ لعل ہیں الماس کی تختی میں جڑے
اشک گلگوں ہیں مرے گوشۂ داماں میں نہیں

شان اور آن جو رکھتے ہیں ترے در کے فقیر
خسرو و جم کی ہے کیا اصل سلیماں میں نہیں

حسن میں شہرۂ آفاق ہیں وہ بھی لیکن
یار میں ہے جو ملاحت مہ کنعاں میں نہیں

بات جو آپ کی مژگان جگر دوز میں ہے
تیر و نشتر میں نہیں خنجر و پیکاں میں نہیں

ہو گیا قتل جو عاصی پہ تو بولے یہ ملک
کیا ہوئے اسکے گنہ پلہ میزاں میں نہیں

کون کہتا ہے ترا جلوہ عیاں کچھ بھی نہیں
ہو اگر چشم حقیقت تو نہاں کچھ بھی نہیں

اس جہاں کا ہو تو طالب یہ جہاں کچھ بھی نہیں
سب وہیں سامانِ راحت ہیں یہاں کچھ بھی نہیں

لفظ کن سے ہوگئی موجود ساری کائنات
نیست وہ کہدے تو پھر کون و مکاں کچھ بھی نہیں

کھینچتے تھے چرخ تک سر کو جو اپنے بلند
ہوگئے زیر زمیں نام و نشاں کچھ بھی نہیں

دولتِ دنیائے فانی پر نہو مغرور تو
چار دن کی چاندنی ہی بعد ازاں کچھ بھی نہیں

چند روزہ فصل گل پہ اسطرح نازاں نہو
جب خزاں آئی تو پھر اے باغباں کچھ بھی نہیں

گرچہ عاصی ہوں مگر رب ہے مرا ایسا رحیم
بخشدینا سامنے اسکے میاں کچھ بھی نہیں

خون ہے آنکھون سے جاری کیا کرین | زخم ہے اک دل پہ کاری کیا کرین ؛
سوز غم سے قطرۂ خون بھی نہین ؛ | جل گیا دل اشکباری کیا کرین ؛
آدمی ہین حسن سیرت چاہئے | لے کے صورت پیاری پیاری کیا کرین
صورتِ پروانہ گو جلتے ہین ہم | کس کو پروا ہے ہماری کیا کرین
جب نہو بیمار غم اچھا مسیح | آپ کی امید واری کیا کرین
صورتِ سیماب ہے پہلو مین دل | بڑھ گئی ہے بیقراری کیا کرین
بلبلو ہم ہین گرفتارِ قفس | آئے دو فصلِ بہاری کیا کرین
ہم ہین کشتۂ خنجرِ تسلیم کے | نالہ و فریاد و زاری کیا کرین
ضعف ایسا اُسپہ عصیان اسقدر | دور منزل بوجھ بھاری کیا کرین

شہر طیبہ کے مسافر عاصیا
کہتے ہین قسمت تمھاری کیا کرین

ہرگز نہین یہ شعلۂ احمر چراغ مین | تابان ہے نورِ خالقِ اکبر چراغ مین
آنکھون مین میرے عکسِ قدِ یار آگیا | جلوہ نما ہین سرو و صنوبر چراغ مین
یا رُخِ صبیح مین گریان تھی چشمِ تر | کیا موجزن تھا شبکو سمندر چراغ مین
انکی جو زلف روے منور پہ کھل گئی | سمجھا یہ مین کہ جلتا ہی عنبر چراغ مین
پروا نہی کیا ہی جلنے سے پروانہ کی اُسے | خو آگئی ہے تیری ستمگر چراغ مین

پروانے کیون نہ شمع پہ قربان ہون عاصیا
برسون رہا ہے نورِ پیمبر چراغ مین ؛

آتش دل سے بچی بلبل پہ کیونکر چونچ مین | تنکی ہے کیا زبان تیری سمندر چونچ مین

سوز دل کے تھے مضامین منھ مین چھالے پڑ گئے
لے اڑا نامہ ہمارا جب کبوتر چونچ مین

ساتھ اشکون سے گرا دامن پہ جب لخت جگر
لے لیا بلبل نے اُسکو گل سمجھکر چونچ مین

آگ گلشن کو لگا دے کیون نہ بلبل کی فغان
کس بلا کا سوز ہے اللہ اکبر چونچ مین

منھ سے بلبل کے نہ نکلا وصل گل مین اک حرف
تھے بھرے شکوے گو دفتر دفتر چونچ مین

سوز ہجر گل سے ہین بلبل کے لب پر آبلے
پھول کے بدلے نظر آتے ہین اخگر چونچ مین

ہے زمین بیکار عاصی اور مہمل ہر ردیف
کار بیکاران ہے کہنا اے برادر چونچ مین

جمع دولت کا خیال اچھا نہین
اس تصور کا مآل اچھا نہین

جب بڑھا دست طلب عزت گھٹی
اہل غیرت کو سوال اچھا نہین

آدمی کا ظاہر و باطن ہو ایک
منھ پہ خوش دل مین ملال اچھا نہین

حب دنیا دل مین اور پھر حب حق
میل ہو جسمین وہ مال اچھا نہین

راستبازی سے تو ہو صیاد خلق
مکر کا دھوکے کا جال اچھا نہین

حسن سیرت کا فدائی رہ مدام
عشق زلف و خط و خال اچھا نہین

تو نہ بو تخم ہی ظاہر ہے یہہ
تلخ پھل دے جو نہال اچھا نہین

غیر کے حق مین تصرف ہے حرام
سچ ہے یہہ چوری کا مال اچھا نہین

کام وہ کر جسمین نفع خلق ہو
اپنی راحت کا خیال اچھا نہین

جسمین اپنے دین کا نقصان ہو
یاد رکھنا وہ کمال اچھا نہین

دیکھ لو وصف منافق ہے یہی
خلق اچھے دل کا حال اچھا نہین

گر ترقی قوم کی منظور ہے
باہمی جنگ و جدال اچھا نہین

درد دل جاتا رہے تو کیا مزا
زخم دل کا اندمال اچھا نہین

جس سے نکلے کام اپنا اُس سے کہہ
ہر کسی سے عرض حال اچھا نہین

صحبتِ پاکان مین رہ عاصیؔ مدام
خوش جمالون کا وصال اچھا نہین

آدمِ خاکی خدا ہوتا نہین
عکس سے اصل آئینہ ہوتا نہین

دشت پیما ہر کوئی پیر ضعیف
خضر سا رہنما ہوتا نہین

عمر بھر بھی ہم کرین گر بندگی ہ
حق عبادت کا ادا ہوتا نہین

ہو نہ آلائش سے جبتک پاک دل
جلوہ گاہِ کبریا ہوتا نہین

کشفِ اسرارِ خدائے ذوالجلال
بے طریق مصطفےٰ ہوتا نہین

ہو نہ جبتک مرشدِ کامل کا فیض
صاف دل کا آئینا ہوتا نہین

تو ہے ایسا دل نشین تیرا خیال
ایک لحظہ بھی جدا ہوتا نہین

دیکھکر صورت تری ای رشک حور
کون تجھپر مبتلا ہوتا نہین

اہل عالم سے نہ کر تو التجا
حاجتی حاجت روا ہوتا نہین

تو گداز دل سے پیدا حال کر
قال سے کچھ عاصیا ہوتا نہین

کیا لطف تھا شکار کا وصل نگار مین
تھا یار میرے دام مین مین دام یار مین

ہے جو مزہ تصورِ مژگانِ یار مین
وہ لذت خلش ہی کہان نوک خار مین

روشن ہین پہلوؤن مین جو داغ و دلِ جگر
دو چاند جلوہ گر ہین ہمارے مزار مین

ساقی پلا دے وہ مئے عشقِ محمدی
دو نامزا ہو نشہ سے جسکے خمار مین

کیا آگیا خیال کسی گلعذار کا
جوش بہار ہے جو دلِ داغدار مین

اِک بے وفا گیا تو گیا باوفا ملا
دل کی جگہ ہے یار ہمارے کنار مین

اللہ رے مرتبہ ترے کشتے کا بعد مرگ
جنت سے لینے آئی ہین حورین مزار مین

اے خضر خطِ سبز سے ملجائے گا پتہ
ہے چشمۂ حیات اسی سبزہ زار مین

دونون طرف تصورِ کاکل کو دیکھئے
ہے یار میری چشم مین مین چشم یار مین

سوز و گداز دلمین ہون مصروف ناصحا
فرصت ہے کسکو سُننے کی اس کاروبار مین

اشکون کے ساتھ گرتے ہین آنکھون سے لختِ دل
یاقوت کے نگینے ہین موتی کے ہار مین

چھٹتا ہے آج روضۂ اقدس ہزار حیف
بُلبُل چمن سے جاتا ہے فصلِ بہار مین

بیخود دل و جگر ہین الٰہی مین کیا کرون
یہہ اختیار مین ہے نہ وہ اختیار مین

ناہم فراقِ یار نے سینہ جلا دیا
اِک آگ لگ گئی ہے دلِ بیقرار مین

لختِ دل و جگر مین کرون جمع کس طرح
کچھ زیر پائے یار ہین کچھ زلف یار مین

آفت مجھے قبول مصیبت مجھے قبول
رہجاؤن خاک ہُوکے مگر کوئے یار مین

سوزِ غم فراق مدینہ ہے یارسول
جاتی ہے لیکے نور سے تقدیر نار مین

جوشِ کرم جو دیکھ لے اپنے کریم کا
پیدا ہو یاس کیون دلِ امیدوار مین

عاصی کو دیکھ لین نظر رحم سے گر آپ
ہوجائے غرقِ رحمتِ پروردگار مین

کس کا دل آج داغدار نہین
کس کی آنکھ آج اشکبار نہین

تیغ بیداد سے زمانے کی
کون ہے وہ جو دلفگار نہین

مثل سیماب مال و دولت کو
ایک کے ہاتھ مین قرار نہین

فکر کرتے ہیں سو برس کی مگر — ایک دم کا بھی اعتبار نہیں
بیگناہوں کو بھی ندامت ہے — تو گنہ کر کے شرمسار نہیں
اسنے ہراک سے بیوفائی کی — سچ ہے دنیا کا اعتبار نہیں
ہے تیرے پاس گر خزانۂ علم — تجھ سا دنیا میں مالدار نہیں
دولتِ حسن پر نہ ہو مفتوں — یاد رکھنا یہہ پائیدار نہیں
اسکی حالت پہ ہے ہزار افسوس — جس کو فکرِ مآلِ کار نہیں
جو غرض کیلئے ہیں ابن الوقت — انکا دنیا میں کچھ وقار نہیں
ہم سے ہی فخر ہے زمانے کو — اس سے ہم کو کچھ افتخار نہیں
ہیں ہراک قوم میں بُرے اچھے — کیا درختوں میں گُل کے خار نہیں
راستبازی کو کر اسیرِ دام — اس سے بہتر کوئی شکار نہیں
کس کس احسان کا ادا ہو شکر — حق کے احسان کا شمار نہیں

زادِ عقبیٰ کی فکر کر عاصیؔ
زندگی کا کچھ اعتبار نہیں

تمھاری فرقت میں جانِ عالم ہم اپنے دل کو جلا رہے ہیں
تڑپ رہے ہیں پھڑک رہے ہیں ہزاروں صدمے اٹھا رہے ہیں
لبوں پہ جانِ حزیں ہے آئی مراد دل کی ہوی نہ پوری
کوئی یہہ کہتا کہ چل مدینہ تجھے محمدؐ بلا رہے ہیں
نہ سمجھو جسم کثیف لیکر مدینے پہونچیگا عاصیؔ کیونکر
پہونچ ہی جائینگے اک نہ اکدن ہم اپنی ہستی مٹا رہے ہیں

دکن میں کب تک پڑا رہوں میں یہ بگڑی تقدیر کب بنیگی
کہ حسرت آتی ہے یاالٰہی ہزاروں طیبہ کو جا رہے ہیں

وہاں تھی شانِ جلال ظاہر کلیم غش میں جو آگئے تھے
یہاں ظہورِ جمال دیکھو وہ اپنی صورت دکھا رہے ہیں

ہوئے ہیں وہ بام پر برآمد خدا ہی حافظ ہے جان و دل کا
میں رو کے آنسو بہا رہا ہوں وہ ہنس کے بجلی گرا رہے ہیں

ہمیں ہے دن رات بیقراری کہ حد سے گزرا ہے انتظار اب
نہ آیا پیغامِ یار لیکن اجل کے پیغام آ رہے ہیں

انہیں سے ہے دیر کی بھی رونق انہیں سے آبادی حرم بھی
بدل کے دونوں جگہ وہ صورت ہر اک کو جلوہ دکھا رہے ہیں

نہ پوچھو کیسی گزر رہی ہے تمہاری فرقت میں زندگانی
دل و جگر کو جلا رہے ہیں مزے محبت کے پا رہے ہیں

ہوا جو محشر میں میں پریشاں تو بولے قدسی نہ ہو ہراساں
کہ جن پہ مرتا تھا عاصیا تو وہ اب حمایت کو آ رہے ہیں

نہ پوچھو جگر خستہ کیا کر رہے ہیں
جفا سہہ رہے ہیں وفا کر رہے ہیں

نہیں دیکھتے شرم سے آئینہ کو
وہ اپنے سے بھی اب حیا کر رہے ہیں

ذرا دیکھنا انکے ابرو کے خنجر
اشارہ نہیں کارِ قضا کر رہے ہیں

چھڑکتے ہیں زخمِ جگر پر نمک وہ
یہ بیمارِ غم کی دوا کر رہے ہیں

تڑپتے ہیں مقتل میں بسمل ہزاروں
ترے حق میں قاتل دعا کر رہے ہیں

بھروسہ شفاعت پہ ہے ہمکو عاصی
اُمید کرم پر خطا کر رہے ہیں

جسکو ہم اپنا مال کہتے ہیں
عاقل اسکو وبال کہتے ہیں

علم کو سب جہاں کے اہل خرد
دولتِ لازوال کہتے ہیں

فکر اصلاح قوم ہے جنکو
انکو روشن خیال کہتے ہیں

ظاہری خلق پر کسی کے نہ جا
اسکو دھوکے کا جال کہتے ہیں

تو خیانت نکر امانت میں
اسکو چوری کا مال کہتے ہیں

آج عنقا ہیں وہ زمانے میں
جنکو اہل کمال کہتے ہیں

ابتدا کر تو سوچ کر انجام
اسکو فکر مآل کہتے ہیں

ہیں وہی شاعروں میں نام آور
شعر جو حسب حال کہتے ہیں

حسن پر اسکے ہیں جوان مفتوں
جسکو سب پیر زال کہتے ہیں

بے خبر اپنے حال سے جو ہیں
انکو ارباب حال کہتے ہیں

ذات محبوب میں فنا ہونا
اسکو عارف وصال کہتے ہیں

اہل عقل اتفاق کو عاصی
رحمتِ ذوالجلال کہتے ہیں

جو گنہ کر کے ناز کرتے ہیں
در دوزخ کو باز کرتے ہیں

وہ کہ جن کو نہیں شعور ذرا
عقل پر اپنے ناز کرتے ہیں

جسکو عادت پڑی ہو غیبت کی
اُس سے سب احتراز کرتے ہیں

اُنسے کہتے ہیں راز کب عاقل
جو کہ افشاء راز کرتے ہیں

ڈھونڈتا ہے کون مہماں کو — یہہ مسافر نواز کرتے ہیں
جنکی آنکھوں پہ ہے حجاب وہی — نفس سرکش سے ساز کرتے ہیں
رہ کے دنیا میں پھر الگ اس سے — کام یہہ پاک باز کرتے ہیں

کبر پر جن کو ناز ہے عاصی
کب وہ ظاہر نیاز کرتے ہیں

یا رحمۃ للعالمیں بہر خدا رحمے بمن — اے مالک دنیا و دیں بہر خدا رحمے بمن
ذات تو آمد در جہاں بہر نجات عاصیاں — ہستی شفیع المذنبیں بہر خدا رحمے بمن
اے سرور عالی نسب بہر عجم یا عرب — سر تاج و فخر المرسلیں بہر خدا رحمے بمن
گشتم ضعیف و ناتواں بے حد بجوشی آرام جاں — آمد بلب جاں حزیں بہر خدا رحمے بمن
اے مظہر نور خدا شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ — اے ہبط روح الامیں بہر خدا رحمے بمن
سردار خیل گلرخاں فرمانروائے ملک و جاں — محبوب رب العالمیں بہر خدا رحمے بمن
از جور این چرخ کہن پامال گشتم شاہ من — چشمے کن تا حالم ببیں بہر خدا رحمے بمن
آں روز کے آید مرا کز عجز یا خیر الوریٰ — سایہ بدرگاہت جبیں بہر خدا رحمے بمن
نامم تو یا خیر الامم در کار ہر یک غم — شیریں تر از قند و انگبیں بہر خدا رحمے بمن

ایں عاصی بے دست و پا اے پادشاہ دل ربا
دارد تمنائے ہمیں بہر خدا رحمے بمن

سیر چمن مکن مکن سیر دل فگار من — لالہ و گل ہمیں ببیں سینہ و اعذار من
زلف بہ رخ مکش مکش تیغ نگاہ ناز را — پردہ نشیں مشو مشو آفت روزگار من
حرف دگر مخواں بخواں خط او حدیث لب — قصہ کس مگو بگو قصہ زلف یار من

روئے کسے مبیں پس ای دلِ من حزیں … هوش کسے مبر بہ صبر من و قرار من

کام ز کس مجو بجو از لبِ یار عاصیا
پیش کسے مرو بہ رو بر درِ آں نگار من

آمد چو بدل یاد رخِ سیم تنِ من … چوں مهر منوّر شده داغِ کهنِ من
رضواں بکند انصاف و ببیند چه بود داغ … سرسبز بود باغ تو یا این چمنِ من
کردم چو بیاں وصف لبِ لعل شکربار … از قند فزوں تر شده شیرین سخنِ من
داری دهن و جای سخن نیست چه گویم … شد غنچه رهائی تو مهرِ دهنِ من
از تابش سوزِ جگر و درد و فغانم … چوں کاغذ آتش زده شد پیرهنِ من
بیچاره‌ام و در خویش کنم سیرِ دو عالم … پیوسته بود لطفِ سفر در وطنِ من
گو دست بکار است گر قلب بیار است … صد لذّتِ خلوت بود اندر انجمنِ من
خجلت زده ایم ز گنه بر درِ ای دوست … گردید نقابِ رخِ من خود کفنِ من
در زمرهٔ خدام سگانِ تو رسیدیم … شاید شود اندر سرِ کویت وطنِ من

عاصی مکن اندیشه ز عصیاں که ببخشد
از لطف و عنایات شہِ ذو المننِ من

خداوندا طفیلِ مصطفےٰ رحمے بحالِ من … کہ بس نقصاں ز عصیانم رسید در کمالِ من
اگرچه پیش ازیں پرے زدم در عالمِ لاهوت … ز نفسِ بد هم اکنوں بسته پر و بالِ من
سیه کار و سیه بختم ز کارِ خویش رو گرداں … ز جرمِ بے عدد گیتی نمی دارد مثالِ من
پشیمان و پریشانم ز بیمِ کثرتِ عصیاں … نمی دانم که چوں گویم بتو رنج و ملالِ من
خجالت را شفیعِ جرم آوردم به پیشِ تو … مبیں بر قهرِ خود یا رب نظر بر انفعالِ من

چو کردی از کمالِ رحمت آغازِ سخن بهتر / بلطفِ خویش یارب نیک گردان حالِ من

هزاران شکرِ احسانت خداوندا که دستم را / رسانیدی بداماں شہِ حسن و جمالِ من

زہے سلطانِ خوباں پادشاہِ کشورِ دلہا / فدائے یک نگاہِ دلربایش جان و مالِ من

کریم و رحمۃ للعالمین چوں ہست نامِ او / گدائے بینوایم او ہمی داند سوالِ من

غلامِ درگہِ اویم فروغے بر جبیں دارم / سلیماں رشک می آرد بریں جاہ و جلالِ من

بکویش ساعتے خاکم زبر بادی نمی ماند / ندانم چیست حالِ چرخ را از پایمالِ من

تصدق می شود بے ساختہ جان و دلم عاصی / نمی دانم کہ جلوہ کردہ ماہے در خیالِ من

سرِ عرش بر آستانِ حسین / زہے عظمت و عز و شانِ حسین

مہ و مہر کردند کسب و ضیا / ز نورِ رخِ دلستانِ حسین

معطر ہمہ دشتِ کرب و بلا / ز گیسوئے عنبر فشانِ حسین

کراہست یارائے توصیفِ او / خدا چوں بود رتبہ دانِ حسین

زبانِ الٰہی زبانِ رسول / زبانِ محمد زبانِ حسین

گرفتند حر را بہ آغوشِ حور / زہے رتبہ میہمانِ حسین

بہ بادِ سمومِ تظلم بہ بیں / چہ تاراج شد گلستانِ حسین

سبق برد صبرش بہ جور و جفا / کہ بد در وفا امتحانِ حسین

بہ دوزخ رود دشمنِ اہلبیت / بہ جنت ہمہ دوستانِ حسین

جگر چاک سازد غمش عاصیا / کند پارہ دل داستانِ حسین

کسی مہ رو کا داغِ عشق دل پر لیکے جاتے ہیں
سرِ محشر ہم اک خورشید محشر لیکے جاتے ہیں

اڑینگے ہوش حوروں کے ہم اپنے غنچۂ دل میں
چھپا کر نکہتِ زلفِ معنبر لیکے جاتے ہیں

نہالِ غم رہینگے سبز و خرم دل کے گلشن میں
تری محفل سے جاناں دیدۂ تر لیکے جاتے ہیں

نہو گا محفلِ عشرت سے کم کنجِ مزار اپنا
تری تصویر دل میں اے گلِ تر لیکے جاتے ہیں

غبارِ کوچۂ دلدار کو اکسیر کہتے ہیں
یہیں کی خاک اکثر کیمیاگر لیکے جاتے ہیں

ستائیگا تصور یار کے مژگان و ابرو کا
جگر میں تیر و نشتر دل میں خنجر لیکے جاتے ہیں

رواں ہے جذبِ دل کے تار برقی پر پیام اپنا
کہیں عشاق کا نامہ کبوتر لیکے جاتے ہیں

تڑپنے دو پھڑکنے دو ذرا ٹھیرو خفا کیوں ہو
ہم اپنے دل کے ٹکڑے بندہ پرور لیکے جاتے ہیں

شفیعِ عاصیاں کے بل پہ ہم سوئے عدم عاصی
جہاں سے بارِ عصیاں اپنے سر پر لیکے جاتے ہیں

میرے نامہ بر میرے نالے ہوئے ہیں
کبوتر یہ سینے میں پالے ہوئے ہیں

پھریں رات دن بھر و میں کیوں نہ دربدر
کہ محفل سے اُنکے نکالے ہوئے ہیں

نظر اہلِ محفل کی کس پر پڑی ہے
جو ہاتوں سے دل کو سنبھالے ہوئے ہیں

سوئے میکدہ کون مست آج آیا
کہ اٹھ اٹھ کے صدقے پیالے ہوئے ہیں

کیا ضبط نالوں کو دل نے تو آخر
اثر کر کے کلیجے میں چھالے ہوئے ہیں

بتوں کو جو مندر میں کرتے تھے سجدہ
حرم میں وہ اللہ والے ہوئے ہیں

رہے حسرتِ دید میں تا کہ طالب
نقاب اپنے رخ پر وہ ڈالے ہوئے ہیں

رہِ عشق میں کوئی بہکائیگا کیا
بہت سے میرے دیکھے بھالے ہوئے ہیں

جو لکھے ہیں نعتِ نبی میں قصیدے
وہ خلدِ بریں کے قبالے ہوئے ہیں

الٰہی میں کیا دیکھوں اعمال نامہ | گنا ہوں سے اوراق کالے ہوئے ہیں

بچالو جہنم سے سرکار ان کو
کہ عاصی تمہارے حوالے ہوئے ہیں

بہ میخانہ آ جام مے نوش کن
بیانداز تسبیح و زنار را
منہ گوش بر گفتۂ زاہداں
غلامیِ پیرِ مغاں سروریست
چو خواہی کہ بینی تو مردانِ حق
خرد را بیانداز دریائے خم
چو خواہی کہ حاصل شود مدعا

غمِ دین و دنیا فراموش کن
بکف جام بینا در آغوش کن
سخنہائے پیرِ مغاں گوش کن
تو ایں حلقہ را در بنا گوش کن
نگاہے بہ رندانِ پر جوش کن
فدائے سرِ جام مے ہوش کن
دعا ہا ز لب ہائے خاموش کن

خطا ہائے عاصی ہمیں واعظا
نظر بر عطائے خطا پوش کن

شوخیِ نظر کی شوخ ستمگر سے کیا کہیں
جس دل پہ ناز تھا ہمیں وہ انکا ہو چکا
ہونا تھا قتل ہو چکے اب کیا کہے حشر میں
جب ہو جنوں کا جوش تو فصاد کیا کرے
آیا جواب خط کہ ہم آ نہ سکے پھر کبھی
دیکھیں نہ ہو جو درد تو کیونکر ہو آنکھ نم
کیونکر شب وصال میں قاتل نے جان لی

فتنے کا حال فتنۂ محشر سے کیا کہیں
جب دل ہی بیوفا ہو تو دلبر سے کیا کہیں
اتنی سی بات داورِ محشر سے کیا کہیں
رگ رگ پھڑک رہی ہو تو نشتر سے کیا کہیں
سمجھائیں کیونکر اب دلِ مضطر سے کیا کہیں
خالی ہوئے ہے شیشہ تو ساغر سے کیا کہیں
پردے کی بات داورِ محشر سے کیا کہیں

چھپاتے ہین سونگھ کے مشکِ ختن کی بو
شرم آتی ہے کہ زلف معنبر سے کیا کہین

عصا جواب دین تو ہے تدبیر زیست ہیچ
کشتی ہی ٹوٹ جائے تو لنگر سے کیا کہین

سنتا ہے کون عاشق بیکس کی التجا
قاتل ہی جب نہ مانے تو خنجر سے کیا کہین

افسردہ دلِ جگر ہون تو آہون کا کیا قصور
مرجھائین خود ہی پھول تو صرصر سے کیا کہین

کہتا ہی جوش عشق کہ حاجت روا ہین بت
ہم دلمین سوچتے ہین کہ پتھر سے کیا کہین

چاہے جو تو تو حیلۂ تقدیر کچھ نہین ؛
تیری رضا نہو تو مقدر سے کیا کہین

چلتی نہین زبان اب اے خجلت گناہ
تو ہی بتا کہ داورِ محشر سے کیا کہین

عاصی طواف کعبہ مین آیا ہمین خیال ؛
بتخانہ جاکے اُس بت خودسر سے کیا کہین ؛

ردیف واؤ

محمدؐ تم شہ دنیا و دین ہو ؛
کریم و رحمۃ للعالمین ہو ؛

حسین ہو نازنین ہو مہ جبین ہو
ہمارے خاتم دل کے نگین ہو

نہین تمسا کوئی خالق کو پیارا
تمھین محبوب رب العالمین ہو

تمھارا مرتبہ سب سے ہے اعلیٰ
خدا کے بعد عالم مین تمھین ہو

تمھین آنکھون مین ہو اہل نظر کی
تمھین ارباب دلکے دلنشین ہو

کوئی اُس دلکا کیا رتبہ بتائے
رسول پاک جسکے تم مکین ہو

نبی جب نازنین صورت تمھاری
تو نازان کیون نہ صورت آفرین ہو

نظر مین جس کی روضہ ہے تمھارا
وہ کیون مشتاق فردوس برین ہو

مزا اچھا جبہ سائی کا ملیگا — وہ سنگِ در ہو اور میری جبین ہو
مدینے مین الٰہی جلد ہو نچا — بسر ہیہ زندگی میری وہین ہو
یہان کی نعمتون کو بھول جاؤن — میسر گر وہان نانِ جوین ہو
دکن مین ہو نہ میری خاک برباد — مرا مدفن مدینے کی زمین ہو

بہر صورت بچے دوزخ سے عاصی
کرم اتنا شفیع المذنبین ہو

تمھین سردار کل یا مصطفےٰ ہو — تمھین دونون جہانکے پیشوا ہو
حسین ہو مہ جبین ہو خوش ادا ہو — خداوند جہان کے دلربا ہو
تمھین سے ہین منور دونون عالم — تمھین کونین مین جلوہ نما ہو
نہ ہو سایہ تمھارا تو عجب کیا — کہ خود تم سایۂ ذات خدا ہو
کلام من رآنی سے ہے ظاہر — کہ مرآت جمال کبریا ہو
تمھین ہو باعثِ ایجاد عالم — تمھین اصل وجود ماسوا ہو
مریضانِ محبت کے ہو عیسیٰ — قلوب دردمندان کی دوا ہو
کرین تعریف کس کس عضو کی ہم — سراپا جلوۂ نور خدا ہو
نہ کیون روح الامین پروانہ ہو — کہ تم شمع حریم کبریا ہو
تمھاری خاک پاک آنکھون مین اپنی — اگر انکھی لگائے تو ضیا ہو
اسے پروا ہے کیا شاہون کی مولا — تمھارے آستان کا جو گدا ہو
وہ کیون دیکھے نہ احمد مین احد کو — نظر سے جس کی پردا اٹھ گیا ہو
مدینے کو ابھی آجائے عاصی — شہنشاہ دو عالم تم جو چاہا ہو

یارب مری جان جسم سے اسوقت جدا ہو
جب پیش نظر شکل رسول دوسرا ہو

جب تک رہے دل عشق محمد رہے اسمین
جب تک رہے سر سر سے یہہ سودا نہ جدا ہو

قطعه

اس طرح سے آؤن مین تیرے سامنے یارب
جسوقت کہ ہنگامہ قیامت کا بپا ہو

نغمه ہو میرے لب پہ تیری حمد و ثنا کا
اور ہاتھ مین دامان رسول دوسرا ہو

حسرت یہی ارمان یہی شوق یہی ہے
مین ہون دل مضطر ہو مدینے کی فضا ہو

کیا اگرے خورشید قیامت کا اُسے ڈر
جو آتش عشق شه طیبه مین جلا ہو

درخدمت سلطان رسل عرض کن از من
طیبه مین گذر گر تیرا اے باد صبا ہو

با حال پریشان یہ دکن ہست غریبے
اسپر میرے آقا نظر لطف و عطا ہو

آنکھون کی تمنا ہے کہ جو مین در اقدس
اور دل کی یہہ خواہش ہے کہ روضے پہ فدا ہو

یارب تو بنا ئیں کو سگ کوے محمد
اک لحظه دریاک سے عاصی نه جدا ہو

طالب کا اپنے یار طلبگار کیون نهو
بینا ہو اپنے آنکھ تو دیدار کیون نهو

بن جائے دل جو آئینه اُسکے جمال کا
آنکھون مین اپنے جلوه کا دیدار کیون نهو

دکھلائے اک جھلک جو وه اپنے جمال کی
عالم تمام مطلع انوار کیون نهو

وه بتلائے زلف مین یہه بتلائے رخ
حجت میان کافر و دیندار کیون نهو

رکھتے ہین تیرے عشق کے دلبر ہزار داغ
سینه ہمارا غیرت گلزار کیون نهو

اس تیغ مین ہے جوہر الفت کی کیا بہار
عاشق شہید ابروے خمدار کیون نهو

اچھا مریض عشق تو ہوتا نہین مگر
تم پوچھ لو تو اچھا وه بیمار کیون نهو

رحمت کو ہے ہمیشه گنہگار کی تلاش
محشر مین عاصیون کی خریدار کیون نهو

محروم رہ گیا ہو جو وصلِ حبیب سے	فرقت مین اپنی جان سے بیزار کیون نہو
خون رو رہی ہے آنکھ تو جائے عجب نہین	زخمی دل و جگر ہون تو خونبار کیون نہو
پھر بھی رہیگا ملنے کا عاشق کو اشتیاق	وصلِ حبیب ہونیکو سو بار کیون نہو

عاصیِ غریق بحر خجالت کو دیکھ کر
محشر مین جوش رحمت غفار کیون نہو ؎

جاتے ہین ساتھ لیکے دل داغدار کو	گلزار ہم بنائینگے اپنے مزار کو
وہ کرکے پائمال ہمارے مزار کو	کہتے ہین سربلند کیا خاکسار کو
آئی چمن مین یاد کسیکی وہ مست چال	لپٹا لیا گلے سے نسیم بہار کو
گستاخ ہو گئی ہر کچھ ایسی نگاہِ شوق	بڑھ بڑھ کے چوم لیتی ہے رخسار یار کو
محتاج رہبری نہین تیر نگاہِ یار	صیاد ڈھونڈ لیتے ہین اپنے شکار کو
اللہ رے وقار کہ سرمے کیواسطے	حورون نے لی لیا مرے مشتِ غبار کو
ایکدم بھی زلزلون سے زمین کو ملا نہ چین	رکھا جو زیر خاک دلِ بیقرار کو
کیا دلکشا ہے روضۂ سرکار کی ہوا	شرمندہ کر رہی ہے نسیم بہار کو

کیا رحم ہے کہ عاصیِ نادم کو دیکھ کر
ہوتا ہے جوش رحمتِ پروردگار کو

جلوہ کس نے یہ سرِ بام دکھایا مجھکو	ہوش اڑا کر میرے دیوانہ بنایا مجھکو
جتنی آئی تھی شب وصل مرے لب پہ ہنسی	اس سے بڑھکر تیری فرقت نے رلایا مجھکو
صبح تک فرقت دلدار نے سونے نہ دیا	رات بھر درد نے اٹھ اٹھ کے جگایا مجھکو
ان کی زلفون کا گلہ کیا ہو مرے دلکا قصور	اسی کمبخت نے آفت مین پھنسایا مجھکو

کیا گزرتی ہے میرے جان پہ کیا عرض کروں
آپ کے ہجر نے مٹی میں ملایا مجھکو

چتر شاہی کی نہ ہے ظلِ ہما کی خواہش
ہو میسر تیری دیوار کا سایا مجھکو

جب مدینہ نظر آیا تو کہا یہ دل نے
آج اللہ نے فردوس دکھایا مجھکو

ہے دعا شام و سحر عاصیِ محزوں کی یہی
جلد پہونچا دے مدینے میں خدایا مجھکو

سکون ہوتا ہی روئے نبی قلبِ مضطر کو
دعائیں دیتا ہوں میں اپنے دیدۂ تر کو

دکھا کے گرمیِ حسنِ رخِ پیمبر کو
خجل کریگے قیامت میں مہرِ محشر کو

یہی ہوس یہی ارماں ہے دیدۂ تر کو
الہٰی دیکھ لوں پھر روضۂ منور کو

یہی ہے کعبۂ مقصود دو جہاں لاریب
کہ تک رہی ہے ہر اک کی نگہ تیرے در کو

تمھارے دستِ کرم پر ہی یوں نظر سب کی
کہ جیسے تکتا ہے مفلس کوئی تونگر کو

جلائیگا تیرے میخوار کو جہنم کیا
کہ آگ لگتی ہے مشکل سے دامنِ تر کو

گرا جو قطرۂ اشکِ ندامت آنکھوں سے
ڈبو دیا میرے عصیاں کے سارے دفتر کو

ہو جو سینے میں آتش تو دل رہے بےچین
کہ آگ ہی میں تو آرام ہے سمندر کو

ابھی ابھی تو یہ طوفاں اٹھا کے بیٹھے ہیں
خدا کے واسطے چھیڑو نہ دیدۂ تر کو

یہ کس حسینِ دو عالم کی آمد آمد ہے
کہ جبرئیل بچھاتے ہیں اپنے شہپر کو

دکھائیگا یہی آئینہ یار کا جلوہ
تو پہلے صاف تو کر لے دلِ مکدر کو

شفیعِ روزِ جزا پھر بلائینگے عاصی
کہ یاد رہتی ہے بندوں کی بندہ پرور کو

غلامِ شافعِ عصیاں کو فکر کیا عاصیؔ
وہ روزِ عید سمجھتا ہے روزِ محشر کو

یا محمد نیست کس همتائے تو ‏ بندهٔ ما خدا شیدائے تو
چوں نه نازد خالق یکتائے تو ‏ آفرید از ناز سر تا پائے تو
از تو میخواهیم ما عشق خدا ‏ از خدا خواهیم ما سودائے تو
جبرئیل و صد چو او سجده کناں ‏ پیش طاق ابروئے زیبائے تو
کے کند با تو قیامت همسری ‏ او کنیز قامت رعنائے تو
آں مه حسنی که یابد دو جہاں ‏ نور جاں از تابش سیمائے تو
از نگاہے سوختی دلهائے ما ‏ آفریں بر نرگس شہلائے تو
زاهد ما ئیم و کوئے دلربا ‏ تو و سیر جنت الماوائے تو
گشت زلفت لیلة المعراج ول ‏ قاب قوسین ابروئے زیبائے تو

چند پرسی در چه حالی عاصیا
گوشهٔ تنهائی و غمهائے تو

رشک چمن کوئے تو غیرت گل روئے تو ‏ غیرت گل روئے تو رشک چمن کوئے تو
روئے دلم سوئے تو سوئے جہاں روئے تو ‏ سوئے جہاں روئے تو روئے دلم سوئے تو
خار و خس کوئے تو زینت خلد بریں ‏ زینت خلد بریں خار و خس کوئے تو
سایهٔ گیسوئے تو پردهٔ بیت الحرم ‏ پردهٔ بیت الحرم سایهٔ گیسوئے تو
آئینه روئے تو ایں دل حیران من ‏ ایں دل حیران من آئینه روئے تو
قامت دلجوئے تو طوبیٰ باغ جناں ‏ طوبیٰ باغ جناں قامت دلجوئے تو
خاک سر کوئے تو غازهٔ روئے بتاں ‏ غازهٔ روئے بتاں خاک سر کوئے تو
سلسلهٔ موئے تو تار رگ جان من ‏ تار رگ جان من سلسلهٔ موئے تو

صورت نیکوئے تو مصحف اہلِ صفا
مصحف اہلِ صفا صورت نیکوئے تو

لعل سخن گوئے تو رشکِ دمِ عیسوی
رشکِ دمِ عیسوی لعل سخن گوئے تو

نرگس جادوئے تو فتنۂ اہلِ نظر
فتنۂ اہلِ نظر نرگس جادوئے تو

در صفت خوئے تو خلقِ عظیم آمدہ
خلقِ عظیم آمدہ در صفت خوئے تو

ہست سگ کوئے تو عاصی بیدست و پا
عاصی بیدست و پا ہست سگِ کوئے تو

دعاؤں میں اتنا تو یارب اثر ہو
مرا سر ہو اور یار کا سنگِ در ہو

جو خالی ہو اغیار سے منزلِ دل
تو محبوب کا کیوں نہ اسمیں گذر ہو

اُسی کا نظر آئیگا جلوہ ہر جا
اگر لائقِ دید تیری نظر ہو

خبر اسکو دلدار کی کیا ملیگی
حقیقت سے جو اپنی ہی بیخبر ہو

ہے دونوں جگہہ جلوہ حضرت تمہارا
نہیں فرش پر ہو نہیں عرش پر ہو

خدا جانے کیا ہے حقیقت تمہاری
بظاہر اگرچہ بشکلِ بشر ہو

مصفا تو اسطرح رکھ اپنے دل کو
کہ یار آنے جانے کے قابل یہ گھر ہو

نظر آئینگے چشمِ تر کے کرشمے
اگر نوکِ مژگاں پہ لختِ جگر ہو

رہیگا نہ تاریک مرقد ہمارا
چمکتا جو پہلو میں داغِ جگر ہو

اُسے حاصلِ زندگانی ہے سمجھو
یہہ عمرِ دو روزہ دیں گر بسر ہو

صبا حال میرا کچھ اس گل سے کہنا
اگر باغِ یثرب میں تیرا گذر ہو

جہنم کی آتش سے بچ جائے عاصی
جو تیری عنایت کی اسپر نظر ہو

تم نہ عاصی کے کام کو دیکھو ۔۔۔ ہو کریم اپنے نام کو دیکھو
کیوں ہوں میں نا امید رحمت سے ۔۔۔ خود تم اپنے کلام کو دیکھو
اک نگاہِ کرم کا ہے مشتاق ۔۔۔ آقا اپنے غلام کو دیکھو
شربت دید کو تڑپتا ہے ۔۔۔ عاشق تشنہ کام کو دیکھو
میں گنہگار ہی سہی مولا ۔۔۔ اپنے تم فیض عام کو دیکھو
جلوۂ حق جو دیکھنا ہو تمہیں ۔۔۔ روئے خیر الانام کو دیکھو
اُنکے رخسار سے ہے شرمندہ ۔۔۔ آؤ ماہ تمام کو دیکھو
قاب قوسین تک گیا نہ کوئی ۔۔۔ اُنکے اونیٰ مقام کو دیکھو
زلف و رخ کا عجیب جلوہ ہے ۔۔۔ دن کے پہلو میں شام کو دیکھو
خود خدا نے بلایا اپنے پاس ۔۔۔ اُنکے اِس احترام کو دیکھو

شیخ صاحب وہ ہے غفور رحیم
تم نہ عاصی کے کام کو دیکھو

قبلۂ دل کعبۂ جاں روئے تو ۔۔۔ سجدہ گاہِ بیدلاں ابروئے تو
کردہ صد میخانۂ عالم خراب ۔۔۔ یک نگاہ نرگس جادوئے تو
موئے تو شیرازۂ دلہای خلق ۔۔۔ جان عالم بستۂ گیسوئے تو
کشتۂ تیر نگاہت اہل دل ۔۔۔ صید شیراں میکند آہوئے تو
اے گل گلزار حسن و دلبری ۔۔۔ مست شد کونین از خوشبوئے تو
کردہ دل صد چاک جان خویش را ۔۔۔ تا بگردد شانہ گیسوئے تو
از قد طوبیٰ نمیدارم کار ۔۔۔ طوبیٰ لا قامت دلجوئے تو

بار عصیاں ہائے ما بر داشتی — آفریں بر قوت بازوئے تو
گشت نازل آیت خلق عظیم — اے شہ خوباں بشان خوئے تو
روئے تو اے ماہِ عالم سوئے خلق — روئے خلاقِ دو عالم سوئے تو

از رہ الطاف عاصی را طلب
تا نشیند در سگان کوئے تو

ردیف (ہ)

دل گدائے تو یا رسول اللہ — جاں فدائے تو یا رسول اللہ
سرمہ چشم ہائے اہل نظر — خاک پائے تو یا رسول اللہ
مرغ جانم ہمیشہ پرد ہردم — در ہوائے تو یا رسول اللہ
ہست بر لوح جان مشتاقاں — نقش پائے تو یا رسول اللہ
میکشد ناز آفرین جہاں — ناز ہائے تو یا رسول اللہ
مرضی کبریا بود دائم — بر رضائے تو یا رسول اللہ
ہست مملو ہمہ کلام خدا — از ثنائے تو یا رسول اللہ
من چہ گویم کہ کیست پوشیدہ — در قبائے تو یا رسول اللہ
صورت حور را نمی بیند — مبتلائے تو یا رسول اللہ
در جہاں زیستن نمی خواہم — بے لقائے تو یا رسول اللہ
می شود بالیقین اثر قرباں — بر دعائے تو یا رسول اللہ
ہست عاصی دردمند و حزیں — یک گدائے تو یا رسول اللہ

اللہ رے بہار چمنستان مدینہ
رضوان بھی ہے سو جان سے قربان مدینہ

یوں تو ہیں ملائک بھی ثنا خوان مدینہ
پوچھے دل عاشق سے کوئی شان مدینہ

اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں ہمیشہ
سرمے کی جگہہ خاک بیابان مدینہ

اٹھتے ہیں کہیں شور قیامت کے اٹھائے
فارغ غم محشر سے ہیں مستان مدینہ

چشمہ ہے مدینہ کا ہر اک چشمۂ کوثر
طوبیٰ ہے ہر اک نخل بیابان مدینہ

شوریدہ کیا انکو بھی حسن نمکیں نے
حوریں بھی ہیں شیدائے ملیحان مدینہ

رکھا جو قدم گلشن فردوس بریں میں
یاد آئی مجھے صبح گلستان مدینہ

ہے رشک وہ طرۂ حوران بہشتی
ہر خار و خس راہ بیابان مدینہ

ہے طبلۂ عطار ہر اک کوچہ و بازار
یہہ مشک کے نافے ہیں کہ دکان مدینہ

ہے جلوہ گہ خسرو خوبان دو عالم
کیوں ساری خدائی نہو قربان مدینہ

رکھتا ہے مرے دل کو جو بے چین ہمیشہ
ارمان مدینہ ہے وہ ارمان مدینہ

اسطرح مرے دل میں سما جائے الٰہی
گھر بیٹھے کروں سیر گلستان مدینہ

کہتی ہے یہہ امید کہ مایوس نہ ہونا
پھر یاد کرینگے تجھے سلطان مدینہ

تھوڑی سی جگہہ قبر کی عاصی کو الٰہی
ملجائے تہ گوشۂ دامان مدینہ

حباب آسا ہوا ہر اک فنا آہستہ آہستہ
ہوا جب موج زن بحر بقا آہستہ آہستہ

وہاں انکی بڑھی زلف رسا آہستہ آہستہ
یہاں نازل ہوئی سر پر بلا آہستہ آہستہ

مریض غم جو یثرب کو چلا آہستہ آہستہ
گلے ملنے لگی اُسکے شفا آہستہ آہستہ

شراب عشق پینے کو تو پہلے ظرف پیدا کر
پتہ ساقی کا پھر ملجائیگا آہستہ آہستہ

بنا مرہم مرا داغ جگر جل جل کے سینے میں / مرض خود ہو گیا آخر دوا آہستہ آہستہ

قیامت تک نہ ہوش آئی یہی غش میں کہتا ہوں / وہ دیتے ہیں جو دامن کی ہوا آہستہ آہستہ

بنا ہے خنجر بران اشارا انکی ابرو کا / ادا کرنے لگی کار قضا آہستہ آہستہ

ابھی تو مست آنکھیں ہیں ابھی نیچی نگاہیں ہیں / کرینگے سیکڑوں فتنے بپا آہستہ آہستہ

نہیں ہے وجہ جنبش میں لب زخم جگر قاتل / یہ کرتے ہیں ترے حق میں دعا آہستہ آہستہ

جگر تھامے ہوئے وہ آئے ہیں میری عیادت کو / اثر کچھ جذبۂ دل نے کیا آہستہ آہستہ

تڑپنے کا مزا تیر نظر کچھ تو ملے دل کو / گذرنا میرے سینے سے ذرا آہستہ آہستہ

خدا کے سامنے شکوہ نہ کرنا بیوفائی کا / وہ مجھسے کہتے ہیں روز جزا آہستہ آہستہ

ابھی کمسن ہیں کیا جانیں کہ چھپنا کسکو کہتے ہیں / سکھا دیگی انہیں شرم و حیا آہستہ آہستہ

مبارک وحشت دل پھر بہار آئی ہے گلشن میں / صدا دینے لگی زنجیر پا آہستہ آہستہ

صفائی دست قاتل کی کچھ آگے رنگ لائیگی / کہ اب ہونے لگا خون وفا آہستہ آہستہ

گناہوں پر تو اپنے عاصیا آنسو بہایا کر / کہ در رحمت کا وا ہو جائیگا آہستہ آہستہ

گل داغ دے کیوں نہ بوئے مدینہ / کہ سینے میں ہے آرزوئے مدینہ

میں صدقے ترے اے نسیم بہاری / سنگھا دے ذرا لاکے بوئے مدینہ

ان آنکھوں سے پوچھو کہ کیا دیکھتے ہیں / جو رہتے ہیں ہر وقت سوئے مدینہ

نہ کیوں دلکشا ہو بہار اس چمن کی / کہ جنت ہے ہر ایک کوئے مدینہ

چٹکتے نہ غنچے کبھی گلستاں میں / نہ ملتی اگر انکو بوئے مدینہ

فقط میں نہیں ایک محو نظارا / دو عالم کی آنکھیں ہیں سوئے مدینہ

اڑے جاتے ہیں ہوش اہل نظر کے
زہے پرتو حسن روئے مدینہ

جو تسنیم کوثر تمہیں دیکھنا ہو
تو دیکھو سوئے آب جوئے مدینہ

ان آنکھوں کی لیتا ہوں سو سو بلائیں
جن آنکھوں میں ہے عکس روئے مدینہ

تجھے فکر جنت مبارک ہو زاہد
مرے دل میں ہے آرزوئے مدینہ

خدا جانے رہ جاتے ہیں کیوں تڑپ کر
نگاہیں جو اٹھتی ہیں سوئے مدینہ

ہے خورشید سے بھی زیادہ درخشاں
ہر اک ذرۂ خاک کوئے مدینہ

کہوں کیا شب غم کا کیا مشغلہ ہے
مرا دل ہے اور آرزوئے مدینہ

وہ دن پھر میسر ہو مجھکو الٰہی
ان آنکھوں سے دیکھوں میں روئے مدینہ

پھر اس در پہ پھر کرم سے ملا دے
فزوں جس سے ہے آبروئے مدینہ

یہی التجا رات دن ہے الٰہی
بنا دے مجھے خاک کوئے مدینہ

چلو درد دل عرض کر لینگے عاصی
حضور شہ نیک خوئے مدینہ

دکن میں دل نہیں لگتا ہمارا یا رسول اللہ
بلا لو پھر مدینے میں خدارا یا رسول اللہ

نہ دل کو چین ملتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے
نہیں فرقت تمہاری اب گوارا یا رسول اللہ

تمہاری یاد رہ رہ کر کلیجے کو مسلتی ہے
دکھا دو خواب میں روئے دلارا یا رسول اللہ

کہوں کیا خنجر فرقت سے کیا حالت ہوئی میری
ہے دل زخمی جگر ہے پارہ پارہ یا رسول اللہ

یہاں میں رہ نہیں سکتا وہاں آنا بھی مشکل ہے
مجھے عصیاں کی خجلت نے ہے مارا یا رسول اللہ

اسی دم ہو گئیں آسان ساری مشکلیں اسکی
نہیں اخلاص سے جسنے پکارا یا رسول اللہ

سناؤں آپ کو کیا قصۂ درد غم پنہاں
ہے تم پر حال دل سب آشکارا یا رسول اللہ

کراماً کاتبیں عصیاں کے بدلے نیکیاں لکھیں
اگر کر دو اُنہیں تم اک اشارہ یارسول اللہ

امیر دو جہاں تم ہو شفیع عاصیاں تم ہو
ہے عاصیؔ کو تمھارا ہی سہارا یارسول اللہ

مدت سے ہوں میں طالب دیدار مدینہ
بلوالو مدینہ مجھے سرکار مدینہ

میں ہی نہیں مشتاق و طلبگار مدینہ
دلہائے دو عالم ہیں گرفتار مدینہ

ہرگز نہ تجلی مہ خورشید میں ہوتی
پڑتا نہ اگر پرتو انوار مدینہ

سر بیچتے پھرتے ہیں خریدار محبت
کس شان کا بازار ہے بازار مدینہ

پوچھے نہ کوئی حضرت عیسیٰ بھی اگر لوگ
خواہاں دوا ہی نہیں بیمار مدینہ

شہ کو بھی وہاں کی نہیں ملتی ہے گدائی
شاہوں سے بھی بڑھکر ہے پرستار مدینہ

ٹکراتا ہوں سر کو در و دیوار سے اپنے
یاد آتے ہیں جب وہ در و دیوار مدینہ

گنجینۂ اسرار خدا اس کی زمیں ہے
کھلتے نہیں ہر شخص پہ اسرار مدینہ

عاصیؔ نہو مایوس کبھی اُنکے کرم سے
بلوائینگے پھر تجھکو بھی سالار مدینہ

ہے خدا ہی خالق ماسوا زہے شان جل جلالہ
وہی ایک مالک دوسرا زہے شان جل جلالہ
جسے چاہے اسکو بنائے وہ جسے چاہے اسکو مٹائے وہ
ہے اسی کے ہاتھ فنا بقا زہے شان جل جلالہ
کوئی ہو گدا کہ وہ ہے غنی کوئی ہو ولی کہ وہ ہے نبی
سبھی اُسکے در کے ہیں جبہہ سا زہے شان جل جلالہ

وہی لامکاں کا مکیں بھی ہے وہی گرد نون کے قرین بھی ہے
وہی غیر ہے وہی آشنا زہے شان جلّ جلالہٗ

وہی دیر میں بھی صنم بنے وہی کعبے میں بھی خدا بنے
ہے اسیکا جلوہ ہر ایک جا زہے شان جلّ جلالہٗ

کبھی منہ کو اپنے چھپا لیا کبھی رخ بدلکے دکھا دیا
کبھی پردہ رخ سے ہٹا دیا زہے شان جلّ جلالہٗ

پس پردہ گرچہ نہاں ہے وہ مگر اپنی ذات کا آئینہ
رخ مصطفےٰ کو بنا دیا زہے شان جلّ جلالہٗ

کہیں نار ہوکے جلا دیا کہیں نور ہوکے جلا دیا
کہیں قہر ہے کہیں ہے عطا زہے شان جلّ جلالہٗ

کوئی بت پرستی کے شوق میں کوئی حق پرستی کے ذوق میں
کہیں وہ مضل کہیں رہنما زہے شان جلّ جلالہٗ

نہو نا امید کرم سے تو ہیں اگرچہ تیرے گنہ بہت
وہ کریم بھی تو ہے عاصیا زہے شان جلّ جلالہٗ

ہے دل مرا مشتاق تماشائے مدینہ	یارب تو دکھا دے رخ زیبائے مدینہ
اسطرح مرے دلمیں سما جائے مدینہ	جب سر کو جھکاؤں تو نظر آئے مدینہ
ہو جاؤں میں یوں محو تماشائے مدینہ	جس سمت اٹھے آنکھ نظر آئے مدینہ
کیا عرش ہو ہم پایہ مدینے کی زمیں کا	ہاں کنگرہ عرش پہ ہے پائے مدینہ
ہے خار وہاں کا گل مہتاب سے بہتر	خورشید ہے اک ذرہ صحرائے مدینہ

حوران جناں کرتے ہیں پلکوں سے ہمیشہ — جاروب کشی در مولائے مدینہ
حور و شئے نہ کچھ کام نہ جنت سے غرض ہے — رکھتا ہوں فقط دل میں تمنائے مدینہ

کیا خوب کفن ہوگا تیرے واسطے عاشق
ملجائے اگر دامن صحرائے مدینہ

دارم بہ دل خویش تمنائے مدینہ — یارب بہ نمار وضۂ مولائے مدینہ
دارم بہ جگر داغ تمنائے مدینہ — ہر لحظہ بود ورد زباں ہائے مدینہ
زاہد تو و تسبیح و طلبگاری فردوس — ما و سر شوریدہ و سودائے مدینہ
ما در چہ شماریم کہ جبریل امیں را — از ہوش ربود دست تجلائے مدینہ
روشن در و دیوار ز انوار تجلی — ای صل علی حسن دلارائے مدینہ
صد گلشن فردوس اگر لطف نماید — مائل نشود عاشق شیدائے مدینہ
آرام گہ بادشہ ہر دو جہانست — اے صل علی رتبۂ اعلائے مدینہ

ردیف یائے

رہ رہ کے یاد آتی ہے تربت رسول کی — یارب ہو پھر نصیب زیارت رسول کی
بس جائے دل میں یوں مری صورت رسول کی — سر کو جھکاؤں جب تو ہو رویت رسول کی
کل انبیا سے بڑھکے ہے حضرت کا مرتبہ — افضل سب امتوں سے ہے امت رسول کی
تپینگے ہم جو مہر قیامت کی تاب سے — بنکر سحاب آئیگی شفقت رسول کی

زخمی جگر ادھر ہے تو بسمل ادھر ہے دل
خنجر کا کام کرتی ہے فرقت رسول کی

مقصود رحم تھا کہ جو آسان ہو گئی
ساری شریعتوں سے شریعت رسول کی

تنہا رہینگے حشر میں کیا ہم گناہ گار
گھیرے رہیگی سب کو حمایت رسول کی

کیونکر نہ ہمکو انکے مقدر پہ رشک ہو
دن رات دیکھتے تھے جو صورت رسول کی

بے اسکے راستہ نہیں ملتا نعیم کا
مفتاح باب خلد ہے الفت رسول کی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اتنی سمجھ میں آئی فضیلت رسول کی

ہم کیا کہیں کہ کون ہے انکے لباس میں
اللہ جانتا ہے حقیقت رسول کی

زاہد یہ بات فخر کے قابل ہو یا نہیں
عاصی کے واسطے ہے شفاعت رسول کی

عیاں ہر شئے سے شانِ کبریا ہے
جدھر دیکھو ادھر جلوہ نما ہے

وہی شمس و قمر میں ہے درخشاں
وہی ذروں میں بھی جلوہ نما ہے

اسی کی ذات کا ہے آئینہ یہ
جو ذات سرور ہر دو سرا ہے

تمہیں ہو جانِ عالم یا محمدؐ
کہ جسکو دیکھئے تم پر فدا ہے

نہیں ممکن ثنائے عارض پاک
کہ ہر اک مطلع نور خدا ہے

صفت کا ایک عارض ہی جو مظہر
تو عکس ذات مطلق دوسرا ہے

تمہیں مقصود تکوین جہاں ہو
تمہارے واسطے سب کچھ بنا ہے

تمہارا آستاں اے رشک عیسیٰ
مریضوں کے لیے دار الشفا ہے

غم احمد کو کیوں دل سے نہ چاہوں
کہ یہ درد محبت کی دوا ہے

جسے اکسیر سمجھے ہیں ہوس
وہ خاک کوچۂ خیر الورا ہے

جو ہے سجادہ دانۂ دو عالم
تصدق کیجئے خلد بریں کو
جمالِ پاک ہے اسکی نظر میں

میرے سرکار کی دولت سرا ہے
عجب دلکش مدینے کی ضیا ہے
مصفّا جسکے دل کا آئینہ ہے

اسے کیا خوف محشر ہو کہ عاصیؔ
غلام شافع روز جزا ہے

بیاں کیا ہو کہ شانِ احمد مختار کیسی ہے
خدائی جسکی ہے محتاج وہ سرکار کیسی ہے
قیامت ہے یہہ کہنا ہر قدم پر حشر میں انکا
جو محشر کو کرے پامال وہ رفتار کیسی ہے
دمِ عیسیٰ کا شہرہ اے صبا تو نے سُنا ہوگا
ذرا کہنا ہوا آئے کوچۂ دلدار کیسی ہے
ترے رخ کے نظارے کا مزا اغیار کیا جانیں
کوئی عاشق سے پوچھے لذّت دیدار کیسی ہے
مئے الفت پلا کر دل اڑا لیتی ہے عاشق کا
جسے کہتے ہیں چشم مست وہ ہوشیار کیسی ہے
بہار باغ جنت پر تجھے ہے ناز اے رضواں
یہہ دیکھا بھی فضائے روضۂ سرکار کیسی ہے
کہیں ہیں پھول داغوں کے کہیں ہیں پھول زخموں کے
تم آکر دیکھو رونق گلزار کیسی ہے

دروہ مدان حضرت کا تصور جب سے ہے مجھکو
مثال ابر نیساں چشم گوہر بار کیسی ہے

پڑا ہوں جب سے کوئے دلربا میں کہہ نہیں سکتا
کہ راحت دلکو زیر سایۂ دیوار کیسی ہے

کوئی مجرم اسکے مغفرت کا لطف کیا جانے
ذرا عاصی سے پوچھو رحمت غفار کیسی ہے

آنکھوں میں میرے آجا دل میں سمانیوالے
ہر شئے سے ہو کے ظاہر صورت چھپانیوالے

بیرنگیوں سے تیرے نیرنگیاں ہیں ظاہر
ہر رنگ میں جہاں کے جلوہ دکھانیوالے

جو ہیں خود میں اپنی انسے ہے تو بہت دور
پاتے ہیں وصل تیرا خود کو مٹانیوالے

آنکھیں اگر ہو بینا ہر شئے میں تجھکو دیکھیں
او اپنے دیکھنے کی دولت لٹانیوالے

تیرا وجود پیدا شان ظہور میں ہے
آئینہ اپنا بنکر حیراں بنانیوالے

بیہوش ہونے والے بیہوش ہو رہے ہیں
آنکھیں لڑا رہے ہیں آنکھیں لڑانیوالے

عاصی نہ کیوں فدا ہو تجھ پر ہزار جانسے
اے اسکے دل میں اگر دلسے نہ جانیوالے

رگ جانسے بھی گرچہ نزدیک تو ہے
مگر ہر نظر کو تیری جستجو ہے

تیرا مظہر حسن ہے ذرہ ذرہ
ہر اک چشم بینا کے تو روبرو ہے

تو جانہائے خود رفتگاں کی تمنا
تو دلہائے عشاق کی آرزو ہے

بہار گلستان الفت ہے تو ہی
محبت کی پھولوں میں تو رنگ و بو ہے

دل رازداراں میں تو راز پنہاں
زبان سخن گو میں تو گفتگو ہے

غم و درد کا ابر نیساں ہے تو ہی — تجھی سے در عشق کی آبرو ہے

نہیں ایک جا اسکا عاصیؔ ٹھکانا
وہی دلیں بھی ہے وہی چار سو ہے

یوں دلیں ہے آرزو تمھاری — تصویر ہے روبرو تمھاری
ہر لب پہ ہے تذکرہ تمھارا — ہر بزم میں گفتگو تمھاری
ہستی کو مٹا رہ طلب میں — کہتی ہے یہہ جستجو تمھاری
کعبے میں ہوی ہے شمع روشن — یا دل میں ہے آرزو تمھاری
کہتے ہیں یہی کلیم و موسیٰ — جاں بخش ہے گفتگو تمھاری
ہر باغ کی ہے بہار تمسے — ہر گل کی ہے جان بو تمھاری
اک میں ہی نہیں تمھارا طالب — عالم کو ہے جستجو تمھاری
کھلتے نہ کبھی چمن میں غنچے — پاتی نہ صبا جو بو تمھاری
محشر میں جہاں سے کھینچ لائی — عشاق کو جستجو تمھاری
کیوں ہو کوئی نا امید تمسے — معلوم ہے سب کو خو تمھاری
پوچھے کوئی عاشقوں کے دلسے — کیا چیز ہے آرزو تمھاری
گھبراؤ نہ تم گناہ گارو — رحمت کو ہے جستجو تمھاری

عاصیؔ ہے کریم داور حشر
رکھیگا وہ آبرو تمھاری

تیرے چتون کا جو بسمل نہیں ہے — وفا و اروسیں وہ دل دل نہیں ہے
نہو جو دل مثال شمع سوزاں — وہ بزم یار کے قابل نہیں ہے

یہ ہے اک قطرۂ خون تمنا — جسے سمجھے ہو تم دل دل نہیں ہے
کیا ہے کون اس محفل سے یارب — کہ اب وہ رونق محفل نہیں ہے

کوئی کیا پار اترے اس سے عاصی
کہ بحر عشق کا ساحل نہیں ہے

جو بند خودی سے رہائی نہوگی — در دلربا تک رسائی نہوگی
تو بیگانہ اپنے سے جبتک نہوگا — کبھی یار سے آشنائی نہوگی
نہو پیر کامل کی جبتک توجہ — تیرے دلمیں ہرگز صفائی نہوگی
نہو آئینہ دل کا جبتک مصفا — کبھی اسکی جلوہ نمائی نہوگی
جو ثابت قدم ہو نہ راہ طلب میں — تو اس در کی حاصل گدائی نہوگی
چلیگا نہ سر سے تو اس سنگ در کی — میسر کبھی جبہہ سائی نہوگی
کریں شکوۂ دوست استغفراللہ — عدو کی بھی ہم سے برائی نہوگی
تیرے در کے ذروں میں جو دلکشی ہے — وہ حوروں میں بھی دلربائی نہوگی
تیرے در کو چھوڑیں جفاؤں سے تیرے — کبھی ہم سے یہ بیوفائی نہوگی
دم نزع سرکار تشریف لائیں — تو برباد میری کمائی نہوگی

وہ حاجت روائے دو عالم ہے عاصی
تو کیا میری حاجت روائی نہوگی

میں بیتاب ہوں اور وہ بیخبر ہے — ترے آہ کا اے دل الٹا اثر ہے
جو سینے تیغ کاٹے وہ تیری نظر ہے — جو بسمل تڑپے وہ میرا جگر ہے
کیسے تو ہے مرغوب مجنوں کو لیلی — وہ اسکی نظر تھی یہ میری نظر ہے

کبھی ہوش میں ہوں کبھی بیخودی میں … یہ میری اقامت یہ ہمیشہ سفر ہے
مئے عشق سے ہوں میں سرشار ایسا … نہ اپنی خبر ہے نہ اسکی خبر ہے
کبھی یاد گیسو کبھی یاد عارض … وہ شب کا وظیفہ یہ ذکر سحر ہے
ہوائے دو عالم سے خالی ہو جو سر … تیرے آستانہ کے قابل وہ سر ہے
شب ہجر تقدیر تو سو رہی ہے … مگر ایک بیدار درد جگر ہے

خبر یار کی تم نہ عاصی سے پوچھو
اسے مہرباں اپنی ہی کب خبر ہے

سوجھی دوا نہ درد دل زار کیلئے … عیسیٰ ترستے ہیں تیرے بیمار کیلئے
ہونٹوں پہ جان آگئی بیمار ہجر کی … ترساؤ اسے نہ شربت دیدار کیلئے
ہوتا ہے دل میں شوق شہادت جو جستجو … شہرگ پھڑکتی ہے تیری تلوار کیلئے
وعدہ کیا ہے جلوہ نمائی کا کسنے آج … آنکھیں تڑپ رہی ہیں جو دیدار کیلئے
پردہ جمال یار کو اہل نظر سے کیا … ہے اذن عام طالب دیدار کیلئے
گلزار میں خزاں ہو کہ فصل بہار ہو … دونوں ہیں ایک مرغ گرفتار کیلئے
بولے وہ دیکھ کے الفت کے داغ کو … موزوں یہ پھول ہیں اسی گلزار کیلئے
جنت کو انتظار ہے زاہد اگر تیرا … رحمت تڑپ رہی ہے گنہگار کیلئے

عاصی جہاں سے لیچلو سودائے زلف یار
اچھی ہے جنس حشر کے بازار کیلئے

گرائی تھی جو بجلی نظر کی … دوا تھی کیا ہی درد جگر کی
مٹے دل سے نہ یارب داغ الفت … کمائی ہے یہ میرے عمر بھر کی

خدارا کیجے تصور کو سنانا مت — میں کیوں منت اٹھاؤں نامہ بر کی
بڑھیگی آنسوں کی آبرو اب — کہ آمیزش ہوئی خون جگر کی
ہوا سرشار مجذوبے پئے — کرامت ہے یہہ ساقی کے نظر کی
خزینہ ہے یہہ اسرار خدا کا — حقیقت کیا ملک جانیں بشر کی
نہیں ہیں داغ سینہ میں مآل کار — ابھر آئے ہیں یہہ چوٹیں جگر کی
یہہ مانا قتل گہ ہے کوئے جاناں — یہاں پروا ہے کیسکو اپنے سر کی
ذرا ہو تمہی کے دل سے کوئی پوچھے — کہ کیسی چوٹ ہوتی ہے نظر کی
خوشا مرغ بسمل تحفہ جگر دل — شب غم کیا کہوں کیسی بسر کی
تمہارا آستاں اے جان عالم — زیارت گاہ ہے اہل نظر کی
رہا دل بھی نہ اب غمخوار میرا — یہہ ظالم بھی لگا کہنے ادھر کی
جوانی پر ہے فخر و ناز جسکا — اسے تم دھوپ سمجھو دوپہر کی

غلام شافع محشر ہے عاصی
اسے پروا نہیں نار سقر کی

اللہ رے ادا جان جو دیتا ہے خوشی سے
تیور ترے بدلے ہوئے رہتے ہیں اسی سے
التفات سے ارشاد ہوا کیا ہے یہی انصاف
دل جسکا لیا آنکھ چراتے ہو اسی سے
بیٹھے تو برابر سے ہیں اغیار بھی لیکن
کھنچتی نہیں تیغ ابروئے خمدار کسی سے

گو وعدۂ دیدار ہے محشر میں کسی کا
تڑپانے لگا شوق میرے دل کو ابھی سے

بیٹھا ہوں در دل پہ لگائے ہوئے بستر
کچھ کام ہے دنیا کی بدی سے نہ بھلی سے

کیا حسن خداداد پہ مغرور ہیں دیکھو
وہ بات بھی کرتے نہیں محفل میں کسی سے

اے حضرت دل تمکو شہادت ہو مبارک
وہ ہاتھ میں خنجر لئے آتے ہیں خوشی سے

کیا چبھتی ہوئی ہیں یہ تیری شوخ نگاہیں
ان تیروں کی لذت کوئی پوچھے میرے دل سے

اتنا بھی میں دیوانہ نہیں حضرت ناصح
وہ جام دے میں توبہ کروں بادہ کشی سے

آنکھیں میری رہتی ہیں تیری محو تماشا
یوں بزم میں ملنے کو تو ملتا ہوں سبھی سے

پوچھا یہ سر بزم کسی دوست نے ان سے
عشاق میں کیا آپ کو الفت ہے کسی سے

بولے وہ اشاروں سے وہیں مجھکو بتا کر
اللہ رکھے دل میں خلش ہے تو اسی سے

ان خاروں میں الجھے نہ میرا دامن خاطر

اللہ بچائے مجھے دنیا طلبی سے
چھوڑیگا وہ کیا شافع محشر کی غلامی
عاصی کو تو امید شفاعت ہے اسی سے

فریب دوستی ظالم نہیں ہے
عیاں ہے حال اک چین جبیں سے
نظر میں جبکہ ہے جلوہ تمہارا
وہ کیوں آنکھیں لڑائے حور عیں سے
ترے کوچے کو کہتی ہے قیامت
ہزاروں فتنے اٹھتے ہیں یہیں سے
نظر آئے جو نقش نام جاناں
اڑالوں بوسے لیلیکر نگیں سے
کوئی تصویر ہے یہ شکل جاناں
ذرا پوچھو یہ صورت آفریں سے
صدا مرقد سے آتی ہے ہماری
کہ حسرت سبکو اٹھتی ہے یہیں سے
رہو تم خانۂ دل میں ہمارے
کہ آرائش مکاں کی ہے مکیں سے
اجل کر جلد اپنا کام اللہ
وہ مضطر ہیں نگاہ واپسیں سے
خیال گلشن یثرب میں حوریں
نکل آتی ہیں فردوس بریں سے
مزا کچھ وصل ہنگام درکا اٹکے
کوئی پوچھے تو عاشق کی جبیں سے

محبت ہے بہت خالق کو عاصی
غلامان شفیع المذنبیں سے

داغ کھاتے ہیں گلعذاروں سے
پھول ہاتھ آئے لالہ زاروں سے
اے صبا کہدے بادہ خواروں سے
ابر اٹھا ہے کوہساروں سے
زینت روئے یار ہو افشاں
چاند کا حسن ہے ستاروں سے
انکو اغیار پر بھروسہ ہے
بدگماں ہیں تو جاں نثاروں سے

گردشِ چشمِ مستِ ساقی کا
لطف پوچھو شراب خواروں سے

بیخودوں پر فدا ہے دخترِ زر
دور رہتی ہے ہوشیاروں سے

کچھ تڑپنے کا رنگ سیکھا ہو
برق نے تیرے بیقراروں سے

پائے رنگیں ہیں کیوں غبار آلود
پوچھو عشاق کے مزاروں سے

تیرے در کا گدا خدا کی قسم
تاج لیتا ہے تاجداروں سے

نقشِ پا رہنمائے منزل ہے
راہ ملتی ہے خاکساروں سے

عاصیا اسکے مغفرت کے مزے
کوئی پوچھے گنہگاروں سے

بیخود میں رہوں ساقی دے مجھکو شراب اتنی
تا حشر نہ ہوش آئے حالت ہو خراب اتنی

بے پردہ ترا جلوہ موسیٰ نے کہاں دیکھا
ہے کسکے نگاہوں کو دیدار کی تاب اتنی

پھولوں کی طرح ہنسکر ہستی کے مزے لوٹے
ہے عمر کہاں تیری اے عہدِ شباب اتنی

اک نہر رواں بنکر کوثر میں پہونچتی ہے
میخانے سے ساقی کے بہتی ہے شراب اتنی

بے پردہ رہے برسوں اب آنکھیں ترستی ہیں
ہمکو تو نہ تھی تم سے امید حجاب اتنی

تا عمر ہو خالی دل نشۂ الفت سے

اس شیشہ میں بھر دینا ساقی تو شراب اتنی
غرو اپنے گناہوں کے دھو جائے دم آخر
امداد میری کرنا اے چشم پر آب اتنی
یاد اسکی تیرے دل سے جاتی رہی ہستی میں
عاصی نہ کبھی پینا غفلت کی شراب اتنی

جب سے کسی کا ناوک مژگاں نظر میں ہے
اک پھانس سی چبھی ہوئی میرے جگر میں ہے
صدقے میں اپنے جذبِ دلِ بیقرار کے
کل جسکو یاد کرتے تھے وہ آج بر میں ہے
آنکھوں میں میرے جلوہ ہے دندانِ یار کا
یا موتیوں کا ہار گلوئے نظر میں ہے
گیسو بکھر گئے ہیں جو رخسارِ یار پر
کچھ رات کی جھلک ابھی نورِ سحر میں ہے
ہنستے ہیں وہ تو پڑتا ہے دانتوں پہ عکسِ لب
کشتی رواں عقیق کی آبِ گہر میں ہے
کیا پوچھتے ہو مجھ سے خبر آہِ سرد کی
مدت ہوئی غریب تلاشِ اثر میں ہے
آوارہ قسمتوں کو سفر در وطن کہاں
گردش کچھ ایسی ہے کہ وطن خود سفر میں ہے

آیا ہے تیر اتیر پلٹ کر جو سرخ رو
ڈوبا ہوا یہہ میرے ہی خونِ جگر میں ہے
کھینچوں کمر سے تیغِ قضا کا ہے کیوں خیال
عشّاق کی قضا تو تمہاری کمر میں ہے
آنکھوں کا اپنے قلب مصفّا ہے آئینہ
جو نقش دل پہ ہے وہی نقشہ نظر میں ہے
مشکل سے دل کو ملتی ہے دلدار کی خبر
سو سو طرح کی بے خبری اس خبر میں ہے
خنجر کی کیوں تلاش ہے عاشق کے قتل کو
خنجر کا کاٹ خود تیری ترچھی نظر میں ہے
سرکار کا یہہ داغِ غلامی ہے بالیقیں
دھبہ سیاہ سا جو جبینِ قمر میں ہے
کوئی حسیں سماتا ہے کب اس کی آنکھ میں
جلوہ رسولِ پاک کا جس کی نظر میں ہے
پھر ہو سفر مدینے کا یارب مجھے نصیب
گر لطف ہے سفر کا تو بس اس سفر میں ہے
ہم عندلیب گلشنِ کوئے رسول ہیں
طیبہ کا پھول پھول ہماری نظر میں ہے
عاصیؔ فدا ہو ساری خدائی نہ کسطرح

دیکھو تو کون صورت خیر البشر میں ہے

ذکر سردارِ دو عالم کا جہاں رہتا ہے / نور و رحمتِ باری وہ مکاں رہتا ہے

جو بلا چرخ سے آتی ہے پلٹ جاتی ہے / نامِ احمد جو میرے وردِ زباں رہتا ہے

کشتۂ وردِ محمد نہیں رہتا تنہا / قبر میں مجمعِ حورانِ جناں رہتا ہے

یاد آتا ہے مدینہ تو تڑپ جاتا ہوں / مدتوں دیدۂ دل اشک فشاں رہتا ہے

تیرا نقشِ کفِ پای شہِ دیں محشر تک / سجدہ گاہِ دلِ صاحب نظراں رہتا ہے

روضۂ پاک ہے زائر کیلئے خلدِ بریں / خلد میں رہتا ہے جبتک کہ وہاں رہتا ہے

ترجمانِ دلِ شیدا ہیں یہ آنکھیں اپنی / صاف کہدیتی ہیں جو دل میں نہاں رہتا ہے

کوچۂ زلف میں کیونکر نہ پریشاں دل ہو / کہ یہاں مجمعِ سودا زدگاں رہتا ہے

جب وہ جاتے ہیں تو رہتا ہے تصور دل میں / کب میرے یار سے خالی یہ مکاں رہتا ہے

میکدہ میں کوئی آفت نہیں آتے پاتی / میکشوں پر کرمِ پیرِ مغاں رہتا ہے

مٹ گئی قبر جو عاشق کی تعجب کیا ہے / کہیں گم کردہ دلوں کا بھی نشاں رہتا ہے

یا رسولِ عربی جلد بلا لو مجھ کو / یہی اب شام و سحر وردِ زباں رہتا ہے

کیا کہوں رہتا ہے کسطرح دکن میں عاصی / آتشِ سینہ زناں گرمِ فغاں رہتا ہے

جس دل میں داغِ عشقِ رسالت مآب ہے / بیشک اندھیری قبر کا وہ آفتاب ہے

اس میکدہ کا میں ہوں ازل سے شراب خوار / جس میکدہ کا قطرۂ مے آفتاب ہے

زاہد کو بھی عزیز ہوں ساقی کو بھی عزیز / قرآں بغل میں ہاتھ میں جام شراب ہے

پیدا کئے ہیں یوں تو خدا نے بہت حسیں / تیرا کہاں جواب ہے تو لاجواب ہے

شاید وہ مان لیں دل مضطر کی بات کو
سنتا ہوں مضطرب کی دعا مستجاب ہے

اللہ بھی کریم ہے حضرت بھی ہیں کریم
کیا تجھکو عاصیا غم روز حساب ہے

دکھاتی ہے جلوہ محبت تمھاری
کہ ہے دیدہ و دل میں صورت تمھاری

کریں ہم کہاں اب شکایت تمھاری
کہ محشر میں بھی ہے عدالت تمھاری

جمیگا نہ اب رنگ خون شہیداں
کہ دیتا ہے ہر اک شہادت تمھاری

حسینوں میں کیا کوئی نکلیگا تم سا
خدائی میں ہے ایک صورت تمھاری

لٹانے لگے سب کو برق نظر سے
بہت شوخ نکلی طبیعت تمھاری

میرے دل میں آؤ میرے دل میں ٹھہرو
یہ گھر ہے تمھارا یہ خلوت تمھاری

نظر کی ترازو میں ہم وزن نکلی
نقاہت ہماری نزاکت تمھاری

پرانا ہوا قصۂ حسن یوسف
ہے اب خوبروئی میں شہرت تمھاری

جو دو دست نازک میں تم ساغر مے
تو زاہد بھی کر لینگے بیعت تمھاری

میں ممنون احسان ہوں نالۂ آہ
غنیمت ہے فرقت میں صحبت تمھاری

مبارک شہادت ہو حسرت دل
کہ مقتل میں ہے آج نوبت تمھاری

یہ امید عاصی کو ہے روز محشر
بچا لیگی اسکو شفاعت تمھاری

عاشقوں کو ناتوانی چاہیے
رنگ چہرہ زعفرانی چاہیے

جسم لاغر چشم تر لبہائے خشک
درد دل سوز نہانی چاہیے

داغ سینے کے ہوں شکل آسماں
آہ کا دود آسمانی چاہیے

تشنۂ جام شہادت کے لئے
خنجر قاتل کا پانی چاہیئے

رنگ اشکوں کا وہاں جمتا ہے کب
دیدۂ تر خوں فشانی چاہیئے

یار کے در تک رسائی کیلئے
کچھ اسکی ہمزبانی چاہیئے

رہنے دو مرقد شہید ناز کا
مرمٹو کچھ نشانی چاہیئے

خنجر قاتل کی مدحت کیلئے
طبع شاعر میں روانی چاہیئے

تیرے پیکاں کی خلش دل میں رہے
کچھ تو لطف زندگانی چاہیئے

پیش کر کے دل کو اسکے سامنے
اپنی قسمت آزمانی چاہیئے

اسکے توصیف دہن کیواسطے
عاصیا کچھ غیب دانی چاہیئے

جلوہ گر عالم میں جب حضرت کی صورت ہوگئی
دیکھ کر ساری خدائی محو حیرت ہوگئی

رنج و غم درد و الم کی کچھ نہیں پروا مجھے
جب لیا نام محمدؐ دل کو فرحت ہوگئی

روضۂ اقدس ہے یوں چشم تصور میں میرے
بند جب آنکھیں ہوئیں حاصل زیارت ہوگئی

دل میں جب تک تھے نہ تھی عالم کو کچھ اسکی خبر
میری آنکھوں میں جب آئے انکی شہرت ہوگئی

روضۂ سرکار کی جب ملگئی ٹھنڈی ہوا
غنچۂ دل کھل گیا حاصل مسرت ہوگئی

بعد مُردن یاد جب دشتِ مدینہ آگیا
گلشنِ فردوس میں بھی مجھ کو وحشت ہو گئی

رازِ الفت یہ چھپاتا ہے عیاں کرتے ہیں وہ
دل سے آنکھوں کو الٰہی کیوں عداوت ہو گئی

مست رہتے ہیں شرابِ عشق سے ہم روز و شب
ہاتھ پہ پیرِ مغاں کے جب سے بیعت ہو گئی

دیکھتے ہی دیکھتے جاتا رہا عہدِ شباب
نو بہارِ زندگی پھولوں کی رنگت ہو گئی

پھول دامن میں لئے آتے ہیں اب وہ ناز سے
کشتۂ حسرت کی جب برباد تربت ہو گئی

گرمیٔ محشر سے عاصیؔ ہو گیا بے چین جب
ابر بنکر سایہ افگن اُس کی رحمت ہو گئی

خدا جو گوہر نہیں بناتا فدائے دندانِ یار ہوتے
اگر وہ لعلِ یمن بناتا لبوں پہ اسکے نثار ہوتے

خدا جو مشکِ ختن بناتا تو خالِ عارض پہ ہوتے صدقے
اگر وہ عنبر ہمیں بناتا فدائے زلفِ نگار ہوتے

خدا جو پتھر ہمیں بناتا تو ہوتے سنگِ آستاں کا تیرے
اگر وہ مٹی ہمیں بناتا تو تیرے رہ کا غبار ہوتے

خیالِ رخسارِ گلرخاں میں ہمارے بہتے ہیں دیدہ ہائے پرخوں

چمن میں ہوتے جو اشک افشاں تو رشک ابر بہار ہوتے

تمھارے تیر نگاہ کا رخ ہم اپنی جانب جو دیکھ لیتے

دل حزیں کو نثار کرتے خوشی سے سینہ فگار ہوتے

نکل کے ہم میکدہ سے ساقی ہزار آفت میں مبتلا ہیں

پڑے جو رہتے ترے ہی در پر تو کیوں شکار خمار ہوتے

یہی ہے حسرت یہی تمنا جو بال و پر ہمکو یار ملتے

تو بنکے پروانہ شمع رخ پہ ہزار جاں سے نثار ہوتے

ہم اپنے عصیان لاتعد پر ہزار افسوس کچھ نہ روئے

جو گرتے آنکھوں سے چار آنسو شفیع روز شمار ہوتے

یہہ بحر الفت تو خوشنما ہے مگر ہیں اسمیں بلا کے موجیں

بڑے مزے سے گزرتی اپنی جو اس سمندر کے پار ہوتے

جو خاکساری میں ہوتے کامل تو دبکے رہتے ہم فلک

غبار بنکر ہوا پہ اڑتے فلک کے سر پہ سوار ہوتے

تمھارا جلوہ ہمیں دکھاتے نظر سے گر تم نظر ملاتے

ہمارے یہہ دیدہ ہائے حیراں تمھارے آئینہ وار ہوتے

ہوا یہہ اچھا کہ مٹ گئے ہم کہ خودنمائی بری بلا تھی

خدا کا ہوتا نہ فضل حاجیؔ تو ہم خودی کے شکار ہوتے

جو تر ہے لہو میں میرا جگر ہے یہی
تمھاری چشم فسوں ساز سے خدا کی پناہ

شہید تیغ ادا بسمل نظر ہے یہی
خراب جس سے ہے عالم وہ فتنہ گر ہے یہی

جو پائے مال تمھارے قدم کے نیچے ہے
ہزاروں ناز سے پالا ہوا جگر ہے یہی

خدا کرے کہ لگے آگ دیدۂ تر کو
کہ راز عشق و محبت کا پردہ در ہے یہی

لگاؤں کیوں نہ کلیجہ سے داغ الفت کو
یہی ہے رونق دل زینت جگر ہے یہی

کمال اہل تحیر کمال حسرت ہے
نہ آئے کچھ بھی نظر حاصل نظر ہے یہی

طریق بے خبری اختیار کر اے دل
کہ راہ کوچۂ جاناں کی راہبر ہے یہی

عدم کی منزلیں دشوار ہیں لا ہوشیار
ہزاروں بھٹکے ہیں جس راہ میں سفر ہے یہی

جو یاد زلف سے چھوٹے تو یاد رخ پہنچے
الٰہی شام جدائی کی کیا سحر ہے یہی

غبار راہ مدینہ کی شان کیا کہنا
کہ عاشقوں کیلئے سرمۂ بصر ہے یہی

بیان کیا کرے کوئی تمھاری عظمت کا
نہیں ہو بعد خدا قصہ مختصر ہے یہی

اٹھا نہ سر کو کبھی آستان حضرت سے
جو بیکسوں کا ہے ملجا و ماوا در ہے یہی

زباں پہ نام شفیع الورا ہے شاکی!
کہ تیر ہائے بلا کیلئے سپر ہے یہی

حسن جب ظاہر نہ تھا یہ جلوہ آرائی نہ تھی
تیری بزم ناز کی خلقت تماشائی نہ تھی

خلوت وحدت میں تھا تو آپ اپنا آئینہ
تیری ذات کبریائی ایسی ہرجائی نہ تھی

اب ہزاروں پھوڑتے ہیں سر تیری دہلیز پر
ایک کو بھی پہلے فکر ناصیہ سائی نہ تھی

سر بصحرا سیکڑوں مجنوں نظر آتے ہیں اب
اس سے پہلے اک طبیعت تیری شیدائی نہ تھی

کچھ خبر تجھکو نہ تھی اپنے فروغ حسن کی
یوں کبھو بیتی نہ تھی یوں الف کھائی نہ تھی

تو جو ساقی بن گیا مخمور دنیا ہو گئی
اسطرح عالم میں پہلے بادہ پیمائی نہ تھی

جسطرح دیکھا ادھر بسمل کیا بیجاں کیا
مقتل آرائی تھی انکی محفل آرائی نہ تھی

عالم وحشت نظر آتا تھا سارا باغ دہر — اس گل خوبی کی جب تک جلوہ فرمائی نہ تھی
رو رہے ہیں اسکے غم میں جتنے آنکھیں میرے — اے فلک لب پر کبھی اتنی ہنسی آئی نہ تھی
ہو گیا باد خزاں سے گلشن دل پائمال — اس گلستاں میں ابھی پوری بہار آئی نہ تھی

جا کے دیکھا گوشۂ مرقد میں جنے عاصیا
تھا وہاں بھی جگھٹا حوروں کا تنہائی نہ تھی

ہائے تڑپے نہ کیوں جگر ہی تو ہے — زخمی ناوک نظر ہی تو ہے
صورت شیشے کا آئینہ — دیدۂ صاحب نظر ہی تو ہے
دلمیں رہ رہ کے جو کھٹکتا ہے — آپ کا ناوک نظر ہی تو ہے
دل نہ کیوں مضطرب ہو اسکے لئے — کہ یہ ہمسایۂ جگر ہی تو ہے
سرد کر دیتی ہے جو دوزخ کو — عاصیوں کی وہ چشم تر ہی تو ہے
جسکو احمد کا میم سمجھے ہیں — پردۂ کثرت نظر ہی تو ہے
جو کہ مامن ہے دونوں عالم کا — میرے سرکار کا وہ در ہی تو ہے
یہہ ملائک کو بھی نہیں معلوم — واقف راز حق بشر ہی تو ہے
دیر میں کیا نہیں ہے وہ موجود — یہہ بھی زاہد خدا کا گھر ہی تو ہے
یہہ بھی اک دن اتر ہی جائیگا — بار تن اپنا ایک سر ہی تو ہے

چین دنیا میں کیا ملے عاصی
یہہ بھی اک منزل سفر ہی تو ہے

دل لیکے میرا کہتے ہیں کس ناز و ادا سے
تم شاد رہو یا نہ رہو میری بلا سے

وہ دل ہے مزے دار جسے غم میں خوشی ہو
اس درد میں لذت ہے جو بڑھ جائے دوا سے
آئے نہ کبھی ہوش میں دیوانہ ہمارا
کہتے ہیں وہ اپنی نگہہ ہوش رُبا سے
اس راہ سے گزرا ہے کوئی رشکِ چمن آج
بُو آتی ہے پھولوں کی جو نقشِ کفِ پا سے
مطلب تھا یہی غش سے مرا بزم میں اُنکے
وہ ہوش میں لائیں مجھے دامن کی ہوا سے
داغِ دلِ سوزاں میں لگی آہ سے آتش
گھر جلنے لگا اپنے ہی دامن کی ہوا سے
بے موت مرے جاتے ہیں عشاق ہزاروں
شرمندہ قضا ہونے لگی تیری ادا سے
ہم رہ گئے منہہ دیکھتے وہ لیگئے دل کو
انداز سے شوخی سے کرشمے سے ادا سے
شانِ بشری میں ہے عیاں شانِ الٰہی
حضرت سے جو ملتا ہے وہ ملتا ہے خدا سے
ہو اک نظرِ رحم ادھر بھی میرے مولا
کب سے کھڑے ہیں شربتِ دیدار کے پیاسے
سایہ تیری دیوار کا سایہ ہے خدا کا

کیا کام غلاموں کو تیرے ظل ہما سے
تکمہ ہے گریباں کا تیری آنکھ کی پتلی
لپٹا ہے میرا تار نظر بند قبا سے
مٹی کو ہمارے کہیں برباد نہ کر دے
آتی ہے تمنا تیرے کوچے کی ہوا سے
قاتل تیرے خنجر کا مزا اب بھی ہے باقی
آواز یہہ آتی ہے مزار شہدا سے
آدم جو ہوا مجرم سے رحمت کو ہوا جوش
عاصی پہ کرم ہو گیا اقرار خطا سے

وہ پوچھتے ہیں کیا مجھ سا بھی دنیا میں حسیں ہے
آئینہ یہہ کہتا ہے ادہر دیکھو یہیں ہے
دنیا میں جو غیرت دہ فردوس بریں ہے
وہ سرور کونین کے روضہ کی زمیں ہے
جو ذرہ ہے طیبہ کا وہ خورشید مبیں ہے
ہر خار مدینے کا گل خلد بریں ہے
ہے رشک ہما طائر بام حرم پاک
پروانہ اسی شمع کا جبریل امیں ہے
خوشبو جو پسینہ میں ہے اس رشک چمن کے
وہ نفحہ وہ عطر گل جنت میں نہیں ہے

اک ایک پہ منقوش ہے جو نام مبارک
ہر پارۂ دل میرا سلیماں کا نگیں ہے

اے صلِ علیٰ نکہت گیسوئے محمدؐ
صدقے ہے جو عنبر تو فدا نافہ چیں ہے

دیکھو تو عجب لطف ہے ہمخانہ ہیں دونوں
میں دل میں ہوں اسکے وہ میرے دل کا مکیں ہے

اللہ رے تقرب کہ دکھائی نہیں دیتا
ہر چند وہ ہے رگ گردن سے قریں ہے

پہونچا دے مدینہ میں مجھے حسبِ الٰہی
آرام وہیں ہے مجھے آرام وہیں ہے

اپنے دل مضطر کا میں کیا حال بتاؤں
اس طرح ہے سینہ میں کہ سینہ میں نہیں ہے

واعظ یہ سمجھتے ہیں کہ سنتا ہوں نصیحت
ظاہر میں ادھر کان ہیں دل اور کہیں ہے

فرقت میں نظر آنے لگے موت کے آثار
جو دم ہے ہمارا وہ دم بازپسیں ہے

اللہ رکھے شافع محشر کا سہارا
وہ حشر میں عاصی کو بچا لینگے یقیں ہے

جو آنکھیں لڑ گئیں پیر مغاں سے | ہوا فارغ میں فکر دو جہاں سے

یہہ حالت ہو گئی ضبط فغاں سے
جگر تک آگ پہونچی ہے زباں سے

جو رکھتے ہیں تیری تصویر دل میں
انہیں کیا خوف تیرے پاسباں سے

بنے رشک گلستاں جیب و دامن
گرے آنسو جو چشم خوں فشاں سے

گئے تھے محفل جاناں میں خوش خوش
جگر تھامے ہوئے آئے وہاں سے

یہہ کسکو دیکھکر وہ منفعل ہیں
ذرا پوچھو تو حوران جناں سے

بلائے ہجر میں پھنس جائیں گر خضر
بہت گھبرائیں عمر جاوداں سے

نظر پڑتے ہی اُس سے دلپہ گویا
گری بجلی تڑپ کر آسماں سے

معطر ہے دماغ حور و غلماں
شمیم گیسوے عنبر فشاں سے

تعلّی شمع نے کی تیرے آگے
تو خود جلنے لگی اپنی زباں سے

ذرا بسمل کو اپنے مڑکے دیکھو
تغافل ایک دم کے میہماں سے

چمن میں شعلہ زن ہے آتش گل
نکل کر دیکھ بلبل آشیاں سے

تمھارے لعل لب میں کیا ہیں اعجاز
ذرا پوچھو کسی معجز بیاں سے

گئے ہوش و حواس و تاب و طاقت
اکیلا میں چلا ہوں کارواں سے

یہہ کسکا آستانہ ہے کہ قدسی
جبیں ملتے ہیں سنگ آستاں سے

نہ پوچھو ہوگا کیا مشتاق کا حال
حجاب اٹھ جائیگا جب درمیاں سے

در حضرت پہ موت آئے الٰہی
نہ لیجائیں یہ حسرت ہم جہاں سے

پس مردن ہماری خاک یا رب
نہ کرنا دور اسکے آستاں سے

بچا لینگے وہ عاصی کو دم حشر
توقع ہے شفیع عاصیاں سے

دعائے سحر یہ اثر ہو گئی
خدا جانے کیسی نظر ہو گئی

وہ اپنے ہی سے بےخبر ہو گیا
جسے یار تیری خبر ہو گئی

جلایا ترے پرتوِ حسن نے
میری آہ بے بال و پر ہو گئی

جو زلفیں رخِ صفا سے ہٹ گئیں
اٹھا پردہ وہ شب سحر ہو گئی

ہر اک سمت بجلی گرانے لگی
بہت شوخ انکی نظر ہو گئی

عدم کا بھی رشتہ نہ سید ہار ہا
لچکنے پہ مائل کمر ہو گئی

جہنم کا بھی ہو گیا گل چراغ
کبھی آنکھ اپنی جو تر ہو گئی

تلاشِ درِ یار میں عاصیا
میری بیخودی راہبر ہی ہو گئی

اگر کعبہ مسجودِ اہلِ جہاں ہے
تو مسجودِ کعبہ تیرا آستاں ہے

مہ نو پہ نازاں فقط آسماں ہے
فدا تیرے ابرو پہ ہر دو جہاں ہے

تیرے قدِ بالا سے ہو گیا شاخِ طوبیٰ
کہ وہ پایہ گل ہے یہ سرو رواں ہے

یہاں اہلِ عرفاں کی بھی عقل ہے گم
عجب راز سربستہ تیرا دہاں ہے

نہیں عارضِ پاک پر زلفِ پیچاں
وہ ہے شمع روشن یہ اسکا دھواں ہے

شبِ عمر آخر ہوئی سنتے سنتے
تیرے زلف کی بھی عجب داستاں ہے

یہ عارض پہ تیرے ہے خطِ معنبر
کہ سنبل کا اطرف گل سائباں ہے

ہے تو زیب کا معشوق عاشق ہے
جو دونوں میں ہے فرق نہ یہ عیاں ہے

قدم اٹھ نہیں سکتے سوئے مدینہ
کہ سر پہ گناہوں کا بارِ گراں ہے

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
وظیفہ میرے دل کا یہ ہر زماں ہے

خدارا جا کے مدینہ میں حضرت | غم ہجر سے لب پہ اب میری جاں ہے
یہیں خاک ہو جائے خاک پرنم | تمنا یہی اب کہ کن عیاں ہے

دیکھ کر اگنا ہونے تو اپنے عاصیو
کہ آقا تیرا شافع عاصیاں ہے

آفت دل آفت جاں لیجیے | ہم خیالِ چشمِ فتاں لیجیے
کیا تیری محفل سے جانان لیجیے | چشم گریاں سینہ بریاں لیجیے
داغ ہائے غم سے دل ہو لالہ زار | لائے تھے اک گل گلستاں لیجیے
شامِ فرقت سر پہ لائیگی بلا | یاد زلف عنبر افشاں لیجیے
دردِ دل دردِ جگر آہ و فغاں | ساتھ اپنے ہم یہ ساماں لیجیے
لائے تھے امید وصلِ دائمی | ہائے قسمت داغ ہجراں لیجیے
وصل ہوتے ہی ملا داغِ فراق | ہائے وہ لیکے دل میں ارماں لیجیے
یاد مژگاں کی خلش دیگی مزا | ہم چھپا کر دل میں پیکاں لیجیے
شامِ فرقت دیگی لطفِ صبحِ وصل | دل میں یاد روئے جاناں لیجیے
چشم تر کی آبرو کچھ رہ گئی | موتیوں سے بھر کے داماں لیجیے

شافعِ محشر کے لب پر عاصیا
ہم یہاں سے بار عصیاں لیجیے

جو مدینے کے چمن کا خار ہے | عاشقوں کا طرۂ دستار ہے
رشک جنت کوچۂ دلدار ہے | ابر رحمت سایۂ دیوار ہے
جو جبیں لکھتا ہے کچھ حسنِ ملیح | وہ نمک پروردۂ سرکار ہے

الفردوس کہتے ہیں جسکو اہل حق — [illegible] زلف و عکس رخ یار ہے
وہ تصور ہے عالم میں تیری ذقن کا — جسکو دیکھا طالب دیدار ہے
تیرا اک [illegible] کفن — جسم پر [illegible] دار ہے
خفتگان خاک بھی بیچین ہیں — [illegible] شوقی رفتار ہے
بستر اپنا خاک کوئے دلربا — تکیہ سنگ آستان یار ہے
باغ طیبہ کی فضا کیا پوچھنا — [illegible] گلزار ہے
گلشن فردوس بھی [illegible] — [illegible] خار ہے

عاجیا ہو اگنا ہو [illegible] سے
تیرے آقا کی بڑی سرکار ہے

جو دلکو عشق رسالت مآب ہو جائے — ہر ایک [illegible] ہو جائے
چمن میں یار اگر بے نقاب ہو جائے — ہر ایک پھول گل آفتاب ہو جائے
ہوا عشق سے آتش بھڑک اٹھی ایسی — کہ دل کی طرح جگر بھی کباب ہو جائے
جمال یار کا پرتو پڑے جو ذرہ پہ — [illegible] آفتاب ہو جائے
بنے جو تار رگ گل جو اسکے [illegible] — [illegible] جواب ہو جائے
جو لب پہ نام علی [illegible] — [illegible] کوثر شراب [illegible]
جو آئے عالم [illegible] — تو مجھکو [illegible] جواب [illegible]
رہے نہ پیش [illegible] کا وہاں جھگڑا — خدا اگر [illegible] ہو جائے
بلائیں جلد مدینے میں [illegible] — [illegible] ہو جائے
کبھی نہ کھل سکے گی کفن [illegible] — اگر [illegible] ہو جائے

گر وہ پنہاں ہے تو پھر خلق میں پیدا کیا ہے
گر ہے پیدا تو من و تو کا یہہ جھگڑا کیا ہے

نقشۂ روئے محمد میں ہے شانِ واحد
نامِ احمد میں احد ہے یہہ معمّا کیا ہے

دل ہے خلوت گہِ خاص آپکا اے جانِ جہاں
بے حجابانہ چلے آئیے پردہ کیا ہے

دولتِ عشقِ محمد بھی عجب دولت ہے
یہہ جو ہاتھ آئے تو پھر دولتِ دنیا کیا ہے

عارضِ پاک پہ گیسوئے معنبر دیکھو
صبح اور شام ہیں یکجا یہہ تماشا کیا ہے

پیشِ نخلِ قدِ رعنائے رسولِ عربی
سرو کیا چیز ہے اور قامتِ طوبا کیا ہے

عکس سے اُنکے کفِ پا کے ہیں روشن عرش
ورنہ اے چرخ مہ و مہر میں رکھا کیا ہے

یہہ کہا اسنے کہ نعلینِ محمد ہوں نصیب
حق نے جب عرش سے پوچھا کہ تمنا کیا ہے

دشتِ یثرب کا ہر اک ذرّہ یہہ کہتا ہے کلیم
سامنے میرے ضیائے یدِ بیضا کیا ہے

ہجر میں آتی ہے ہونٹوں پہ میری جانِ حزیں
اب بلانے میں توقف میرے آقا کیا ہے

گر بلاتے نہیں مجھکو تو پھر اے رشکِ مسیح
دردِ فرقت کا بتا دو کہ مداوا کیا ہے

عاصیوں کو نہ ڈرا نارِ سقر سے زاہد
یہہ غلامانِ نبی ہیں انہیں پروا کیا ہے

جمع کر نیک عمل عمرِ دو روزہ پہ نہ بھول
جو کہ فانی ہو بھلا اُسکا بھروسا کیا ہے

لوگ کہتے ہیں کثرت سے ہیں عاصی کے گناہ
تم سلامت رہو آقا اُسے پروا کیا ہے

ہجر میں باقی ہے اب جانِ حزیں تھوڑی سی
ہاں کرم کی نظر اے خسروِ دیں تھوڑی سی

یا رسولِ عربی بات میری بن جائے
ہو عنایت جو دمِ بازپسیں تھوڑی سی

خواب میں بھی نہ کبھی آئے خیال فردوس
گر دینے ہیں ملے مجکو زمیں تھوڑی سی

عمر بھر نام بھی میں نعمت دنیا کا نہ لوں
بے غل و غش جو ملے نان جویں تھوڑی سی

خاک نعلین مبارک ہو بھلا کس کو نصیب
آنکھ میں رکھتا ہے ہاں عرش بریں تھوڑی سی

توبہ کرنی ہے گنا ہوں سے تو کر لے عاشق
ورنہ فرصت ہے دم باز پسیں تھوڑی سی

در محبوب سے افسوس فرقت ہونیوالی ہے
الٰہی خیر ہو نازل مصیبت ہونیوالی ہے

نہ کیوں خوش ہوں اگر جاں اب تن سے رخصت ہونیوالی ہے
تیرے بیمار غم کو آج صحت ہونیوالی ہے

ہنیں بوجہ جاتے ہیں سوئے گور غریباں وہ
کسی ناشاد کی برباد تربت ہونیوالی ہے

وہ کھینچے خنجر بیداد بیٹھے ہیں خفا ہو کر
کسی حسرت بھری دل کی شہادت ہونیوالی ہے

خرام ناز سے آتے ہیں وہ میدان محشر میں
قیامت میں بھی اک برپا قیامت ہونیوالی ہے

تری سادہ مزاجی پہ دیا تھا ہم نے دل ظالم

یہ کیا معلوم تھا ایسی طبیعت ہونیوالی ہے
ہوا یوں وصل روضۂ اقدس سے تو عاصی
تجھے اکبار پھر حاصل یہ دولت ہونیوالی ہے

محمد مصطفیٰ [illegible] اٹھیے
تو پھر ممکن نہیں عاصی سزاوار سفر اٹھیے

[illegible]
قریب پردۂ وحدت جو محبوب خدا اٹھیے

[illegible]
کرے حاجت مند وہ اور آپ ہی حاجت روا اٹھیے

[illegible]
دکن میں کب تک اسے آقا تمہارا مبتلا اٹھیے

[illegible] کیا حاصل
تڑپنے کا مزا جب ہے کہ سینہ میں فنا اٹھیے

[illegible] منہ دکھاتے
کوئی کہہ دے میری جا سے کہ آنکھوں پہ ذرا اٹھیے

[illegible]
مزا آئے اسی دن ہی تجھی پہ فیصلا اٹھیے

[illegible] پھر اس سے جو دیدار کا
جہاں مجمع ہو غیروں کا وہاں سے کی بلا اٹھیے

پھر [illegible] عاصی کو دامن تیری رحمت کا
[illegible] خدا [illegible] اٹھیے

[illegible] او آسمان والے
تیرے در پہ ہیں سارے نام و نشاں والے

[illegible] آسمان والے
محتاج ہیں تیرے ہی دونوں جہاں والے

[illegible]
ہیں گنگ اس جگہ پہ ساری زباں والے

[illegible]
ہر جا تیرا مکاں ہے اے لامکاں والے

[illegible]
تو عرش کا ہے مالک قدر سے شاں والے

[illegible]
ہاں اک نظر ادھر بھی او آن بان والے

دربار میں ہر اک کو لاتے کشاں کشاں
سرہنگ ہیں تمہارے یہ سب اذان والے

مٹی کے مورتوں کو لازم ہے خاکساری
گرتے ہیں مثل شبنم اونچی اذان والے

ظاہر یہ واعظو سنئے جائے نہ کوئی ہرگز
رکھتے ہیں پھیکا پکوان اونچی دکان والے

عاصیؔ بروز محشر حق بخش دیگا کہہ کر
میرے حبیب کے ہیں یہ آستان والے

طوبیٰ کا ذکر قامت والا کے سامنے
عزت ہے کیا غلام کی آقا کے سامنے

یوں آسماں ہے گنبد والا کے سامنے
جیسے زمیں ہے عرش معلیٰ کے سامنے

قطعہ

جام شراب عشق محمدؐ سے مست ہوں
یوسف کا تذکرہ ہو زلیخا کے سامنے

یوسف کجا و حسن رخ مصطفیٰ کجا
قطرہ کی کیا بساط ہے دریا کے سامنے

درد فراق کی نہ ملے کیوں دوا مجھے
بیمار آگیا ہے مسیحا کے سامنے

جب تک رہوں جہان میں عزت سے کیجو مجھ
یارب نہ شرمسار ہوں اعدا کے سامنے

وقت اخیر آئے تو اے خالق کریم
دم نکلے میرا روضۂ مولا کے سامنے

مرقد میں پاؤں دولت دیدار مصطفیٰ
تا حشر میں رہوں شہ والا کے سامنے

عاصیؔ کو پیش کر کے فرشتے ہوئے خجل
اس غافر ذنوب و خطایا کے سامنے

خوبیاں قرآن سے یہ بات ہے
ذات حضرت عین نور ذات ہے

لیجئے ورد زباں حضرت کا نام
دو جہاں میں دفع آفات ہے

مصحف ناطق ہے روئے مصطفیٰ
فال عارض روکش آیات ہے

گفتگو انکے دہن میں کیا کریں
بات یہ کب لائق اثبات ہے

ہمسری انکی کف پا کیا کریں
مہر و مہ کی کیا بھلا اوقات ہے

کیوں نہ طیبہ کی زمیں ہو پر فضا
بارش رحمت وہاں دن رات ہے

ہجر میں کٹتی ہے اپنی زندگی
رات سے دن دن سے بدتر رات ہے

عدل کا وعدہ ہے ہر امت کیلئے
فضل کا وعدہ ہمارے سات ہے

کیوں کوئی جائے یہاں سے نامراد
در تمہارا قبلۂ حاجات ہے

رحمۃ للعالمیں محشر کے روز
عاصیوں کی شرم تیرے ہات ہے

تیرے دریائے کرم کے سامنے
بخشش عاصی بھی کوئی بات ہے

آفت دل آفت جاں اور ہے
عاشقوں کے گھر کا مہماں اور ہے

ہم نہیں ہیں کشتۂ رنگ صبیح
اپنا یوسف پیر کنعاں اور ہے

لال ہے گو رنگ مہندی کا مگر
جان من خون شہیداں اور ہے

اشک گرم آنکھوں سے میرے ہیں رواں
برق سے کہدو یہ باراں اور ہے

صورت مصحف کو کیا دیکھا کریں
اپنا قرآں اپنا ایماں اور ہے

ساتھ جسکے ہو جگر بھی چاک چاک
بندہ پرورده گریباں اور ہے

ہو مبارک تمکو خضر آب حیات
عاشقوں کا آب حیواں اور ہے

خاک صحرا اچھالے وہ کیوں مثل قیس
تیرے مجنوں کا بیاباں اور ہے

لکھتے ہیں ناحق کراما کاتبیں
میرے اسکے عہد و پیماں اور ہے

کیا مجھے موج حوادث سے خطر
میری کشتی کا نگہباں اور ہے

میں نقطہ ہوں پیرو طرز سخن
اس زمیں کا مرد میداں اور ہے

جوشِ رحمت کو ہے عاصیؔ کی تلاش
زاہد و یہہ لطفِ عصیاں اور ہے

مژہ کی نوک پر لختِ جگر ہے — یہی نخلِ محبت کا ثمر ہے
کہاں تک یہہ خود آرائی کہاں تک — کسی کے حال کی بھی کچھ خبر ہے
اٹھایا ہے جو تیرے عشق کا بار — ہمارا دل ہمارا ہی جگر ہے
رخِ روشن پہ زلفیں کھل گئی ہیں — بغل میں شام کی نورِ سحر ہے
میرے آہوں سے شرماتی ہے بجلی — تجلی آنکھوں سے میری ابرِ تر ہے
ہزاروں جان سے جاتے ہیں عاشق — تیرے کوچہ کی منزل پرخطر ہے
چلے آؤگے تم خود دیکھ لینا — کسی کی آہ میں بھی کچھ اثر ہے
کریں قربان تیغِ ابروئے یار — یہی اچھا علاجِ دردِ سر ہے
تڑپتے لوٹتے کب تک رہیں ہم — شبِ ہجراں کی بھی یارب سحر ہے
نہ طاعت ہے نہ تقویٰ ہے الٰہی — فقط تیری ہی رحمت پر نظر ہے

رسول اللہ ہیں شافع تو عاصیؔ
نہیں غم کثرتِ عصیاں اگر ہے

جو دستِ جنوں بر سرِ کار ہے — ہوا میں گریباں کا ہر تار ہے
جو سارے حسینوں کا سردار ہے — مرا یار ہے وہ مرا یار ہے
میں ابروئے خوش خم پہ اپنے فدا — یہہ کتنی حسیں بانکی تلوار ہے
وہ منت کشِ لطفِ عیسیٰ نہیں — جو عشقِ محمدؐ کا بیمار ہے
ہے سودائے عشقِ محمدؐ عجیب — کہ سو جان سے ہر اک خریدار ہے

یہہ ہے گرمیٔ حسن کا کسکے شور
کہ یوسف کا بھی سرد بازار ہے

مقام تحیر ہے بزم حبیب
کہ ہر اک یہاں نقش دیوار ہے

وہ قید غم دو جہاں سے چھٹا
جو زلفوں کا تیرے گرفتار ہے

ترے یاد مژگاں نہیں ای رشک گل
مجھے فرش گل بستر خار ہے

سلامت رہے ہجر میں درد دل
یہی ایک پہلو میں غمخوار ہے

وہی عاشقوں میں ہوا سربلند
کہ معراج جسکی سر دار ہے

یہہ پوچھیگی حشر میں رحمت تری
کوئی اور باقی گنہگار ہے

رہیگا نہ محروم عاصی کبھی
بڑی اسکے آقا کی سرکار ہے

ستارے نہیں یہہ شب تار کے
شرارے ہیں آہ و شرربار کے

مبارک ہو اوروں کو باغ بہشت
فقط ہم تو طالب ہیں دیدار کے

جنہیں کہتے ہیں ماہتاب آفتاب
وہ پروانے ہیں شمع رخسار کے

یہیں وقت آخر کا عاصی کو غم
کہ لپٹا ہے دامن سے سرکار کے

عشق میں اول فنا درکار ہے
دل سے ترک ماسوا درکار ہے

سینہ پر داغ کو لازم ہے آہ
غنچۂ گل کو صبا درکار ہے

چھوڑ دیجیے بار غم کو اے مسیح
آپ کی کسکو دوا درکار ہے

جائے ویسے زلف کا کیونکر خیال
عاشقوں کو تو بلا درکار ہے

ملئے ہاتو سینئیں کسی عاشق کا دل
گر تمہیں رنگِ حنا درکار ہے

خلد سے بہتر ہے ہمکو کوئے یار
کسکو جنت کی فضا درکار ہے

بزم کثرت ہے مضر درویش کو
مردِ حق کو انزوا درکار ہے

سایۂ دیوار میں تیرے جو ہے
اسکو کب بالِ ہما درکار ہے

طالبوں کو مرد کامل چاہئے
بزم آتش کو ہوا درکار ہے

کس طرح عاصی جدا ہو آپ سے
خوب رو کو مبتلا درکار ہے

لاکھ سچا ہوا کرے کوئی
ہم سے وعدہ وفا کرے کوئی

سر بھی حاضر ہے تیغ خنجر بھی
حقِ الفت ادا کرے کوئی

بند ہی جب درِ اجابت ہو
کسلئے پھر دعا کرے کوئی

سو طریقے ہیں دل لگی کے مگر
وحشتِ دلکو کیا کرے کوئی

جب توقع ہی وصل کی نہ رہی
مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

چھین لے اک نظر میں جو دلکو
ایسے ظالم کا کیا کرے کوئی

اسپہ مچلے ہوئے وہ بیٹھے ہیں
کیوں میرے دل میں جا کرے کوئی

جب ملے دلکو درد کی لذت
کسلئے پھر دوا کرے کوئی

سب مدینہ کو جاتے ہیں عاصی
تیری قسمت کو کیا کرے کوئی

مہ جبیں رخ مہر انور چاندنی بھی دھوپ بھی

ایک ہی کے دونوں مظہر چاندنی بھی دھوپ بھی

پھر بھی ظاہر ہے اُس مہ کی نگاہِ قہر سے
ایکساں کرتی ہے ہمپر چاندنی بھی دھوپ بھی

داغ فرقت ہے جگر میں دل میں یاد ماہرو
ہے عیاں سینہ کے اندر چاندنی بھی دھوپ بھی

کیا صباحت نے ملاحت میں دکھایا اپنا رنگ
ایک جا اللہ اکبر چاندنی بھی دھوپ بھی

ایک عارض آفتاب اور ایک عارض ماہتاب
دونوں جلوے ہیں برابر چاندنی بھی دھوپ بھی

ساغر مے میں ہے عکس عارض رشک قمر
دیکھنے کا ہے یہہ منظر چاندنی بھی دھوپ بھی

اک طرف ایک ماہ رو ہے اک طرف اک مہروش
رہتی ہے بالائے بستر چاندنی بھی دھوپ بھی

رنج کی پروا ہے عاصیؔ کو نہ راحت کا خیال
اسکو ہیں دونوں برابر چاندنی بھی دھوپ بھی

بو جو حضرت کی پیرہن میں ہے	لب وہ نسرین و نسترن میں ہے
گل روئے رسول کو دیکھو	بلبلو لطف کیا چمن میں ہے
جان طیبہ میں سیر کرتی ہے	قالب اپنا فقط دکن میں ہے
زلف حضرت کو کس سے دوں تشبیہ	مشک ایسا کہاں ختن میں ہے

وصف لب میں ہے کیا سخن شیریں
قند گویا میرے دہن میں ہے

کر رہا ہے ثنائے چہرۂ پاک
یا کہ واصف ترا چمن میں ہے

ایک مدت ہوی کہ دل میرا
انکے گیسوئے پرشکن میں ہے

چل مدینے کو جلد عاصی تو
کیوں اسیر بلا دکن میں ہے

جاناں کمال ضعف سے میرا یہ حال ہے
اب ناز بھی تمھارے اٹھانا محال ہے

بوٹا سا قد ہے اور قیامت کی چال ہے
محشر بھی ٹھوکروں سے تیرے پائمال ہے

پردہ میں جلوہ دیکھ کے غش ہو تو کیا کمال
بے پردہ مل کے ہوش میں رہنا کمال ہے

انجام وصل ہجر ہے انجام ہجر وصل
کہتا ہے کون ہجر سے بہتر وصال ہے

اک خاکسار تجھ پہ فدا ہو گیا تو کیا
کیوں دیکھ کے آئینہ میں یہ گرد ملال ہے

انکی قبا کا وصف کوئی کیا بیاں کرے
دامن ہے آسماں تو گریباں ہلال ہے

جا کر جو پھر نہ پہلو میں آئے وہ دل میرا
آکر نہ جائے دل سے وہ تیرا خیال ہے

جینا ہمیشہ تمکو مبارک رہے خضر
دو دن کی زندگی بھی ہمیں تو وبال ہے

دیکھا نہ زیر چرخ کبھی اسکو سرفراز
جو صاحب کمال ہے وہ پائمال ہے

ہوتا نہیں رہا کبھی اسکا پھنسا ہوا
ہر دام سے بڑھا ہوا الفت کا جال ہے

عاصی گناہ بڑھ گئے اب ہے امید خیر
کہتے ہیں ہر کمال کو آخر زوال ہے

تمھارے ہیں جلوے عیاں کیسے کیسے
ہر اک کے ہیں تیر گماں کیسے کیسے

نہ پایا نشاں ایک نے بھی تمھارا
اگرچہ ہوئے بے نشاں کیسے کیسے

تیرے یاد رخسار گلگوں میں آئے گل
گئے سوئے باغ جناں کیسے کیسے

زمیں بوس ہیں تیرے شاہان عالم
جھکائے ہیں سر آسماں کیسے کیسے

ملا کچھ نہ مضمون تیرے دہن کا
رہے فکر میں نکتہ داں کیسے کیسے

پریشاں نہ کر اے صبا زلف جاناں
اسیر اس میں ہیں ناتواں کیسے کیسے

ہے مشکل بہت قرب خالق کی منزل
لٹے راہ میں کارواں کیسے کیسے

خدا جانے باطن کا احوال کیا ہے
لحد پر تو ہیں سائباں کیسے کیسے

بیاں کس سے ہو مدح محبوب داور
کہ ہیں گنگ اہل زباں کیسے کیسے

ہوئی کشتی کفر غارت ہی آخر
چڑھائے تھے گو بادباں کیسے کیسے

کرو قصد عاصی مدینے کا تم بھی
چلے جاتے ہیں کارواں کیسے کیسے

یاد گر ہم کو تم ذرا کرتے
ہم بھی کچھ عرض مدعا کرتے

سر ہی کرتے جدا مرے تن سے
حق الفت تو کچھ ادا کرتے

تیغ ابرو سے کام تم لیتے
اپنے کوچہ کو کربلا کرتے

حسن کی گر زکوٰۃ دینی تھی
کاش ہم سے ہی ابتدا کرتے

زلف کے گر کرشمے دکھلاتے
روز نازل نئی بلا کرتے

آپ حاجت روا ہیں حاجتمند
میری حاجت بھی کچھ روا کرتے

کاش ہوتے سگ در عالی
آپ کے سامنے رہا کرتے

کیوں کسی در کے جبہ سا ہوتے
کیوں کسی سے ہم التجا کرتے

اپنی تقدیر سے ہے ہم کو گلہ
ظلم کا اسکے کیوں گلا کرتے

آخر اک دن انہیں بھی مرنا ہے
خضر کی عمر لے کے کیا کرتے

لطف آتا ہے درد میں جنکو
ایسے بیمار کیوں دوا کرتے

اچھے ہوتے جو بخت عاصیؔ کے
یاد یثرب میں مصطفےٰ کرتے

من زار و ناتوانم فریاد رس الٰہی
بر لب رسیدہ جانم فریاد رس الٰہی

تو ساتر العیوبی تو غافر الذنوبی
تو مالک القلوبی فریاد رس الٰہی

از مکرِ نفس شیطاں کردم ہزار عصیاں
اکنوں شدم پشیماں فریاد رس الٰہی

سلطان لایزالی خلاق ذوالجلالی
معبود بے مثالی فریاد رس الٰہی

ہنگام فرقت جاں گردد چو دل پریشاں
کن نزع بر من آساں فریاد رس الٰہی

از دور چشم ارم رحمے بحال زارم
کس نیست جز تو یارم فریاد رس الٰہی

دردِ مرا دوا کن عصیاں ز من جدا کن
عشق نبی عطا کن فریاد رس الٰہی

دیدار شاہ شاہاں یا رب بطفیل اصفیا
ما را نصیب گرداں فریاد رس الٰہی

یا رب بوقت آخر توبہ شود میسر
بہر رسول اطہر فریاد رس الٰہی

بارِ گناہ بر سر آیم ذلیل و ابتر
رسوا مکن بمحشر فریاد رس الٰہی

عقلم ز را گشتہ رویم سیاہ گشتہ
کارم تباہ گشتہ فریاد رس الٰہی

از لطف بذل و احساں خالیست جیب داماں
شد شرمسیر من ز عصیاں فریاد رس الٰہی

عاصیؔ امیدوار در راہ دین احمد
پایم ز لغزش آرد فریاد رس الٰہی

اگر بے یادِ جاناں زندہ باشی
ببیں از مردگاں بے شرمندہ باشی

تو بر اوج سپهر حسن و خوبی — بسان مهر و مه تابنده باشی
تو جان عاشقان بیدلانی — بدلداری الهی زنده باشی
گرفتی ملک دلهای دو عالم — سر حسن را زیبنده باشی
تو در بحر دل با آشنایان — بجائے گوهر ارزنده باشی

ندارد گرچه عاصی جز گنه هیچ
تو او را از کرم بخشنده باشی

اے مظهر قدرت خدائی — ظاهر ز تو شان کبریائی
تو اصل وجود کائناتی — در شکل بشر تو مصطفائی
حق ساخته است صورت تو — آئینه صفات خودنمائی
در روے جهان مثال چشمی — در چشم زمانه روشنائی
ما را نه توان وصل باشد — داریم نه طاقت جدائی
ما بے تو بلب رسیده جانیم — فارغ تو ز حال ما چرائی
هر کس برت آورد متاعی — من بیکسی و شکسته پائی
با آن همه نور ماه گیرد — از مهر رخ تو روشنائی
تو خسروی و کنند پشت — خوبان جهان همه گدائی
من ذره تو آفتاب تابان — من خاک نشین تو بر سمائی
تو جائے درون جان گرفتی — جویائے توام که تو کجائی
بے روئے تو زیستن نخواهم — جان را بصبر نسیم ار نیائی
ببخش تو بصد امید عاصی — آید پے قسمت آزمائی

از طوق سگاں مدار محروم
آید بہ امید جبہہ سائی

محروم مکن شہا ز لطفش
در قبضۂ قدرتِ خدائی

باری بہ عنایت و کرم گوئے
عاصیؔ سگِ آستان مائی

ماہِ من جلوہ نما گشت بہ شانِ عجبے
گر تجلی شدہ ہر کس بہ گمانِ عجبے

گہہ بہ ہر رنگ عیاں گاہ ز ہر رنگ نہاں
بے نشاں عجبے ہست بہ شان عجبے

ہمچو صرصر از من دلدادہ رواں میگذرد
شہسوار عجبے برق عنانِ عجبے

بس کہ خونیں کفناں داغ تو بدل فتنہ
ہست صحرائے عدم لالہ ستانِ عجبے

نازنینے بہ صفِ خاک نشیناں نیاید
جلوہ فرما شدہ با شوکت و شانِ عجبے

ہمہ دلدادۂ او بید چہ ہوشیار چہ مست
فتنۂ عالم و آشوب جہانِ عجبے

غنچہ و گل ہمہ قربان بہار حسنش
گلعذار عجبے غنچہ دہانِ عجبے

بلبل از وصل گل و من ز غمش نعرہ زناں
او بشور عجبے من بہ فغانِ عجبے

آسماں پایہ گہش ہست من بیدل پوش
او بہ شان عجبے من بہ گمان عجبے

جاں سلامت چہ برد از نگہ نازکسے
خورد عاصیؔ بہ جگر زخم سنانِ عجبے

مرجع کل خداست پنداری
نبی او مصطفےٰ ست پنداری

ہر کہ گردید آشنائے رسول
حق بہ او آشناست پنداری

نام پاک محمدِ عربی
دافع صد بلاست پنداری

ذاتِ پاکش برائے عالمیاں
رحمتِ کبریاست پنداری

بہر عشاق او سبب ہم اجل مژدهٔ جان فزاست پنداری
از دو چشمان شوخ و پرفن او ہر کجا فتنہ ہاست پنداری
از خرامش بہ عرصهٔ محشر حشر دیگر بپاست پنداری
کویش از کثرت شہیدانش عرصهٔ کربلاست پنداری
پیچش زلف او در آئینہ مار در آشناست پنداری
ہمہ گل بی وفا و گل رخ من گل باغ وفاست پنداری
عاصیانیم گر چرا ای زاہد بخششش از بہر ماست پنداری
ہستی ابد ہر ہیچ حباب زیر موج فناست پنداری
ہر یکی در جہان بود فانی ذات حق را بقاست پنداری
ای زمین خاک کن تنم را کاین امانت تراست پنداری

ای لحد تنگ شو نہ بر عاصی
خادم مصطفی ست پنداری

چو آب نوک پیکان تازه کردی مرا خون در رگ جان تازه کردی
مبارک باد ای دل زیر تیغش نشان عید قربان تازه کردی
ہزاران آفرین بر ہمت باد کہ رسم سرفروشان تازه کردی
خرامان آمدی با تیغ عریان تمنای شہیدان تازه کردی
فزون باد اثر اشور ملاحت کہ زخم دلفگاران تازه کردی
زدی آتش بہ داغ سینہ از سوز بہار این گلستان تازه کردی
نثارم بر تو ای نام مدینہ ہزاران در دل ارمان تازه کردی

شگفته باد دائم رویت ای گل
خیال روئے جاناں تازه کردی

هزاراں چوں زلیخا محو حسنت
تو عهد ماهِ کنعاں تازه کردی

دلم ممنون تیر ترک چشمت
کهن زخمش به مژگاں تازه کردی

سرت گردم شب تاریک هجراں
خیالِ زلف جاناں تازه کردی

شفیع المذنبیں عاصی فدایت
که از آب کرم جاں تازه کردی

ای دیدهٔ زار در چه فکری
چوں ابر بهار در چه فکری

پامال خزانست گلشن دل
ای جان بهار در چه فکری

جانم به لب و گلو به پشت
ای خنجر یار در چه فکری

ای جوش جنون ما کجائی
جوشید بهار در چه فکری

برخیز و علاج درد سر کن
ای مست خمار در چه فکری

دست تو کجا و دامن او
ای مشت غبار در چه فکری

عاصی تو کجا و مدح زلفش
اندر شب تار در چه فکری

گشاده زلف بر رخسار داری
پریشاں سنبل گلزار داری

ترا پروائے ایں مسکین چه باشد
هزاراں طالب دیدار داری

ندارد تاب دیدن دیدهٔ ما
عجائب جلوهٔ رخسار داری

بگردد گرد تو عالم مگس وار
لب شیریں شکر گفتار داری

ز مژگاں تیرهائے زهر آلود
ز ابرو تیغ جوهر دار داری

کشیدی خنجر ناز و نه کشتی — مگر از کشتن ما عار داری

نمکدان بانو و از شور ملاحت — برائے سینهٔ افگار داری

دهانت غنچهٔ سربستهٔ راز — که در وے صد نهان اسرار داری

بهار جنت الفردوس اعلیٰ — به زیر سایهٔ دیوار داری

بدور چشم مست خویش جانان — هزاران بیخود و سرشار داری

دلا افزونیش لذت دهد بیش — عجائب در درون آزار داری

هزاران وعده هائے وصلت خویش — به زیر خنجر انکار داری

دلا از انجام کار خود خبردار — که قصد کوچهٔ دلدار داری

چرا ترسی ز مهر حشر عاصی — که ظل احمد مختار داری

دل بستهٔ گیسوئے آن شوخ طرحدارے — یک بیکس و ناچارے در بند ستمگارے

آغشته بخون دل افتاده بدام تو — صیاد ترحم کن بر حال گرفتارے

رفتم ز سر کویت اے مرہم دلریشان — با سینهٔ مجروحے با دیدهٔ خونبارے

یاد رخت ایمانم کفرم سر زلف تو — دل دانهٔ تسبیحے جان رشتهٔ زنارے

از درد فراق تو جان برلب او آمد — شاید نه خبر دارے در حالت بیمارے

موقوف بود دیدن بر قوت بینائی — هم در پس پرده او هم بر سر بازارے

بینند بهر ذره ارباب نظر او را — حسنش نه بود پنهان از طالب بیدارے

در صحن چمن اے دل امید رسائی چیست — صیاد جفا پیشه تو مرغ گرفتارے

تعزیر گناهش ده یا بخش تو عاصی را — در دامن تو آمده یار و مددگارے

کیوں جوشِ جنوں ہوگا کیوں جامہ دری ہوگی
عالم ہی جدا ہوگا جب بیخبری ہوگی
آنسو میرے کہتے ہیں ٹکڑوں سے جگر کے یوں
کیا لطف سفر ہوگا جب ہمسفری ہوگی
لڑتے ہی نظر اوس سے دل گم ہوا پہلو سے
حیراں ہوں الٰہی یہہ کیا جادوگری ہوگی
دل جلکے نہ پھر تازہ عشرت سے کبھی ہوگا
یہہ شاخ نہالِ غم اشکوں سے ہری ہوگی
کیوں چلنے لگی باہم پھر شیخ و برہمن میں
اے شوخ تیری اسمیں کچھ فتنہ گری ہوگی
سوزِ غمِ فرقت میں آساں نہیں کچھ رونا
جب شمع بنے دل تب آنکھوں میں تری ہوگی
صحرائے مدینہ میں پہونچا دے جنوں مجھکو
نظارہ کے قابل پھر شوریدہ سری ہوگی
یادِ رُخِ گلگوں میں دنیا سے چلا عاصی
گلشن کی طرح تربت پھولوں سے بھری ہوگی

ہوی اِس شان سے عالم میں انکی جلوہ فرمائی
تماشا محوِ حیرت ہے زخود رفتہ تماشائی
بھلا کیا پوچھنا اُس نہ کی شانِ دلربائی کا

خدائی جسپہ صدقے ہے خدا جس کا ہے شیدائی
فروغ حسن محبوباں تمہاری ذات والا ہے
تمہیں ہو جانِ رعنائی تمہیں ہو جانِ زیبائی
کوئی اندھا تمہارے جلوۂ خوبی کو کیا دیکھے
ان آنکھوں سے ذرا پوچھو کہ جو رکھتے ہیں بینائی
دو عالم میں تمہارا ہمسر و ہمتا نہیں کوئی
خدا سے ملتی جلتی ہے تمہاری شانِ یکتائی
نظر میں دل میں سینہ میں جگر میں جان میں تم ہو
تمہاری ذات پردہ میں تمہارا جلوہ ہر جائی
حقیقت کیا وہاں ہے قیصر و دارا سکندر کی
جہاں جبریل بھی کرتے ہیں آکر ناصیہ سائی
کوئی مجنوں کوئی لیلیٰ کوئی وامق کوئی عذرا
یہ سب ہیں تیرے دیوانے یہ سب ہیں تیرے سودائی
کسی ذہن رسا کا کیا فہم اسکی عقل تک پہونچے
دیا ہو عقل اول کو بھی جس نے درس دانائی
بہت دیکھے ہیں میخانے مگر اے مہر وش ساقی
تیری ہی بزم میں آتا ہے لطف بادہ پیمائی
عبودیت ہو تو ایسی ہو حکومت ہو تو ایسی ہو
جہاں بیدست و پا سب ہیں وہاں ہے تیری دارائی

کھلا ہے دل کا غنچہ ہے طبیعت باغ باغ اپنی
مدینے کے طرف سے آج جو ٹھنڈی ہوا آئی
پیا ہے جب سے جام عشق شہ بیفکر ہے عاصی
نہ بدنامی کا غم اسکو نہ کچھ پرواے رسوائی

حبیب خدا کو ہے الفت ہماری — ذرا کوئی دیکھے تو قسمت ہماری
کسی کی محبت میں ہیں سر بسودا — مبارک ہو ہمکو یہہ وحشت ہماری
در اشک آنکھوں میں داغ دل میں — خزانہ ہمارا یہہ دولت ہماری
دم نزع پیش نظر تھا جو وہ گل — ہے مہکو پھولوں سے تربت ہماری
ادہر بھی ذرا اک نظر یا محمدؐ — کہ ہے قابل رحم حالت ہماری
یہہ صدقہ تمھاری نعلین کا ہے — ملائک جو کرتے ہیں عظمت ہماری
یہہ خاطر تمھاری ہو سرکار ساری — ہے اللہ کو بھی جو چاہت ہماری
سحر یا محمدؐ ہے شب یا محمدؐ — وظیفہ ہمارا عبادت ہماری
ہم اہل خطا کیوں نہ محشر میں رسوا — ہے رحمت کے دامن میں عزت ہماری
بجز تیری رحمت کے یارب نہیں ہے — کوئی اور بخشش کی صورت ہماری

دکھا دینگے زاہد کو محشر میں عاصی
کہ کوثر ہمارا ہے جنت ہماری

نہ کیوں ہو جہاں میں دہائی تمہاری — خدا ہے تمھارا خدائی تمھاری
ہوے یوں تو ہونیکو لاکھوں پیمبر — کسی نے نہ یہہ شان پائی تمھاری
کرے جسقدر ناز خالق وہ کم ہے — کہ صورت ہی ایسی بنائی تمھاری

گلوں پر تصدق نہ کیوں ہوتے بلبل
کہ اُن میں ہے جلوہ نمائی تمہاری

کہاں بھی وہاں تک کسی کا نہ پہونچا
ہوئی جس جگہ تک رسائی تمہاری

میرے دل میں جلوہ ہے حضرت تمہارا
میری آنکھ میں روشنائی تمہاری

ہوا غل کہ رحمت کے مطلوب آئے
جو اُمت سر حشر آئی تمہاری

بہت سہل ہے آشنائی خدا کی
میسر ہو گر آشنائی تمہاری

کمال تصور ہوا دل کو حاصل
تو آنکھوں نے صورت دکھائی تمہاری

خدارا بلالو مجھے پاس اپنے
کہ تڑپا رہی ہے جدائی تمہاری

کسی دن دکھا دیگی تاثیر عاصی
در پاک پر جبہہ سائی تمہاری

تسکین جتنی شوخ نگاہی میں رہ گئی
اتنی ہی دیدہ کی تباہی میں رہ گئی

تم شوخ آنکھ شوخ تمہاری نگاہ شوخ
اب کیا کمی ہماری تباہی میں رہ گئی

منزل ہوئی نہ کوچۂ جاناں میں یہ عمر
حسرت یہی فقط دل راہی میں رہ گئی

ثابت تھا میرے قتل کا الزام یار پر
لیکن زبان تیغ گواہی میں رہ گئی

برباد میں ہوا نہ کدورت تیری گئی
میری بہشت خاک تباہی میں رہ گئی

پہنچی تھی گرچہ جنبش جگر سے کمند آہ
لیکن فلک کے عرش الٰہی میں رہ گئی

اُس نے جو مجھکو دیکھ کے آنکھ اپنی پھیر لی
حسرت لپٹ کے نیم نگاہی میں رہ گئی

زاہد بھی دیکھتے ہیں حسینوں کو شوق سے
اب ایک بحث پاک نگاہی میں رہ گئی

خاکی مزاج رہتے ہیں کب گھر میں ٹک کے
یونس کی آرزو دل ماہی میں رہ گئی

طوفان بحر تیغ سے بیڑا ہوا نہ پار
کشتی اہل کفر تباہی میں رہ گئی

جب نقد جان سے جسم ہو خالی تو بیچ ہے | مٹی فقط خزانۂ شاہی میں رہ گئی

عاصی کرے جو اشکِ ندامت ذخیر
کچھ آبرو جناب الٰہی میں رہ گئی

نہ کیوں الفت ہو ہم کو رنج و غم سے | کہ انکو ساتھ لائے ہیں عدم سے
خدا جانے مزا کیا دیر میں تھا | جو زاہد آگیا پھر کر حرم سے
ہوئے ہیں خانماں برباد اس میں | مزا الفت کا پوچھے کوئی ہم سے
انہیں تو انہیں لطف آتا ہے ناحق | وہ کیوں باز آئینگے اپنے ستم سے
ستاتے ہیں مجھے ہر دم یہہ کہہ کر | ستمگر ہوتے ہیں مشقِ ستم سے
نظر آئیگا تم کو سب کچھ اس میں | بغل میں دل ہے بہتر جام جم سے
ہیں انکے روئے انور پر ہوں صدقے | ہوا روشن جہاں جنکے قدم سے
خدا نے لوح کو سو بار چوما | تمھارا نام جب نکلا قلم سے
عرب میں جب ہوئے سرکار پیدا | صدا لبیک کی آئی عجم سے
یہہ ہیں مسند نشینِ بزمِ ہستی | خدائی کی ہے رونق انکے دم سے
بہار تازہ خارستاں میں آئی | جہاں گلشن ہوا فیضِ قدم سے

پڑے ہیں کام سب عاصی کے یارب
اسے تو بخشدے اپنے کرم سے

جسپہ غنچے ہوں تصدق وہ دہن کسکا ہے | پھول قربان ہوں وہ رنگ سخن کسکا ہے
شوخی بسمل ہے یہہ بیساختہ پن کسکا ہے | ٹھوکریں کھاتا ہے محشر یہ چلن کسکا ہے
چادرِ شوق میں حسرت کے ہیں لاکھوں پیوند | بیکسی کہتی ہے یارب یہہ کفن کسکا ہے

دیکھ کر سینہ پہ داغ کو میرے بولے
رنگ چھایا ہے خزاں کا یہہ چمن کس کا ہے

بنکے خورشید درخشاں جو نظر آتا ہے
یہہ نیا داغ جگر جسم کہن کس کا ہے

ہاتھ میں جام ہے شیشہ میں ساقی کوثر
انتظار اب تجھے اے توبہ شکن کس کا ہے

چھوٹ جاتا ہے مسافر سے وطن وقت سفر
جو مسافر کے ہو ہمرہ وہ وطن کس کا ہے

گر ہیں پرتو لعل لب رنگین صنم
تجھ میں پھر رنگ بتا لعل یمن کس کا ہے

جسپہ قربان ہے رضواں وہ ہو کس کا روئے
جسپہ جنت ہے تصدق وہ چمن کس کا ہے

مثل جسکا نہو وہ ذات مقدس کس کی
جسکا سایہ نہو یارب وہ بدن کس کا ہے

یوں تو ہو نیکو ہوے او پیمبر بھی مگر
مرتبہ آپ کا اے شاہ زمن کس کا ہے

کر سکے خسرو خوبان دو عالم کی ثنا
یہہ زباں کس کی ہے عاصی یہ دہن کس کا ہے

پھولا ہے جو یثرب کا گلستاں میرے آگے
ہے خلد بریں دشت مغیلاں میرے آگے

کہتا ہے مرا دست جنوں جوش جنوں میں
کیا چیز ہے محشر کا گریباں میرے آگے

میں طالب فردوس کا ہوں الٹو نفتوں
حوروں کو نہ لانا کبھی رضواں میرے آگے

خال و خط و رخسار جبیں ریش مبارک
گویا ہے کھلا رحل پہ قرآں میرے آگے

صدقے میں کروں اس دہن پاک پہ پیارے
آجائے اگر چشمۂ حیواں میرے آگے

اس شوق میں جاتا ہوں سوئے روضۂ اقدس
دو چار قدم ہیں مرے ارماں میرے آگے

شیرازہ بکھر جاتا ہے جمعیت دل کا
جب کھلتی ہے وہ زلف پریشاں میرے آگے

ہر قطرۂ خوں کہتا ہے آنکھوں سے ٹپک کر
آئے تو ذرا لعل بدخشاں میرے آگے

ہوں مرغ نوا سنج گلستان محمد
کیا کھولے زباں مرغ خوش الحاں میرے آگے

آنکھوں سے یہ نبالۂ سرمہ کا بیاں ہے
بل کھا گئی کیا شاخِ غزالاں میرے آگے

سر پہ ہے میرے سایۂ سلطانِ دو عالم
کچھ چیز نہیں چترِ سلیماں میرے آگے

کہتا ہے ہر اک عارضِ پرنورِ محمدؐ
ہے چاند خجل مہر پشیماں میرے آگے

کچھ ایسی ترقی پہ ہے وحشت مرے دل کی
گویا ہے مدینے کا بیاباں میرے آگے

داغ و نشتر اپنے جگر و دل میں ہیں معمور
کچھ مال نہیں گنجِ سلیماں میرے آگے

یاد آیا مجھے ناز سے ہنسنا وہ کسی کا
غنچے جو ہوئے باغ میں خنداں میرے آگے

مذہب ہے مرا عشق ہر اک سے ہے محبت
کافر میرے پیچھے ہیں مسلماں میرے آگے

کیا دل کا میرے حال ہوا آئینہ اثیر
عیسیٰ ہیں جو بیٹھے ہوئے حیراں میرے آگے

آتا ہے نظر مطلعِ ابروئے محمدؐ
کھل جاتا ہے جب حسن کا دیواں میرے آگے

ہے روضۂ سرکار مجھے خلد سے بہتر
مذکور نہ کر خلد کا رضواں میرے آگے

ٹھکرا کے اڑا دیتا ہوں میں تخت کا دامن
تیغ ان کی جب آ جاتی ہے عریاں میرے آگے

غیرت سے نہ کیوں جان دوں اُن تنگ چشم
پروانے ہوں جب شمع پہ قرباں میرے آگے

آنکھوں میں ہے جو قلزمِ حسنِ شہِ والا
قطرہ سے ہے کم یوسفِ کنعاں میرے آگے

ارمان نکالو نگاہیں لپٹا کے گلے سے
شوخی جو کرے خنجرِ براں میرے آگے

اللہ رے ضیا کہتا ہے دل کا میرے داغ
ذرہ سے ہے کم مہرِ درخشاں میرے آگے

پایا ہے مدینے میں مزہ نانِ جویں کا
بے لطف ہیں سب نعمتِ الواں میرے آگے

آ جائے گا جب لب پہ میرے نامِ مبارک
ٹھہرے گا نہ پھر نزع میں شیطاں میرے آگے

اللہ نے دی ہے مجھے وہ جرأت و ہمت
روبہ سے ہے کم شیرِ نیستاں میرے آگے

پابند ہیں جو عقل کے ان کا نہیں قائل
جو اپنے ہیں دانا وہ ہے ناداں میرے آگے

آسان ہر اک بات بھی دشوار ہے انکو
دشوار ہر اک کام ہے آسان میرے آگے

بے خوف چلا جائیگا فردوس میں عاصی
ہے راہ نما رحمت یزداں میرے آگے

میں جو اٹھ جاؤں جہاں سے تو جہاں غم میں رہے
عشق تو ایک طرف حسن بھی ماتم میں رہے

چارہ گر زخم ہے دل کا میرے رکھو اسکا خیال
کچھ اثر سوز بڑھائیگا بھی مرہم میں رہے

سب کے دل ہو گئے پامال بلائے دوراں
پھنس گئے وہ جو ترے گیسوئے پرخم میں رہے

انکو آیا جو میری موت پہ ماتم کا خیال
بڑھ کے شوخی نے کہا میری بلا غم میں رہے

بیخبر اٹھ گئے بیخبری میں یاں سے
یہہ خبر بھی نہوئی کونسے عالم میں رہے

لطف جب آئیگا زاہد تجھے اترانے کا
جائیں فردوس میں عاصی تو جہنم میں رہے

دونوں گھر کر گئے آباد وہ اپنے غم سے
چشم گریاں میں رہے یا دل خرم میں رہے

جلوۂ حسن نے کچھ ایسا خود رفتہ کیا
محفل یار میں ہم اور ہی عالم میں رہے

سر ہوا تن سے جدا کب یہ خبر بھی نہوئی
ہم تماشائے رخ قاتل عالم میں رہے

اپنے عصیاں پہ دل زار تو اتنا رونا
اشک باقی نہ کوئی دیدۂ پرنم میں رہے

حشر کو جا چکے مدت ہوئی جانے والے
مست ہم روضۂ سلطان دو عالم میں رہے

تو جو ملجائے تو عاصی کو نہیں کچھ پروا
خواہ جنت میں رہے خواہ جہنم میں رہے

ہم بھٹکتے ہیں کہیں شیخ کے بہکانے سے
راستہ سیدھا ہے فردوس کا ہٹانے سے

چاہئے ہم کو تو دلدار ہمارا رضواں
دل بہلتا ہے کہیں حوروں کے بہلانے سے

کیوں وہ احسان مسیحا کے اٹھائیں لو
جنکو ملتا ہے مزہ درد کے بڑھ جانے سے

کیا خبر اسکو نہو سوز محبت جس کو
لطف جلنے کا تو پوچھو کسی پروانے سے

غم رسیدوں کو نہ روکے کوئی رونے سے بھی
دل کو ہوتا ہے سکوں اشک کے بہجانے سے

ایک ہچکی بھی نہیں ہوش میں ساقی کے سوا
آج توحید کی بو آتی ہے میخانے سے

جان بھی جائے تو جائے مری پیتے پیتے
لاش اٹھے بھی تو اٹھے ترے میخانے سے

گو ہر اک رند کے پینے کا ہے پیمانہ جدا
مے مگر ملتی ہے یثرب ہی کے میخانے سے

پھول ہو جاتا ہے غنچہ دل افسردہ کا
روضۂ شاہ دو عالم کی ہوا کھانے سے

مالک دین بھی ہیں مالک دنیا بھی ہیں
دو جہاں ملتے ہیں اک آپکے ملجانے سے

عاصی اعمال پہ اپنے تو خجل رہ گئے ہم
عفو ہو جاتی ہیں تقصیر پشیمانے سے

جب سے نسبت ہوئی ساقی ترے میخانے سے
رات دن آنکھ لڑی رہتی ہے پیمانے سے

کیا مے ناز سے مخمور ہیں آنکھیں تیری
مست ہے ساری خدائی اسی میخانے سے

پردہ رخ سے تو اٹھائے تو برہمن کیا ہیں
بت نکل آئیں تری دید کو بتخانے سے

رحم دیکھو مجھے خود رفتہ بنا کر اپنا
کہتے ہیں کوئی نہ بولے مرے دیوانے سے

توڑ کر غیر کا دل منھ نہ لگا پھر اس کو
مے کہیں پیتے ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

دختِ رز کیلئے بن پیر مغاں کا خادم
یہ پری ملتی ہے زاہد کہیں للچانے سے

جائے مے خون ہے پیمانہ چھلک جاتا ہے
آنکھ جب حال جگر کہتی ہے پیمانے سے

غیر کے واسطے کیوں رق پلا وہ بیٹھے
انکو آتا ہے مزا مجھکو بھی تڑپانے سے

خوف ہے چاک نہ کر دے کہیں اپنا دامن
الحذر کرتا ہے محشر ترے دیوانے سے

پی گئے جام مبارک تمہیں پینا رندو
محتسب آج نکالا گیا میخانے سے

زاہدوں پر کہیں کھلتی ہے حقیقت اسکی
راز میخانہ کا پوچھو کسی مستانے سے

مکتب عشق میں مجنوں کی حقیقت کیا ہے
درس وحشت وہ بھی لے تیرے دیوانے سے

کچھ رہے یا نہ رہے پر رہے نسبت قائم
رحم ہو جائیگا ساقی تیرے کہلانے سے

دل کی مستی کا نہ کر ذکر کسی سے عاصی
راز میخانے کا باہر نہو میخانے سے

راز کیوں مستوں کا باہر ہو میخانے سے
خم نے شیشے سے کہا شیشے نے پیمانے سے

کون سا مست گیا روٹھ کے میخانے سے
شیشے بگڑے ہوئے بیٹھے ہیں جو پیمانے سے

میں وہ میکش ہوں اگر قصد کروں پینے کا
جام چلتے ہوئے آئیں ابھی میخانے سے

کشتۂ ناز کی مٹی سے بنا ہے شائد
بوئے خون آتی ہے ساقی تیرے پیمانے سے

جام ہاتھ میں ہیں خم سوگ میں شیشے گریاں
لاش کس مست کی نکلی تیرے میخانے سے

کچھ الگ کوثر و تسنیم نہیں اے واعظ
یہہ ہی نہریں ہیں نکلی ہیں جو میخانے سے

عشق میں گر تجھے منظور رہے کامل ہونا
سوز لے شمع سے اور ساز لے پروانے سے

دل مغموم کو اللہ سلامت رکھے
پیتے ہیں خون جگر ہم اسی پیمانے سے

کوچے چاک گریباں کی ہے آمد آمد
پیشوائی کو جو وحشت بڑھی ویرانے سے

عرصۂ حشر سے سید جو وہ گیا جنت میں
کچھ بھی پوچھا نہ کسی نے تیرے دیوانے سے

درد فرقت کا نہ ہوگا کبھی عیسیٰ سے علاج
یہہ مرض جائیگا شربت کی ہوا کھانے سے

اس غزل کو تو پڑھیں شوق سے کیفیت عاصی
یہہ زمیں ہم نے نکالی ہے صنم خانے سے

نشان قبر جب پوچھا کسی نے
بتایا ڈھہ کے میری بیکسی نے

میرا دل لیکے پھر میرے ہی دشمن
یہی ہوتے ہیں الفت کے قرینے

جگر سینے میں ہے میرے نہ دل ہے
مجھے لوٹا تمہاری سادگی نے

تیری یہ ہم وا چشم فسوں ساز
نہ مرنے دیتی ہے مجھکو نہ جینے

ہزاروں حسرتوں کا کر دیا خون
میرے سینے میں اک تیری نہیں نے

جلایا آتش غیرت میں مجھکو
ترا منہ چوم کر تیری ہنسی نے

جواب لن ترانی آگے آکر
دیا انکو انہیں کی آرسی نے

ہزاروں جنمیں ہوں داغ تمنا
ترے جلوے کے قابل ہیں وہ سینے

گلہ بیجا ہے اب دل دیکھے انکا
بنایا انکو غارت گر ہمیں نے

وہ آئے پر نہ آیا آپ میں میں
کیا گم مجھکو ایسا بیخودی نے

یہاں ہیں ہائے مثل زخم مجھکو
رلایا برسوں اک دم کی ہنسی نے

یہاں حوریں بھی ہیں محو تماشا
بھلایا خلد کو تیری گلی نے

جگر تھامے ہوئے آئے وہ آخر
کیا کیا کام دل کی بیکلی نے

وہ بے پایاں ہے بحر عشق جسمیں
ہزاروں ڈوبتے دیکھے سفینے

دل اغیار کے ٹکڑے بھی بیشک
نگینے ہیں مگر جھوٹے نگینے

کروں جنت میں گر ذکر لب یار
ابھی آجائیں کوثر کو پسینے

دکن میں ہے بہت بے چین عاصی
بلالو اس کو پھر حضرت مدینے

ہر گل داغ شگفتہ نظر آتا ہے مجھے
جب تصور میں مدینہ نظر آتا ہے مجھے

آج پھولوں میں کلیجا نظر آتا ہے مجھے
آنکھ کہتی ہے کہ روضہ نظر آتا ہے مجھے

کیا بتاؤں تمہیں حیران ہوں کیونکر میں کہوں
دل کے آئینہ میں کیا کیا نظر آتا ہے مجھے

کیا تجلی ہے کہ اٹھتی ہے نظر جب اپنی
ہر طرف نور تمہارا نظر آتا ہے مجھے

آنکھ کے رخ سے جو ہٹا پردہ تو بولے موسیٰ
آج پھر طور کا نقشہ نظر آتا ہے مجھے

آبلہ پھوٹ گیا ہے کوئی شاید اسکا
خون دل آنکھوں سے بہتا نظر آتا ہے مجھے

دیکھ کر آنکھ انہیں کہتی ہے اللہ اللہ
تیری قدرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

روضۂ پاک کا ہر نخل بنا ہے موسیٰ
پتہ پتہ ید بیضا نظر آتا ہے مجھے

دیکھتا ہوں جو ملا کر رخ سرکار سے میں
نور مہتاب کا میلا نظر آتا ہے مجھے

رنگ لعل لب جاں بخش نبی کے آگے
لعل کا رنگ بھی پھیکا نظر آتا ہے مجھے

شور برپا ہے قیامت میں کہ وہ آتے ہیں
سارا محشر تہ و بالا نظر آتا ہے مجھے

تو ہے وہ جان جہاں تجھ پہ ہو عالم صدقے
جس کو دیکھوں ترا شیدا نظر آتا ہے مجھے

یاد آتا ہے اسے روضۂ حضرت شاید
دل جو سینے میں تڑپتا نظر آتا ہے مجھے

رفعت گنبد سرکار کے آگے عاصی
گنبد چرخ بھی نیچا نظر آتا ہے مجھے

تمہارے کوچے سے جائے عاصی بھلا یہ کس کی مجال بھی ہے
قتیل تیر نگاہ بھی ہے شہید تیغ جمال بھی ہے

کشادہ ابرو کے نیچے رخ پر سیاہ سا ایک خال بھی ہے
حریم کعبہ کھلا ہوا ہے اور اس میں حاضر بلال بھی ہے

جہاں کے سارے حسین دیکھے جہاں کے سارے جمیل دیکھے
کوئی تمہارا جواب بھی ہے کہیں تمہارا مثال بھی ہے

جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر غش آیا
عجب طرح کا ہے یہہ تماشا جمال بھی ہے جلال بھی ہے

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ نہ پوچھو مجھ سے میری تمنا
یہی ہے مقصد یہی ہے مطلب یہی تو میرا سوال بھی ہے

ہٹا کے آئینہ رو برو سے ذرا تو دیکھو تڑپ کسی کی
رہو گے محو جمال کب تک نہیں کسی کا خیال بھی ہے

تمھارے رخسار کی تجلی خمیدہ ابرو کا اسپہ جلوہ
سپہر خوبی پہ ہے یہہ ثابت کہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

اسی کے شمع جمال پر میں مثال پروانہ جل رہا ہوں
اسی کی تو تاب لگی ہوی ہے اسی کا ہر دم خیال بھی ہے

رہے تصور ترا سلامت یہی ہے ہمدم یہی ہے محرم
انیس عیش و نشاط بھی ہے رفیق رنج و ملال بھی ہے

مزیل ایمان عابداں ہے جلائے دلہائے عاشقاں ہے
شراب کہتے ہیں جسکو زاہد حرام بھی ہے حلال بھی ہے

نہیں ہے اک حال صوفیوں کا گواہ اسپر ہے لی مع اللہ
عروج بھی ہے نزول بھی ہے فراق بھی ہے وصال بھی ہے

فضا نہ بھاویگی مجھکو رضواں نظر میں سرکار کا ہے روضہ
میں باغ جنت کو خاک چاہوں کہ اسکے آگے یہ مال بھی ہے

ہزار روٹھو تم اس سے جاناں نہیں ہے عاصی کا اس میں یارا

سناہی لیگا ہمیں وہ اِکدن یہہ اسکو حاصل کمال بھی ہے

یاد برقِ نگہ یار جو تو آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو دل جلنے کی بو آتی ہے

تیرے جھونکوں سے جو فردوس کی بو آتی ہے
کیا صبا روضۂ سرکار سے تو آتی ہے

ہم وہ بیکس ہیں کہ میخانۂ عرفاں سے یہاں
جب شراب آتی ہے بھر بھر کے سبو آتی ہے

ایک ہم ہیں کہ گنہ کرنے کی عادت ہمکو
ایک تم ہو کہ تمہیں رحم کی خو آتی ہے

کلیاں کرنے میں خونابۂ دل سے اپنے
عاشقوں کو بھی ترکیب وضو آتی ہے

کشمکش میں ہے مری جان حزیں فرقت میں
نہ تو وہ آتے ہیں نہ موت نہ تو آتی ہے

بخیہ گر کیا دل صد چاک ہمارا سینا
اسکی کچھ تجھ کو بھی ترکیب رفو آتی ہے

میرے سینے سے نکلتی ہے تڑپ کر جو آہ
دل کو اُس ظالم سفاک کے چھو آتی ہے

فاتحہ پڑھنے کو یاں کون تھا آنیوالا
بیکسی ایک مری قبر پہ تو آتی ہے

دیکھ کر چیں بہ جبیں اُس بُت خودآرا کو
موج ہر ایک لرزتی لب جو آتی ہے

قبر عاصی پہ وہ گل دیکھ کے فرماتے ہیں
مغفرت کی مجھے اِن پھولوں سے بُو آتی ہے

متفرقات

من از لب جاں بخشت کے عہد وفا خواہم
یک زخم بدل جاناں از تیغ ادا خواہم

ترسم کہ شوی برہم از غیرت یکتائی
گر از تو ترا جویم گر از تو ترا خواہم

گیرم کہ بلائے جان آن زلف دوتا باشد
من از سر ہر مویش صد گونہ بلا خواہم

از زخم نگاہ خود اے یار چہ می پرسی
تا سور بدل دارم حاشا کہ شفا خواہم

ہر کس بہ غم عشقت سودائے دگر دارد
من لذت درد تو از جملہ جدا خواہم

دل محو خیال تو چشم بہ جمال تو
غیر از تو کرا بینم غیر از تو کرا خواہم

از ہجر تو بیمارم وصل تو دوائے من
اے عیسی بیماراں من از تو دوا خواہم

صد عہد وفا بستی صد بار شکستی تو
صد بار جفا دیدم باز از تو وفا خواہم

این جسم نزار من ہمچوں خس و خاشاکے
در کوئے تو اندازد از باد صبا خواہم

ہر دم ز ادائے تو صد گونہ جفا پیدا
ہر لحظہ ز اندازت من تازہ جفا خواہم

مقصود دل عاصی جز وصل تو جاناں نیست
از باب قبول تو تاثیر دعا خواہم

من و داغ عشق رویش بہ چمن چہ کار دارم
کہ دروں سینہ و دل ہمہ لالہ زار دارم

مفگن خدنگ ہر سو پئے تیر غمزۂ تو
جگرے بخوں طپیدہ دل بیقرار دارم

چو بیائی اے ستمگر بہ شناسی ترحم را
کہ ہجوم بیکسی ہا بہ سر مزار دارم

نہ روم چو عندلیباں بہ نظارۂ گلستاں
کہ دروں خانۂ جاں گل نو بہار دارم

تو بیا که بر سر ره ز خزانهٔ دل و چشم — همه گوهر آلی ز پی نثار دارم

چو شگافی سینه‌ام را تو ز سوز عشق بینی — که بجائے خون تازه بجگر شرار دارم

به تصور لبانت نه چرا سرور باشد — که بساغر دل خود مے خوشگوار دارم

چو بدیده‌هائے عالم ز رهِ تو سر بریده — بخدا چشم دائم ز صبا غبار دارم

نه بود چرا جمالش به نگاه من همیشه — که بصحفهٔ دل خود همه نقش یار دارم

سزد ار بکام عاشق سخنم گوار آید — که من این حدیث شیرین ز لب نگار دارم

چه عجب قبول افتد بجناب یار عاصی
به نثار رحمت او دل شرمسار دارم

قربان نگاه یار کردیم — درمان دل فگار کردیم

اسباب طرب گزید زاهد — ما درد تو اختیار کردیم

لبیک قضایه گفت ما را — در کوئے تو چون گزار کردیم

دادیم جواب بیتابی — آئینه به پیش یار کردیم

سر رشتهٔ عمر بود کوتاه — پیوند به زلف یار کردیم

در یاد گل رخ تو دل را — سودازده بهار کردیم

بر بوئے حیات جاودانی — جان بر لب او نثار کردیم

از ذکر بهار حسن آن گل — آرایش صد بهار کردیم

نادانی ما فقط همین بود — بر عهد تو اعتبار کردیم

عاصی بشمار هم نیامد
چون داغ جگر شمار کردیم

وہ پردہ جو رخ سے اٹھائے ہوئے ہیں
وہ عالم کو بیخود بنائے ہوئے ہیں

ذرا اُنکی آنکھوں کے دیکھو کرشمے
کہ اہل نظر کو لٹائے ہوئے ہیں

دلِ ناتواں کو میں کیونکر بچاؤں
نظر کو وہ بجلی بنائے ہوئے ہیں

شہید ادا ہیں نہ دو غسل ہم کو
کہ خون جگر میں نہائے ہوئے ہیں

خدا جانے کس وقت یہ تیر نکلے
جگر کو نظر سے ملائے ہوئے ہیں

کوئی لطف دیدار موسیٰ سے پوچھے
کہ چوٹیں نظر کی وہ کھائے ہوئے ہیں

دکھاتا ہے منظور خود اپنا جلوہ
وہ آئینہ مجھکو بنائے ہوئے ہیں

کہیں بنکے لیلیٰ کہیں بنکے مجنوں
وہ اپنے تماشے کو آئے ہوئے ہیں

نہ کعبہ تھا پہلے نہ بتخانہ کوئی
یہ دونوں تمہارے بنائے ہوئے ہیں

بظاہر ہے آئینہ روئے محمد
وہ اپنے کو اس میں چھپائے ہوئے ہیں

لپٹ جائے رحمت نہ کیوں ہم سے عاصی
ندامت سے گردن جھکائے ہوئے ہیں

پہنچ کے خود تاثیر آجائے دعا ایسی تو ہو
درد اٹھے پیشوائی کو دعا ایسی تو ہو

وہ جگر کو تھام لیں ایسا تو ہو نالہ کوئی
پہنچے اسکے قلب تک آہ رسا ایسی تو ہو

دل اسیر زلف ہو کیا کل پھنس جائے جگر
اک بلا پر دوسری نازل بلا ایسی تو ہو

پار ہو جائے کوئی ایسا تو ہو تیر نظر
انجمن مقتل بنے تیغ ادا ایسی تو ہو

رند سمجھیں مجھکو زاہد پیر مے پیر مغاں
تیری الفت مجھکو مرد خدا ایسی تو ہو

کہتے ہیں وہ آتے آئینہ دیکھکر
کوئی صورت پیاری پیاری دلربا ایسی تو ہو

خون دل خون جگر آنسو ملا کے پی لیں
دست و پائے یار کے قابل حنا ایسی تو ہو

جان جائے سر نہ اٹھے آستانِ یار سے
لخت دل کھایا کرے خونِ جگر پیا رہے
درس گاہ عشق میں مانیں مجھے اُستاد بھی
سوچ کر اے حضرت اُس سے قسم کرنا سوال
جسکی خلقت نور سے ہو پھر اُسی میں جا ملے
دل بہلجائے نکلکر کوچۂ دلدار سے
ایسے ویسے جرم کی پرسش ہو کیا روز جزا

وہ جفا پر اپنی شرمائے وفا ایسی تو ہو
جو مریض عشق ہے اسکی غذا ایسی تو ہو
میری شہرت خلق میں بعد فنا ایسی تو ہو
رو نکر دے وہ تمھاری التجا ایسی تو ہو
ابتدا ہو جیسی ویسی انتہا ایسی تو ہو
گلشن فردوس کی رضوان فضا ایسی تو ہو
جوش رحمت کو بھی آجائے خطا ایسی تو ہو

بیگنا ہوں کو بھی میرے جرم پر آجائے رشک
کوئی صورت مغفرت کی عاصیا ایسی تو ہو

جدا ہوں نہ تجھ سے مگر اے خدا جو ہیں اُن سے ہیں اُن جو ہی سو تو
تری ذات دریا میں اک بلبلا جو ہیں اُن سے ہیں اُن جو تو ہی سو تو
میں مظہر اگرچہ ہوں یا رب ترا میری ذات ہے گو ترا آئینہ
مگر تو ہے باقی مجھے ہے فنا جو ہیں اُن سے ہیں اُن جو تو ہی سو تو
اگرچہ عطا علم سارا کیا مجھے اپنی صورت پہ پیدا کیا
مگر میں ہوں بندہ تو مولا مرا جو ہیں اُن سے ہیں اُن جو تو ہے سو تو
ہے ہستی مری گرچہ ہستی تری ہے سب مجھ میں تیری ہی جلوہ گری
میں مخلوق ہوں تو ہی خالق مرا جو ہیں اُن سے ہیں اُن جو تو ہی سو تو
ترے نور سے گو میں پیدا ہوا اگر مجھ سے کھلتا ہے جلوہ ترا
نہ شامل ہوں تجھ میں نہ تجھ سے جدا جو ہیں اُن سے ہیں اُن جو تو ہی سو تو

خلا میں بھی میں ہوں ملا میں بھی میں ہر اک چیز میں جلوہ فرما بھی میں
مگر فرق اتنا ہوا اے کبریا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

مری شان گرچہ تری شان ہے مری آن گرچہ تری آن ہے
مگر حاجتی میں تو حاجت روا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

ترا نور مجھ میں ہے سرتاپا مرے تن بدن میں ہے جلوہ ترا
مگر پھر بھی کہتا ہوں یہ برملا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

اگر ہوں بھی سردارِ کون و مکاں مرے دست قدرت میں ہوں دو جہاں
مگر بادشاہ تو ہے میں ہوں گدا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

بھروسہ پہ رحمت کے پروردگار ہوئی مجھ سے سرزد گنہ بے شمار
بیاں کیا کروں اپنا میں ماجرا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

مرا نام عاصی خطاکار ہے ترا نام ستار و غفار ہے
مری بخشیو یا خدایا خطا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

قبلۂ دل کعبۂ جاں حضرت تسکین شاہ — پیشوائے اہلِ عرفاں حضرت تسکین شاہ
فقر کے مسند نشیں تاجِ توکل زیبِ سر — ملکِ درویشی کے سلطاں حضرت تسکین شاہ
تھی زبانِ پاک اُنکی گنجِ مخفی کی کلید — کاشفِ اسرارِ یزداں حضرت تسکین شاہ
رہبرِ اہلِ طریقت رہنمائے اہلِ شرع — دونوں راہوں کے نگہباں حضرت تسکین شاہ
ساز و برگِ بے نوایاں چارۂ بیچارگاں — بے سر و ساماں کے ساماں حضرت تسکین شاہ
قاسمِ جامِ شرابِ عشقِ محبوبِ الست — ساقیِ بادہ پرستاں حضرت تسکین شاہ
آسمانِ علم و عرفانِ خدائے پاک کے — ماہِ تاباں مہرِ رخشاں حضرت تسکین شاہ

آپکے نور فیض سے سارا جہاں معمور ہے
آفتاب چرخ عرفاں حضرت تسکین شاہ

کیوں نہ پھر اجڑا ہوا اپنا مکاں آباد ہو
خانۂ دل میں ہیں مہماں حضرت تسکین شاہ

میں اکیلا کہنہ کشتی بحر ناپیدا کنار
موج زن ہے غم کا طوفاں حضرت تسکین شاہ

تم لگادو ہاتھ تو دم بھر میں بیڑا پار ہو
بحر غم میں ہوں پریشاں حضرت تسکین شاہ

آپکی فرقت میں ہم کبتک رہیں فریاد سے
چشم گریاں سینہ بریاں حضرت تسکین شاہ

اب دعائے مغفرت عاصی کے حق میں کیجیے
پڑ گئے ہیں اسکے عصیاں حضرت تسکین شاہ

دست بستہ ہیں کھڑے خدام در پہ دیکھیے
اے شہ تسکیں ذرا بھر ہمیں پھر دیکھیے

درد ہجراں سے نہیں آتا مجھے دم بھر قرار
دل ہے مثل ماہی بے آب مضطر دیکھیے

مضطرب دل ہے جگر مضطر پریشاں حال ہوں
اک نظر میری طرف بھی بندہ پرور دیکھیے

بہہ رہے ہیں دیدۂ تر سے مرے لخت جگر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے قلب مضطر دیکھیے

آتش ہجراں سے دل جلکر ہوا مثل کباب
اشک خوں اڑنے لگے ہیں بنکے اخگر دیکھیے

ہو جنہیں منظور سیر طور سینا دیکھنا
کہدو اُنسے روضۂ تسکین کو آکر دیکھیے

شامیانہ ہے کھنچا لطف رسول اللہ کا
مرقد پر نور پر رحمت کی چادر دیکھیے
راہ میں محبوب کے عاصیؔ بھٹکتا ہے کہیں
ہیں شہ مسکین و بے کس اس کے رہبر دیکھیے

مثلث بر قصیدہ حضرت امیرؔ مرحوم

ہے التجا کرم میں نہ دیر اب ذرا لگے
کشتی مری تباہ ہو پار اے خدا لگے
ایسی ہوا چلے کہ مدینے کو جا لگے

جلتے ہیں استخوان شب فرقت سے رات دن
میں گھل رہا ہوں غم محبت سے رات دن
کوئی دوا لگے نہ بدن کو غذا لگے

ایسے کہاں نصیب کہ ہو شاہ تک گزر
ڈرتا ہوں میں زمیں مدینے کی چوم کر
ایسا نہ ہو کہ پھر کبھی افلاک کو بُرا لگے

سرمے کے بدلے آنکھوں میں اپنی لگاؤں خاک
ہو عرش پر دماغ مری خاک کا حضور
دامن کی آپ کے جو ذرا بھی ہوا لگے

ہرگز نہ ہو خوشی میں الم سے تو بے خبر
اے دل شب فراق سے رہ روز وصال ڈر
ایسا نہ ہو کہ پھر تیرے پیچھے بلا لگے

ہیں مصطفیٰ ہی ساری خدائی کے امیر
حضرت جدھر نکلتے تھے غل کرتے تھے فقیر
ہم بیکسوں غریبوں کی تم کو دعا لگے

ہمراہِ شوق عاصیؔ گم کردہ راہ کے
بھیجا سلام امیرؔ کا روضے پہ شاہ کے

لیکن زمیں سے نہ قدم اے صبا لگے

مثلث دیگر

برباد ہوئے خود بھی دلکو بھی مٹا بیٹھے   اک مست کی آنکھوں سے آنکھ اپنی لڑا بیٹھے
تھا فتنہ جو خوابیدہ ہم اسکو جگا بیٹھے

دل میں تو کدورت تھی ملنے کا بہانا تھا   وعدے کے وفا سے تو مقصود ستانا تھا
آئے تو تھا آئے بیٹھے تو الگ بیٹھے

نازک جو سنے حالت دل سینے میں گھبرایا   اب میری عیادت کا ظالم کو خیال آیا
اے موت تجھے ناحق ہم آج بلا بیٹھے

ہمنے ہی کیا اسکو دل دیکے ستم آرا   کس منہ سے کریں ہم پھر ظالم کا گلہ شکوا
ہم اپنے ہی ہاتوں سے آفت یہ مچا بیٹھے

تو ہم کو رولاتا تھا اب ہم کو تو رویا کر   اے چرخ ستم پرور منہ اشکوں سے دھویا کر
جینے ہی سے فرقت میں ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

آتی ہے وفا میری جب یاد انہیں اکثر   کہتے ہیں یہی سب سے مرقد پہ مری رو کر
اک عاشق صادق تھا ہم اسکو گنوا بیٹھے

ہاں تھی تو خطا دل کی الفت کا تقاضا تھا   یہہ جوش محبت تھا یہہ جوش تمنا تھا
ظالم تجھے سینے سے جو آج لگا بیٹھے

کیا اس سے ہوا حاصل غم ہو گیا پھر دونا   کیوں اس پہ کیا ظاہر افسانۂ دل اپنا
تم خود بھی ہوئے غمگیں اسکو بھی رلا بیٹھے

اب کون رہا مونس اب کون رہا ہمدم ۔۔۔ اے جانِ و دلِ عالم قربتیں تمہاری ہم

اک دل تھا جو پہلو میں اسکو بھی جلا بیٹھے

یا درد بڑھے دل کا یا اُسکا مداوا ہو ۔۔۔ یا وصل میسر ہو یا خون تمنا ہو

دل اک بُتِ ظالم سے اب ہم تو لگا بیٹھے

مرنا ہی غنیمت تھا قصہ ہی مٹا ہوتا ۔۔۔ پھر غیر سے کیوں تمنے ملنے کا کیا وعدا

کیوں بنکے مسیحا تم مُردے کو جلا بیٹھے

لبریز ہوا عاصیؔ اب عمر کا پیمانا ۔۔۔ پھر ہائے مدینے کو اتنک نہ ہوا جانا

ہم اپنی ہی غفلت سے قسمت کو سلا بیٹھے

مثلث دیگر بر قصیدۂ حضرت جامی علیہ الرحمۃ

بزمِ کثرت این و آں خلوت سرا ۔۔۔ گاہ در دل سازو گہ در دیدہ جا

ہر دو جائے تست یا بدر الدجیٰ

از قدِ طوبا ہمی گیریم کام ۔۔۔ طوبا آمد قدِ تو وقت خرام

گر خرامی سوئے ما طوبا لنا

با دلم چوں بندگاں خدمت گزار ۔۔۔ من نہ گویم بندۂ خویشم شمار

نیست حکمی بندہ را بر بادشا

آفریں بر جنبش مژگانِ تو ۔۔۔ خواہم از دل بر کشم پیکانِ تو

لیک از دل بر نمی آید مرا

دود پیدا شمع تا کے زیرِ غلف ۔۔۔ پردہ بکشا چوں نمودی آں دو زلف

تا رخست نیم بعد از عمرہا

از الم ہا در چمن تسلیم فرد — تا بہر چشمے ز راہت سرمہ برد
چشم من وا ر د غبار سے از صبا

عرض کن حاضی چو جامی بیدریغ — گر بسر جامی جدا سازی ز تیغ
بہ کہ سازی ز آستان خود جدا

خمسہ بر قصیدۂ مصنف

ہوس ہے بادشاہی کی نہ سودائے ہما مجھکو — خطاب جاہ و دولت کی نہیں رغبت ذرا مجھکو
نہ حاجت سیم کی مجھکو نہ پروائے طلا مجھکو — نہ ہے اکسیر کی خواہش نہ شوق کیمیا مجھکو
میسر ہو الٰہی خاک کوئے دلربا مجھکو

کہاں تک دل مرا فرقت میں غم کھائے خداوندا — مریض غم و کن ہی میں مر جائے خداوندا
یہ میرا جذب دل کچھ رنگ دکھلائے خداوندا — کوئی تدبیر پیدا ایسی نکل آئے خداوندا
کہ یثرب میں دکن سے پھر بلا لیں مصطفیٰ مجھکو

مریض ہجر ہوں کیا ہو طبیبوں سے دوا میری — تیرے ہی رحم پر ہے منحصر یا رب شفا میری
بر آئے مدعا میرا جو سن لے تو دعا میری — یہی ہے آرزو میری یہی ہے التجا میری
دکھا دے یا الٰہی پھر در خیر الوریٰ مجھکو

ہماری آہ سے اب جسم کے اعضا سلگتے ہیں — شرر بن جاتے ہیں جو اشک آنکھوں سے نکلتے ہیں
جگر دل دونوں پہلو میں بہ رنگ شمع جلتے ہیں — ادھر اک آگ لگی ہے جدھر کروٹ بدلتے ہیں
کہ سوز عشق نے آتش کا پتلا کر دیا مجھکو

رہیگا ہجر کا یہ درد و غم باقی نہ پھر اصلا
وہیں کھل جائیگا میرے دل پژمردہ کا غنچا
یہ بیمار محبت ہے یقیں ہو جائیگا اچھا
رفیقو دیکھ لینا اور یہی ہو جائیگا نقشا

مدینے کی اگر لگجائے گی ٹھنڈی ہوا مجھکو

ہوئے چھ سال پورا انتظار فصل بہاری میں
چلے گلشن کو سب مصروف ہیں آہ و زاری میں
گزرتے روز و شب ہیں انتہا نہایت بیقراری میں
وہ بلبل ہوں کہ پر جسکے کٹے فصل بہاری میں

مدینے کو اڑا کر لیچل اے باد صبا مجھکو

یہ کہکر مخالف میرے تحقیر کرتے ہیں
کہوں کیا اس سے جو صدمے مرے دل پر گزرتے ہیں
نہیں وہ پوچھتے بھی آپ جنکے غم میں مرتے ہیں
یہ طعنے تیر بنکر کلیجے میں اترتے ہیں

تخیل وہ ہوں اگر صورت دکھادو تم ذرا مجھکو

تصور میں نظر آجائے صورت میرے جاناں کی
پکارے دل مرا آمد ہے اب مہر درخشاں کی
یہیں تک تھیں نمایاں ہو تجلیات صبح خنداں کی
الٰہی دور ہو جائے سیاہی شام ہجراں کی

ڈراتی ہے بہت فرقت کی کالی بلا مجھکو

کیا دست جنوں نے حال تار تار گریباں کا
یہاں تک سلسلہ پہنچا مرے حال پریشاں کا
کہ اس سے سی رہا ہوں چاک میں صحرا کے داماں کا
گماں ہونے لگا ہے دن میں بھی اب شام ہجراں کا

رسول اللہ کی زلفوں کا سودا ہو گیا مجھکو

کبھی میں خنجر ابرو پہ رکھتا ہوں گلا اپنا
یہ چشم شوق کہتی ہے نہ دیکھا دلربا ایسا
کبھی بسمل میں ہوتا ہوں تمھارے تیر مژگاں کا
تصور میں تمھارے رخ کا جم جاتا ہے جب نقشا

شب فرقت میں ملتا ہے تڑپنے کا مزا مجھکو

اگرچہ جل رہا ہوں روز و شب میں نار فرقت میں
مگر لیگا مدینہ مجھکو آغوش محبت میں

خدا نے لکھدیا روز ازل ہی میری قسمت میں | مروں گا جا کے میں ہاں یہ لکھا لینا کوئی حضرت میں
کہو صورت نہ دکھلائے یہاں میری قضا مجھکو

خدا کے فضل سے تقدیر میری ہوگی گر یاور | کروں گا عرض میں جا کر یہ پیش روضۂ انور
نگاہِ رحم ہو اے رحمۃ للعالمین مجھ پر | در میخانہ پر آیا ہیں تیرے پھر گدا بن کر
شراب وصل سے مدہوش کر دیجیا مجھکو

در میخانہ پر تیرے رہی میری جبیں ساقی | نہ جاؤں تیرے دروازے سے میں لیکن کہیں ساقی
عطا ہو قبر کو میری یہیں تھوڑی زمیں ساقی | یہیں مرکر بھی میری خاک رہجائے یہیں ساقی
جدا میخانے سے اپنے نہ کر پھر خدا مجھکو

نگاہیں صورت تصویر حیرت کر رہ گئیں ایسی | کہ گویا بندگی ہے صاف اک الماس کی تختی
سراپا محو حیرت ہو کہ کیا حالت ہوئی میری | نہ اپنی ہی خبر مجھکو نہ حیرانی میں اور و کی
بنایا ہے تمہاری انجمن نے آئینا مجھکو

ہر اک منزل ہی کیا راحت فزا راہ مدینہ کی | دم عیسیٰ سے بڑھکر ہے ہوا راہ مدینہ کی
ہے اک جاروب کش باد صبا راہ مدینے کی | عجب دلکش نظر آئی فضا راہ مدینہ کی
گماں تھا ہر قدم پر گلشن فردوس کا مجھکو

دکھاتے تھے جسے ہر اک تمکین و وقار اپنا | کیا تھا وقف نظارہ ہر اک نے لالہ زار اپنا
زمیں کہتی تھی حور و نگاہی غازہ یہ غبار اپنا | دکھاتی تھی عجب انداز سے جلوہ بہار اپنا
نظر آتی تھی شان کبریائی جابجا مجھکو

کبھی پیکر شراب آرزو مستانہ چلتا تھا | کبھی باہر تڑپ کر اپنے شغف سے نکلا
کسی کا شوق رہ رہ کر کلیجے کو مسلتا تھا | کبھی دل خود بخود مت

کہوں کیا راستے میں جو ہاتھا کیا مزا مجھکو

گنہگاروں کو حضرت اپنے دامن میں چھپا لینگے
قدم لغزش میں آجائیں تو وہ آکر سنبھا لینگے
مری بگڑی ہوئی تقدیر کو حضرت بنا لینگے
غریق بحر عصیاں کو وہ محشر میں بچا لینگے
یہی امید ہے رحمت سے انکی عاصیا مجھکو

خمسہ دیگر بر غزل حضرت جلیل مد ظلہ استاد مصنف

خدایا نہ ظل ہما چاہیئے
نہ باغ جناں کی فضا چاہیئے
نہ اکسیر و سیم و طلا چاہیئے
مجھے درد دل کی دوا چاہیئے
غبار رہ مصطفے چاہیئے

ستارے وہ قسمت کے چمکا گئے
کہ گھر بیٹھے دلبر میرے آگئے
تصور میں صورت بھی دکھلا گئے
جسے چاہتے تھے اسے پا گئے
اب اسکے سوا اور کیا چاہیئے

نہ ہو مضطرب اتنا بہر خدا
بر آئے گا اک دن ترا مدعا
کشش ہو ادہر کی اگر اک ذرا
مدینہ پہنچنا ہے دشوار کیا
دل زار فضل خدا چاہیئے

درست اسنے گر میری نسبت رہے
تو دونوں طرف جذب الفت رہے
توسط کی پھر کچھ نہ حاجت رہے
یہ بیک تصور سلامت رہے
نہ قاصد نہ باد صبا چاہیئے

گلستاں میں میرا لگیگا نہ جی
نہ بھولینگے حاصل ہو فرحت کبھی

ہوا سے چمن سے ہو گئی خوشی — صبا کیا کھلا گئی دل کی کلی

تمہاری گلی کی ہوا چاہیئے

تمنا وصال بتاں کی نہیں — طلب مجھکو حور جناں کی نہیں
مجھے آرزو عز و شاں کی نہیں — ہوس نعمت دو جہاں کی نہیں

مجھے خواجۂ دوسرا چاہیئے

نہ چاہیں کسی رشک گلزار کو — نہ پوچھیں کسی کبک رفتار کو
نہ دیکھیں کسی لالہ رخسار کو — یہ کہتی ہیں آنکھیں کہ دیدار کو

جمال حبیب خدا چاہیئے

ہے حسن دل میں وہ ایسا فریبا ہیں — یہ نعمت نہیں ملتی ہے ہر کہیں
کبھی وہ نہ جائے دوا کے قریب — مرض سے کوئی درد خالی نہیں

مگر اپنے دل میں مزا چاہیئے

جو ہو اک نظر سرور کائنات — تو منزل کی سختی سے پاؤں نجات
میں تنہا ہوں وحشت میں گزرے گی رات — سفر میں توجہ رہے ساتھ ساتھ

کہ ہوں نابلد رہنما چاہیئے

نہ مایوس ہو کوئی عبد ذلیل — کہ عاصی کا ہے وہ معین و کفیل
خدا خود نکالے گا اسکی سبیل — بلائیں گے حضرت تمہیں بھی جلیل

مگر صدق دل سے دعا چاہیئے

خمسہ دیگر قصیدۂ حضرت امیر مرحوم

سیکڑوں تیر و تبر سینے پہ کھانے والے — آہ بھی دل سے کبھی لب پہ نہ لانے والے

بھوک میں پیاس میں سر اپنا کٹانے والے
گھر خوشی سے رہ خالق میں لٹانیوالے
چند صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

ظلم کیا کیا نہیں حضرت کے نواسوںؑ پہ ہوا
اہل بیت نبوی کا نہو کیوں رتبہ سوا
اشقیا دیتے تھے ہر روز انہیں رنج بنا
بیٹھنے پائے بھی گھر میں نہ مگر شکر کیا
ایسے ہوتے ہیں مصیبت کے اٹھانیوالے

آل اطہار نبیؐ کا کوئی کیا وصف کرے
جو پھرے انسے وہی چاہ ضلالت میں گرے
واقف راہ خدا تھے وہی سب سے اچھے
لگئے پیرو جو ہوئے وہ سر منزل پہنچے
رہ گئے وہ جو نہ تھے راہ پہ آنیوالے

کرتے ہیں بے سبب انکار نبوت ناداں
شاہد شان محمدؐ نہیں تنہا قرآںؑ
سیکڑوں اسپہ دلیلیں ہیں ہزاروں برہاں
لکھ گئے اپنی کتابوں میں نبوت کے نشاں
علماء موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے زمانیوالے

مال و دولت پہ نہ تھی شاہ دوعالم کی نظر
آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا کبھی حضرتؐ نے ادھر
ورنہ ہوجاتے طلا سارے جہاں کے پتھر
گنج پرویز کی جانب جو ہوا شہ کا گذر
کنجیاں لائے پئے نذر خزانے والے

سیکڑوں تیر کلیجے پہ لگے غم نہ کیا
انکی جرأت کا شجاعت کا بھلا کیا کہنا
راہ حق میں نہ تھی کچھ جان کی انکو پروا
بھوک میں پیاس میں اک ایک ہزاروں سے لڑا
کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانیوالے

گو بہتر کے مقابل ہوئے اعدا لاکھوں
اک نظر میں ہوئے ظالم تہ و بالا لاکھوں
سامنے شیروں کے روبہ تھے بہتیا لاکھوں
کربلا میں جو ہوئے کوہ دل اکیلا لاکھوں

یہ بہادر تھے کوئی آنکھ چرانے والے

نکالتے تھے کبھی ہاتو نسے کلیجا پیاسے | اور کبھی حیدر دکھادیتے تھے اپنا پیاسے
ایکدم بھی نہ رہے شاہ کے اعدا پیاسے | حیف صد حیف رہے خود لب دریا پیاسے

حشر میں چشمۂ کوثر کے لٹانیوالے

ناز سے فخر سے کہتے تھے یہ اعدا باہم | آج ہم نے کیا محبوب خدا کو پر غم
گرچہ دنیا میں ہوئے اپنے کئے پر خرم | کیسے پچھتائینگے دوزخ میں جلینگے جسم

خیمۂ آل محمدؐ کے جلانے والے

ہر زمانے میں رہی اسکی نمائش اعلا | دشمنوں میں بھی یہ اپنے کبھی دیکر رہا
کوششیں لاکھ ہوئیں زور کسیکا نہ چلا | آجتک نقش شریعت نہ مٹا پر نہ مٹا

مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانیوالے

غیب سے آئی ندا علی محزون دلگیر | چل مدینے کو سوئے پادشہ عرش سریر
کیسی دلکش ہے یہ اُستاد سخن کی تقریر | تو بھی راہی ہو مدینے کیطرف جلد امیر

غول کے غول چلے جاتے ہیں جانیوالے

خمسۂ دیگر بر غزل حضرت امیرؔ مرحوم

مطلع نور خدا مظہر سبحاں ہے یہی | جو مرے آئینۂ دل میں ہے مہماں ہے یہی
جبہہ قربان ازل سے ہے مری جان ہے یہی | یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی

یہ تو صورت ہے مری صورت جاناں ہے یہی

یاد میں گیسو کے ہوتی ہے بسر شب یکجا | مصحف رخ کے تصور میں ہوں دن کو رہتا

میں نہیں جانتا مسجد ہے کہاں دیر ہے کیا کفر و اسلام سے کچھ کام نہیں تیرے سوا
عاشقوں کا تو یہی دین ہے ایمان ہے یہی

تیرے مستوں کی نہیں دولت دنیا پہ نگاہ انکے نزدیک برابر ہے گدا شاہنشاہ
ظاہری شوکت و زینت کی نہیں انکو چاہ بستر ٹاٹ کا دو پارچہ کمبل کی کلاہ
تاج خسرو ہے یہی تخت سلیماں ہے یہی

جسکی ہستی سے ہوا اس عالم ہستی کا قیام بستا پنے کو سمجھ رکھ اسی ہستی سے کام
جب ہوا ہستی مطلق کا تیرے دل میں مقام اپنی ہستی کے سوا غیر کو سجدہ ہے حرام
مذہب پیر مغاں مشرب رنداں ہے یہی

ہے تیرے در پہ کھڑا عاصی محزون و دلگیر اک نظر فیض کی اسپر بھی ہو اے پیر منیر
انبیا اولیا سلطان ہیں اسی در کے فقیر دونوں عالم میں نہیں تیرے سوا کوئی امیر
یہی دانش ہے یہی بوجھ ہے عرفاں ہے یہی

تضمین

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا درس دکھا جا درس دکھا جا درس دکھا جا
غم فرقت جو رہ رہ کر کلیجے کو مسلتا ہے تو آنسو بنکے خونِ دل بھی آنکھوں سے ابلتا ہے
کہوں کیا ہائے سینے میں مرا دل کیسا مچلتا ہے تڑپ بڑھتی ہے جب دل کی تو منہ سے یہ نکلتا ہے
سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

رہوں کب تک کہیں میں یوں پریشاں یا رسول اللہ ہوتا عیش کا ہو جلد ساماں یا رسول اللہ
ستاتی ہے بہت اب شام ہجراں یا رسول اللہ دکھا دو وصل کی پھر صبح خنداں یا رسول اللہ
سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

بیاں میں کیا کروں فرقت میں حضرت ماجرا دل کا
کرے اب صبر دوریں نہیں یہ حوصلہ دل کا
کچھ ایسی چوٹ کھائی ہے کہ پھوٹا آبلہ دل کا
بڑی حسرت سے کہتا ہوں میں حضرت مدعا دل کا

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

ہزاروں داغ ہیں دل میں ہزاروں داغ سینے میں
یہاں صورت دکھا دو یا بلا لو پھر مدینے میں
مزا آتا ہے کھانے میں نہ کچھ لذت ہے پینے میں
غرض بے آپ کے حضرت نہیں کچھ لطف جینے میں

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

مدینے سے یہاں لاکر کیا برباد قسمت نے
کیا دامانِ دل کو پرزے پرزے دست وحشت نے
مجھے گھیرا ہے بیکس جان کر درد و مصیبت نے
جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے تیغ فرقت نے

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

لگی ہے آگ کچھ ایسی کہ دل جلنے لگا ساقی
ہے دل غش میں ذرا دے اپنے دامن کی ہوا ساقی
بلا لے میکدے میں اپنے پھر بہرِ خدا ساقی
میں صدقے جام اک دیدے مجھے دیدار کا ساقی

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

مجھے جب یاد ساقی وہ ترا میخانہ آتا ہے
جو میرے سامنے لیکر کوئی پیمانہ آتا ہے
تو رہ رہ کر کلیجا منہ کو بیتابانہ آتا ہے
تڑپتا ہوں خیالِ نرگسِ مستانہ آتا ہے

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

تری فرقت میں زخمِ دل مرے پھر ہو گئے آلے
کمالِ ضعف سے اٹھتے نہیں ہیں پیا اپنا لے
ابھرنے پھر لگے پانی چرا کر دل کے سب چھالے
جگر کا کیا ٹھکانا پڑ گئے ہیں جان کے لالے

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

ترا وہ جلوۂ مستانہ جس دم یاد آتا ہے
مجھے اپنے دل بیخود کا عالم یاد آتا ہے

جگر کا زخم اور وہ لطف مرہم یاد آتا ہے
وہ دینا جام مے بھر بھر کے پیہم یاد آتا ہے

سیّاں تورے پیّاں لاگوں دَرس دِکھا جا

تیرے دیدار کا بھوکا ہوں جیتے جی اب ہوتا ہوں
تصور میں لب رنگیں کے جانا خون روتا ہوں

تو غم کا ناشتہ کر تیکو منہ اشکوں سے دھوتا ہوں
تیری حسرت جگا دیتی ہے جب تو نکو سوتا ہوں

سیّاں تورے پیّاں لاگوں دَرس دِکھا جا

کہوں کیا درد فرقت ان دنوں کچھ بڑھ گیا ایسا
نہ سوجھی کچھ دوا اسکی تڑپ کر رہ گئے عیسیٰ

پریشاں ہیں اطبا سب کچھ بھی کم نہیں ہوتا
تیرے ہی رحم پہ ہے منحصر جاناں علاج اسکا

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا:

کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا
تمہارے غم نے اسکو کر دیا مسکن مصیبت کا

جو گل کھلتا تھا اس گلشن میں وہ تھا تمہاری راحت کا
جو تم چاہو تو پھر ہو جائے یہ گلدستہ عشرت کا

سیاں توری پیّاں لاگوں درس دکھا جا

نہ دن کو چین ملتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے
لبوں پر جان ہے جاناں آتی ہے نہ جاتی ہے

تیری فرقت مجھے دن رات بے حد ستاتی ہے
تیرے دیدار کی حسرت لہو ہر دم رلاتی ہے

سیّاں تورے پیّاں لاگوں درس دکھا جا

نہ کر نا مجھکو پھر غم کا نشانا یا رسول اللہ
نہیں گر مجھسے ممکن میرا آنا یا رسول اللہ

یہی ہے طائر دل کا ترانا یا رسول اللہ
تمہیں دشوار کیا صورت دکھانا یا رسول اللہ

سیّاں توری پیّاں لاگوں درس دکھا جا

حسین ہو حبیب ہو دلربا ہو نازنیں تم ہو
تصور میں ہر اک کے ہو ہر اک کے دلنشیں تم ہو

دو عالم ایک خاتم ہے تو خاتم کے نگیں تم ہو
حقیقت میں بہار باغ دنیا کے حسیں تم ہو

سیاں تورے پیاں لاگوں درسن دکھا جا

سنبھالوں کس طرح جاناں میں اپنے قلبِ مضطر کو ۔ میں روکوں آستیں رکھ کر کہاں تک دیدۂ تر کو
بدل دو اپنی رحمت سے میری قسمت کی چکر کو ۔ چھپاؤ کشتۂ غم سے نہ اب روئے منور کو

سیاں تورے پیاں لاگوں درسن دکھا جا

نظر آتے نہیں کیوں آپ اس کے دلنشیں ہو کر ۔ گوارا اس قدر دوری رگِ جاں سے قریں ہو کر
ستاتا ہے فلک عاصی کو مارِ آستیں ہو کر ۔ نگاہِ رحم کر کیوں رحمۃ للعالمین ہو کر

سیاں تورے پیاں لاگوں درسن دکھا جا

تخمیس بر غزل حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

بر عارضِ خود نقاب داری ۔ خورشید تہ سحاب داری
تو چاہ ذقن پر آب داری ۔ از آبِ رخت گلاب داری

وز تاب لبت شراب داری

شکر خجل از لبان شیریں ۔ بر خال فدا ہزار پروین
قربان نکنم چرا دل و دین ۔ چوں سنبل تر دو زلف مشکین

دو نرگس مست خواب داری

پیش مہ روئے تو اے شہ من ۔ خورشید چراغ زیر دامن
ابرو تہ بود بچشم پرفن ۔ سحر صبح بیاض جبہہ روشن

دو مصرع لاجواب داری

اے سرو روان ز قد تسلیم ۔ اے جان جہان و جسم تسلیم

هستی تو اگرچہ دل نشینیم — من شیرہ ام ترا چہ بینیم

تو روئے چو آفتاب داری

اے راحت جان بیقرارم — فرما نظری بحال زارم
شد کُشت در انتظارم — من عاشق زارم و نزارم

از من تو چہ اجتناب داری

در درد و غم عشق تست ہر دم — بیتابی دل نمی شود کم
با عذر نیاز و چشم پُر نم — پیش تو بہ عجز سر نہادم

بر من تو چہ را عتاب داری

در ہجر تو حال من خراب است — نے خواہش خور نہ میل خواب است
این نقش وجود من حباب است — این ہستی من مرا حجاب است

تو از چہ برُخ نقاب داری

گریم ہمہ شب بہ یادِ آن رو — روزم سیہ است از آن دو گیسو
سوزد چو تنور صدر و پہلو — بر آتش عشقت اے جفاجو

تا چند دلم کباب داری

ہستم نحیف و زار بے تو — دل ریش و جگر فگار بی تو
سیماب وشیم یار بے تو — مارا نبود قرار بے تو

این طرفہ کہ تو حجاب داری

کے بود چنین امید امشب — گویاست نوید عید امشب
باید رُخ یار دید امشب — یارم بسرم رسید امشب

اے دیدہ چہ میل خواب داری

تا چند ز دیدہ خوں فشانیم — تا کے بہ فراق تو بمانیم
زود آ کہ بلب رسیدہ جانیم — ما بے تو ضعیف و ناتوانیم

بے ما تو چگونہ تاب داری

آنانکہ بحسن آفتاب اند — بر آتش عشق او کباب اند
در الفت او بسی خراب اند — عاجز چو تو کشتہ بے حساب اند

خود را تو چہ در حساب داری

مخمس بر غزل حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

گہ خال شدہ عارض زیبائے تو بوسم — گہ گشتہ صبا غنچہ لبہائے تو بوسم
گہ شانہ شدہ زلف چلیپائے تو بوسم — گہ سرمہ شدہ نرگس شہلائے تو بوسم

گہ رنگ حنا گشتہ کف پائے تو بوسم

در ہجر تو روزم ز صد آفت بہ شب آمد — ہر شب کہ بیامد بہ سرم یک غضب آمد
اے آمدنت ہستی ما را سبب آمد — زود آ کہ در یاد تو جانم بلب آمد

لعل لب جان بخش مسیحائے تو بوسم

مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی تو — دین حب رخت کفر شدت الفت گیسو
آنی چو مہ نو بہ شبے اے بت نیکو — از فرط ادب سجدہ کنم در خم ابرو

در جوش جنون زلف چلیپائے تو بوسم

اے چشم فلک مثل تو در دہر ندیدہ — سروی چو تو در گلشن عالم نہ دمیدہ

گاہی چو بیائی بمن درد رسیدہ — جاروب ز مژگاں کنم و فرش ز دیدہ
ہر جا کہ نہی پائے خود آں جائے تو بوسم

خواہم کہ بیایم بحریم حرمت راہ — لیکن نشود یار مرا تا در درگاہ
آیم بہ گلستاں بہ تمنائے تو اے ماہ — چوں وصل تو دستم ندہد شام و سحرگاہ
گل را بچیاں رخ زیبائے تو بوسم

باقصر بہرے دلم و نے خواہش گلزار — صحرا نہ طلب سازم و نے مائل کہسار
مطلب نہ ز فردوس نہ از حور سروکار — شاہا بدلم ہست تمنا کہ بیک بار
آں عتبہ والائے فلک سائے تو بوسم

شد منفعل از ماہ رخت مہر درخشاں — شرمندہ ز حسن تو بود یوسف کنعاں
گویم چہ شود حال من خستہ ہجراں — بینم چو جمال تو بخواب ای مہ تاباں
در پائے فتم خاک قدم ہائے تو بوسم

آید نہ بہر دیدہ و دل نور جلالت — واقف نبود ہر بشر از حد کمالت
عاصی چہ رسد تا بدر قصر جلالت — محروم ہمی گشتم من عاجز ز وصالت
بس پائے خیالت بہ تمنائے تو بوسم

تضمین مصرعہ حضرت جامی علیہ الرحمۃ

محبوب خاص خالق ارض و سما ہے تو — سرتاج انبیا و شہ اولیا ہے تو
خورشید آسماں سخا و عطا ہے تو — سب خلق تیرے نور سے نور خدا ہے تو
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو بحرِ کائنات کا دُرِّ یتیم ہے
مختارِ کارخانۂ ربِّ عظیم ہے
تیرا نہ ہے عدیل نہ کوئی سہیم ہے
محتاج تیری خلق ہے اور تو کریم ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دونوں جہاں میں تیری بزرگی ہے آشکار
ہے خلق ساری تیرے کرم کی اُمیدوار
جھکتا ہے تیرے سامنے ہر ایک ذی وقار
ہے تیرے ہاتھ میں قلمِ عفوِ کردگار

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سنتا ہے تیرے دم سے غلاموں کی ہست و بود
دریا اگر نہ ہو تو حبابوں کی کیا نمود
پایا ہے دو جہان نے تیرے نور سے وجود
اے چشمۂ عطا و کرم بحرِ فیض و جود

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تیرا ہی زلہ خوار ہے دنیا میں ہر کوئی
جن و بشر ملک ہو ولی یا کہ ہو نبی
اور عاقبت میں بھی تیرے محتاج ہیں سبھی
کس کی مجال ہے کہ کرے ہمسری تری

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

رونق فزائے انجمنِ لامکاں ہے تو
دونوں جہاں میں باعثِ امن و اماں ہے تو
سایہ ہے جس کا عرش وہ آسماں ہے تو
شیرازہ صحیفۂ کون و مکاں ہے تو

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے باعثِ وجودِ جہاں سیدالانام
تیرے بغیر نکلا نہ ہرگز کسی کا کام
وابستہ تیرے دامنِ دولت سے ہیں تمام
وجہِ قبولِ توبۂ آدم ہے تیرا نام

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پہنچے جو عرش پر شبِ معراج مصطفٰے
تھی اک طرف تو کثرتِ ارواحِ انبیا

ادا ایک سمت فوج ملائک کا تھا پرا | شانِ حبیب دیکھ کے کہتے تھے برملا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہو جائے ہر وصف جو ہر موئے تن زباں | شمہ نہ ہو سکے تیرے اوصاف کا بیاں
ہر چند طول ہے تیری مدحت کی داستاں | لیکن ہے میرا اور یہی قول ہر زماں

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ایسا کیا ہے تیغ رسالت نے بند و بست | سب مٹ گئے جہاں میں جتنے تھے بت پرست
جو سر بلند تھے انہیں تو نے کیا ہی پست | تجھ سے ہیں سب جہان کے زبردست زیردست

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سرتاج آسمان و زمیں نورِ خاصِ رب | شاہِ اُمم خدیو عجم خسروِ عرب
عالی نسب بلند حسب ہاشمی لقب | تو مثل مہر انبیا ذرّے ہیں تیرے سب

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترکِ ادب ہے گرچہ ہماری یہ گفتگو | لیکن نکال لیتے ہیں ہم دل کی آرزو
محبوبِ خاص حضرتِ جل و علا ہے تو | لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسکو نہ کیوں نجات ہو جو تیرا نام لے | عاصی کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو تھام لے
وقتِ اخیر شانِ رحیمی سے کام لے | تیرے سوا پناہ کہاں یہ غلام لے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مخمس بر غزل حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

گر لمعۂ از مہرِ درخشان تو یابند | در پرتوئے از گوہرِ دندان تو یابند

بوی اگر از سیب زنخدان تو یابند — گر قطره از چشمهٔ حیوان تو یابند

جان از سر نو باز شهیدان تو یابند

ای منفعل از تاب رخت مهر درخشان — شرمنده ز حسن تو بود یوسف کنعان
چون سایه بپای تو فتد سنبل پیچان — گرد سر زلف تو بگردند غزالان

تا بوی از آن زلف پریشان تو یابند

تا چند کنی جور و جفا ای ستم آرا — بنما رخ پر نور تو ای شوخ خدارا
جز یاد تو در خاطر ما نیست نگارا — برهم بزنند ار دل دیوانهٔ ما را

پر حسرت و اندوه بیابان تو یابند

ای زلف چلیپای تو غارت گر دلها — چشمان سیه مست تو و ساغر صهبا
دو عارض پر نور تو رشک ید بیضا — آیند به بزم تو بهم خضر و مسیحا

آبی مگر از چاه زنخدان تو یابند

زلف تو بود دام دل و جان خردمند — کی گشت رها هر که بیافتاد در آن بند
اهل هوس اسرار نگاه تو چه دانند — زان نوک مژه گر سر زخمش بکشانند

صدها به دلم ناوک و پیکان تو یابند

پیش لب و دندان تو ای خسرو خوبان — خجلت زده در عدن و لعل بدخشان
آیی چو دمی بهر تفرج به گلستان — در جیب کند غنچه و گل نیز به دامان

گر شمه از بوی گریبان تو یابند

ای منفعل از طرز خرام تو قیامت — سرو چمن تو رسته نه به بستان لطافت
با سایه صفت دور بناشیم ز پایت — یاران چو بجویند به میدان محبت

گوئے دلِ ما نیز بدامانِ تو باشد

آں ساقیِ غارتگرِ دین و خرد ہستی — گر یک نگہہ ہست رہ ہوش بہ بستی
در بزمِ تو ہر کس چہ کند بادہ پرستی — پیراہنِ جاں چاک کنند از رہ مستی

گر رشحہ از جامِ تو مستانِ تو باشد

عمریست بہ خاکِ درت افتادہ ام اے جاں — للہ بکن رحم بحالِ منِ نالاں
آخر چہ جوابش دہی اے سرو خراماں — روزیکہ شود پرسشِ احوالِ شہیداں

خونِ ہمہ عشاق بدامانِ تو باشد

ہر چند بود جلوۂ آں ماہ بہر جا — حاصل چہ ازاں گر نبود دیدۂ بینا
عاصی چہ رسد کس بسراغِ بتِ یکتا — جویند بسے کوہ و بیابان چو زلیخا

عاجز بدلت آں مہِ کنعانِ تو باشد

خمسہ دیگر بر غزل حضرت ناظم سلمہ اللہ

بالذات اگرچہ تو عیاں ہو نہیں سکتا — مظہر تیرا بے نام و نشاں ہو نہیں سکتا
تو لاکھ چھپے جلوہ نہاں ہو نہیں سکتا — جز تیرے مجھے اور گماں ہو نہیں سکتا

یہ ہو نہیں سکتا یہ نہاں ہو نہیں سکتا

بتلاتی ہے سب حال عنایت تیری مجھکو — ہو جاتی ہے معلوم حقیقت تیری مجھکو
دکھلاتی ہے آئینہ جو وحدت تیری مجھکو — ہر شے میں نظر آتی ہے صورت تیری مجھکو

جلوہ جو عیاں ہے وہ نہاں ہو نہیں سکتا

کرتا نہیں میں نالہ و فریاد ہمیشہ — رہتا ہوں تصور میں ترے شاد ہمیشہ

یہہ منزلِ مقصود ہے آباد ہمیشہ ۔ رہتی ہے میرے دل میں تیری یاد ہمیشہ

یہاں سے خالی یہہ مکاں ہو نہیں سکتا

یہہ تو کہو تنہائی میں پاؤں تمہیں کیونکر ۔ محفل میں ہیں دشمن ہیں بلاؤں تمہیں کیونکر
داغ جگر اپنا میں بتاؤں تمہیں کیونکر ۔ احوال شب درد سناؤں تمہیں کیونکر

یاری نہیں دیتی ہے زباں ہو نہیں سکتا

شمشاد ہے قامت تیری رخسار ہیں دو گل ۔ چشمان سیہ ہیں تیری دو ساغر پر مل
تو غنچہ دہاں زلف تیری غیرت سنبل ۔ اے گل تیری فرقت نے بنایا مجھے بلبل

کچھ کام بجز شور و فغاں ہو نہیں سکتا

ہے محفل دشمن میں جو تکرار مجھی سے ۔ معلوم ہوا کیوں ہے یہہ اصرار مجھی سے
مطلب ہے کہ سن لیں میرا اظہار مجھی سے ۔ وہ پوچھتے ہیں حال دل زار مجھی سے

یہہ حال ہے میرا کہ بیاں ہو نہیں سکتا

اب رحم میرے حال پہ ہو بہر خدا کچھ ۔ تجھ پر یہ ہو بیمار محبت کی دوا کچھ
یہہ سوچ کے ملجائیگا الفت کا صلا کچھ ۔ رو رو کے میں کہتا ہوں ہے پاس وفا کچھ

ہنس ہنس کے وہ کہتے ہیں کہ ہاں ہو نہیں سکتا

تو جام مجازی کا یہاں دور ہے زاہد ۔ عشاق کی ہستی کا عجب طور ہے زاہد
تجھ میں یہہ کہاں حوصلہ غور ہے زاہد ۔ یہہ پردہ ہے اس پردہ میں کچھ اور ہے زاہد

بجز عشق خدا عشق بتاں ہو نہیں سکتا

گو زخم جگر لایق مرہم نہیں ناظم ۔ لذت مگر اس درد کی کچھ کم نہیں ناظم
رسوائی کا عاصی کو بھی ماتم نہیں ناظم ۔ بدنام اگر عشق میں ہوں غم نہیں ناظم

کیا راحت جاں آفت جاں ہو نہیں سکتا

خمسہ دیگر بر غزل ایضاً

فقط نہ عرض ہمارا سلام کر کے پلٹ — پلٹ جو یہ ہم سے انکی تو نام کر کے پلٹ
ہو جس طریق سے مقصد تمام کر کے پلٹ — ادھورا آج بھی قاصد نہ کام کر کے پلٹ
ادا تمام ہمارا پیام کر کے پلٹ

کچھ اسکا شکوہ خدا کی قسم نہیں قاصد — بلا ہی لیں تو عنایت یہہ کم نہیں قاصد
جو بات قابل رنج و الم نہیں قاصد — اگر وہ تجھ سے نہ بولیں تو غم نہیں قاصد
تو انکے سامنے جا کر سلام کر کے پلٹ

اسی کے بندۂ الفت ہیں راہب و عابد — اسی کے در کے ہیں سب شیخ و برہمن ساجد
اگرچہ آئینے دو ہیں پر ایک ہے شاہد — ادھر ہے کعبہ ادھر دیر ہے ترے زاہد
یہاں سلام وہاں رام رام کر کے پلٹ

ہماری قتل کی اسے سیر دیکھنے والو — قتیل ناز پہ اتنا کرم تو فرماؤ
خدا کیواسطے قاتل سے تم ذرا پوچھو — کریگا دفن بھلا کون تیرے عاشق کو
جو لی ہے جان تو کچھ اہتمام کر کے پلٹ

ترے فراق میں دونوں کا ایک ہی ہے آب — یہہ بیقرار ہیں انکو تو شب کو وہ بیتاب
وہ یاد زلف میں خستہ یہہ یاد رخ میں خراب — تیری تلاش میں کہتا ہے مہر سے مہتاب
کہ صبح کر کے چلا میں تو شام کر کے پلٹ

اگرچہ ناز کا قاتل کے مل رہا تھا مزا — مگر جو شوق تھا صاحب کو ذبح ہونیکا

سمجھ کے دل میں رہ جائے پھر نہ یہ جھگڑا — رکی جو تیغ تو ناظم رگ گلو نے کہا

ذرا سا کام ہے باقی تمام کرکے پلٹ

مخمسہ ایضاً

بلا ہو جائیگا سودائے جاناں میں سمجھا تھا — کرونگا تار تار اپنا گریباں میں سمجھا تھا
رہونگا صورت سنبل پریشاں میں سمجھا تھا — کریگی دل کا تو خوئے زلف پیچاں میں سمجھا تھا

پہنیگا کفر کے پھندے میں ایماں میں سمجھا تھا

کیا تھا قتل پر اسکو بڑی مشکل سے آمادہ — یہ سمجھا تھا کہ طے ہو جائیگا ہر روز کا جھگڑا
یہ کیا معلوم تھا دشمن بیگانہ خود گلا اپنا — ہزار اسنے کیا مڑ مڑ کے شکوہ سخت جانی کا

سنیگی بار کی شمشیر براں میں نہ سمجھا تھا

تمھارے عشق میں برباد کی ہے میں نے عمر اپنی — نہیں انصاف سے کہدو نہیں یہ بات کیا سچی
محبت میں وفا کی کون سی صورت اٹھا رکھی — نہیں اپنا سمجھ کر میں نے اپنی جان تک دیدی

خود اپنے دل کو اپنا دل میں جاناں یا نہ سمجھا تھا

نہ تھا معلوم اسکے پیچ و خم ہیں عشق کے پھندے — سمجھتا تھا میں ان حلقوں کو اپنی آنکھ کے حلقے
تصور میں مزے لیتا تھا سیر سنبلستاں کے — نظر میں پھرتی ہے زلف گرہ گیر اسکے دیکھے سے

کڑی پڑ جائیگی زنجیر زنداں میں نہ سمجھا تھا

بلا سے ہونے تھے جور و جفا میں حشر تک جیتا — تصور بھی نہ کرتا موت کا میں حشر تک جیتا
خضر سے مانگتا آب بقا میں حشر تک جیتا — نہ کرتا اپنے مرنے کی دعا میں حشر تک جیتا

وہ ہو نگے اتنے نالاں تنگ گریاں میں سمجھا تھا

سہا گا ہی تھی ہو گئے مجھ پہ ظلم ہزار و لیکن
گل و بلبل کا افسانہ یہی مجھ کو یاد تھا لیکن
خبر تھی ملتی ہے جرم محبت کی سزا لیکن
ہنسائیگا میرا رونا انہیں معلوم تھا لیکن
رولائیگا مجھے وہ روئے خنداں میں نہ سمجھا تھا

نہ پوچھو مثل بلبل خلد میں ہوں کس لئے مضطر
کہوں کیا اشک کیوں آنکھوں میں کھنچ آتے ہیں لیکن
بتاؤں کیا کہ کس کے واسطے میں ہوں یہاں بےبس
گل گلزار طیبہ یاد آجاتے ہیں رہ رہ کر
مجھے یہ خار دیگا باغ رضواں میں نہ سمجھا تھا

سنو عاصی یہ کہتا ہے سدا تم کو سنو ناظم
بجا کہتے ہو کہتے ہو جو تم مقطع میں یوں ناظم
مزے لے لیکے ٹکسالی زباں کی داد دو ناظم
خدا کے فضل سے میں جانشین داغ ہوں ناظم
مجھے مانینگے شاعر زباں داں میں نہ سمجھا تھا

مسبع در معراج شریف

کیوں جہاں نور سے معمور ہوا آج کی رات
کیوں ترقی پہ ہے تاروں کی ضیا آج کی رات
کیوں سماوات پہ ہے جشن بپا آج کی رات
کس لئے دن سے منور ہے سوا آج کی رات
کیوں سنوارا گیا ہے عرش علا آج کی رات
کونسا ہوگا قمر جلوہ نما آج کی رات
دیکھنا کس کا ہے منظور خدا آج کی رات

کس کے جلوے سے ہے پرنور یہ عالم سارا
طور کا کس لئے پھر آج کھینچا ہے نقشا
سارے عالم کو لٹانے لگا جلوہ کس کا
آج ہر دشت ہے کیوں وادی ایمن سے سوا
کس لئے غش میں ہیں پھر آج جناب موسیٰ
کس کے رخسار منور سے ہٹا ہے پردا
ذرہ ذرہ ہے جو خورشید بنا آج کی رات

کیوں سجے جاتے ہیں فردوس معلی کے مکاں — کیوں جواہر سے ہیں آراستہ حوران جناں
مست کیوں فرط مسرت سے ہیں سارے غلماں — ہر طرف کس لئے ہے عیش طرب کا ساماں
آج آتا ہے نظر کس لئے خرم رضواں — کونسا گلبدن اس باغ میں ہوگا مہماں

کیوں ہے جنت کی فضا روح فزا آج کی رات

فرط شادی سے ہے پھولا ہوا کیوں ہر گلشن — بھر گیا کس لئے پھولوں سے صبا کا دامن
وصف میں کس کے ہے سوسن ہمہ تن زباں — پتہ پتہ ہے کیوں چاند سے بڑھکر روشن
چہچہے کرتے ہیں کیوں شاخ پہ مرغان چمن — کیوں ہر اک غنچے پہ ہے آج غضب کا جوبن

دلربا کیوں ہے ہر اک گل کی ادا آج کی رات

ہے جو آب شجر طور جو ہر شاخ شجر — رو کش شمع سر طور ہے اک اک گل تر
قمقمے نور کے آتے ہیں نظر سارے ثمر — بہتی ہے نہر رواں قلزم رحمت بنکر
ہو کے حیرت زدہ کہتی ہے یہ ضو انکی نظر — کسکی آمد ہے یہ ہے کون حبیب داور

کس لئے خلد کا عالم ہے نیا آج کی رات

کسکی پابوسی کا مشتاق ہے عرش اعلیٰ — کونسا صدر نشیں ہوتا ہے رونق افزا
جا بجا قدسیوں کا آج ہے مجمع کیسا — لامکاں منتظر جلوہ ہے یا رب کسکا
کس لئے عطر فشاں آج ہے جنت کی ہوا — کیوں ملک کہتے ہیں سب صل علیٰ صل علیٰ

وجد میں کس لئے ہیں ارض و سما آج کی رات

کیوں جھکی پڑتی ہے سجدے کو فرشتوں کی جبیں — پر بچھائے ہوئے کیوں آج ہیں جبرائیل امیں
انبیا دیکھتے ہیں شوق سے کیوں سوئے زمیں — چشم بر راہ ہے کس ماہ کیلئے عرش بریں
کیوں نہاں رات کے پردے میں ہے خورشید مبیں — ماہ کیوں آج خجالت سے ہوا گوشہ گزیں

حور و غلماں ہوئے کیوں غرق حیا آج کی رات

کون آتا ہے یہ تخلیق جہاں کا مقصد — لامکاں میں ہی بچھے آج یہ کس کی مسند
کس کا ہے نام جسے کہتے ہیں احمد احمد — کونسا گل ہے یہ سرتاج بہار سرمد
قدسیوں کو ہوئی کیوں آج مسرت بیحد — گلشن قدس میں کس گل کی ہے آمد آمد

باغ وحدت کی ہے کچھ اور ہوا آج کی رات

چھائی ہے میکدۂ دہر پہ رحمت کی گھٹا — اور بدلی ہوئی ہے گلشن عالم کی ہوا
جگمگاتا ہے مے توحید کے میخواروں کا — کانوں میں آرہی ہے قلقل مینا کی صدا
دمبدم بادۂ عرفاں کا ہے ساغر چلتا — بیخود و مست نظر آتے ہیں ارباب صفا

ہے شب قدر سے بڑھکر بخدا آج کی رات

ہر جگہ جوش مسرت کا نیا ہے عالم — آج عشرت سے بدل جائینگے سب رنج و الم
زلف کی طرح بکھر جائیگا شیرازۂ غم — ہوگئے اب فکر کے اوراق بھی درہم برہم
آج آتی ہے نظر ساری خدائی خرم — کہتے ہیں فرط مسرت سے فرشتے باہم

نور حق ہوتا ہے مہمان خدا آج کی رات

واقف سر خدا ختم رسل شاہ امم — باعث فخر جہاں مایۂ ناز آدم
غنچۂ باغ حدوث و گل و گلزار قدم — جوہر کان وجود و در دریائے عدم
مہر و مہ کہتے تھے پردو نہیں فلک کے باہم — جسکے رخساروں سے پرنور ہیں دونوں عالم

پھر سے آتا ہے وہ بدر دجیٰ آج کی رات

کیسے بن ٹھن کے چلے ہیں میرے مولا دیکھو — دل پسے جاتے ہیں لاکھوں کے چلنا دیکھو
چشم حق بیں میں ہے مازاغ کا سرما دیکھو — سر اقدس پہ بند حبابانکا عماما دیکھو

دلربا یا نہ وہ حسنِ شہ والا دیکھو — آؤ آؤ ذرا یہہ طرفہ تماشا دیکھو

خود خدا ہوگیا ہے محو لقا آجکی رات

فخر سے کہتا تھا تن تن کے براقِ حضرت — مجھسے کب ہے کسی مرکب کو بھلا کچھ نسبت
فضلِ خالق سے ملی آج مجھے جو عزت — کسکو کونین میں حاصل ہوئی ایسی دولت
آج ہے دیں نظر بازو نکے میری عظمت — اوج پر ہے شبِ معراجمیں میری قسمت

پشت پر ہیں میرے محبوب خدا آجکی رات

قدسی کہتے تھے کیا شکل ہے ساری دیکھو — آرزو پوری ہوئی آج ہماری دیکھو
وہ چلی آتی ہے حضرت کی سواری دیکھو — ہر قدم پر ہے فدا باد بہاری دیکھو
اور جلوداری میں ارواح ہیں سارے دیکھو — پیشوائی کو بڑھی رحمت باری دیکھو

عرش پر آتے ہیں محبوب خدا آجکی رات

نور حضرت کا نہ تھا نور الٰہی سے جدا — ظاہری شان پہ ہوتا تھا بشر کا دھوکا
دیکھ لیتی تھی کبھی انکو جو چشمِ بینا — اور ہی شان نظر آتی تھی اسکو بخدا
کھل گیا راز یہ معراجمیں آخر انکا — اٹھ گیا خلوتِ توحید کا جسدم پردا

ایک جا ہوگئے دو نور بہا آجکی رات

حق نے معراجمیں یہ سرورِ عالم سے کہا — کہ نہیں ہے مجھے محبوب کوئی تجھسے سوا
مجھمیں اور تم میں نہیں اب کوئی حائل پردا — منگیا رنگ دوئی آج جدا وہ نقشہ
تاج اب ہمنے شفاعت کا تمہیں کو بخشا — فکر امت کے گنا ہونکی نکرنا اصلا

جو کرو ہوگی وہ مقبول دعا آجکی رات

کسکی نعلین مبارک کا تصدق یہ تھا — ہوگئی امت مرحومہ جو دوزخ سے رہا

رحمتِ حق کے مزے لوٹے نہ شہ نے تنہا / عاصیوں کو بھی شرف آپ نے شرکت کا دیا
کیوں خیال انکو نہ معراج میں اسکا رہتا / رات دن جس کے لئے کرتے تھے رو رو کے دعا

بھول سکتے تھے وہ اُمت کو بھلا آج کی رات

ذکرِ معراج سے ہوتا ہے عجب دلکو سرور / رنج و غم ہوتے ہیں عشاق کے دل سے کافور
عاصی ہیچ مداں کا ہے بھلا کیا مقدور / کر سکے کچھ شبِ معراج کی حالت مسطور
ناظر اللہ تمھارا تھا تم اُس کے منظور / یادگار شبِ معراج مبارک ہیں حضور

ہر طرف جشن ہے شاہانہ بپا آج کی رات

ترجیع بند

چناں بہ خستہ دلم را فراق سیمبرے / کہ ماند تاب اقامت نہ طاقتِ سفرے
نہ ہمت آہ جگر را بہ کوئے او گذرے / چگونہ عرض کنم حال خود بہ آں قمرے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ ما نمی برد خبرے

عطا ہوں مجھے پروبال یا رسول اللہ / کہ اڑ کے پہنچوں حرم اس سال یا رسول اللہ
کیا فراق نے پامال یا رسول اللہ / میں کیسے عرض کروں حال یا رسول اللہ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ ما نمی برد خبرے

پڑا دکن میں ہوں ناچار تجھ سے کون کہے / تڑپ رہا ہے دل زار تجھ سے کون کہے
قریب مرگ ہے بیمار تجھ سے کون کہے / پلاؤ شربتِ دیدار تجھ سے کون کہے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ ما نمی برد خبرے

تمہارے ہجر میں ہر روز تازہ آفت ہے
ہمارے حق میں ہر اک شب شب قیامت ہے
جگر پہ کوہ الم جان پہ مصیبت ہے
یہ تم سے کون کہے جو ہماری حالت ہے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ ما نمی برد خبرے

تڑپ رہا ہوں میں دن رات درد فرقت سے
بلا لو جلد مدینہ میں اپنی رحمت سے
گذر رہی ہے دکن میں بڑی مصیبت سے
مگر یہ کون کرے عرض جا کے حضرت سے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ ما نمی برد خبرے

مدینہ آؤں نہ اس میں جان یہ مشکل ہے
کروں فراق میں ضبط فغاں یہ مشکل ہے
رہوں دکن میں سہوں درد ہجراں یہ مشکل ہے
سناؤں حال دل ناتواں یہ مشکل ہے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ ما نمی برد خبرے

غم فراق سے ہے دل مضطرب سینے میں
مزا رہا نہیں کچھ اب ہمارے جینے میں
نہ لطف کھانے میں باقی نہ کچھ ہے پینے میں
بھلا یہ کون کہے جا کے اب مدینے میں

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ ما نمی برد خبرے

پڑا ہوں روضہ سے اتنی دور یا رسول اللہ
رہا نہ آنے کا مقدور یا رسول اللہ

کیا ہے ضعف نے معذور یا رسول اللہ
ہوں عرض حال سے مجبور یا رسول اللہ

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے ز بیکسیٔ مائی برد خبرے

ہوی ہے ہجر میں اب زندگی میری دشوار
جگر مریض اُدھر ہے تو دل ادھر بیمار
کہ کر رہا ہے ترقی یہ دن بدن آزار
میں کیسے حال کروں عرض آپ سے سرکار

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے ز بیکسیٔ مائی برد خبرے

بدل گئی ہے روش آجکل زمانے کی
ہوی ہے راہ بھی اب بند آنے جانے کی
فلک کو فکر ہے ہر دم میرے ستانے کی
رہی سبیل نہ کچھ درد دل سنانے کی

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے ز بیکسیٔ مائی برد خبرے

دکن میں ہو نہیں سکتی ہے میری بسر حضرت
رفیق ہے مرا کوئی نہ چارہ گر حضرت
بنے ہیں طائر بسمل دل و جگر حضرت
خدا کے واسطے عاصی کی لو خبر حضرت

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے ز بیکسیٔ مائی برد خبرے

ترجیع بند

دیوانہ بنایا مجھے سودائے نبی نے
شوریدہ کیا آپ کی شیریں لقبی نے
شیدا کیا اون گیسو کی بو العجبی نے
بڑھکر یہ کہا درد سے درماں طلبی نے

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

پروانۂ شمع رخ محبوب خدا ہوں
میں قمریٔ سرو قد شاہ دوسرا ہوں
بلبل کی طرح عارض گلگوں پہ فدا ہوں
اس باغ میں یوں صبح و مسا نغمہ سرا ہوں

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

عقبیٰ کی نہ خواہش ہے نہ دنیا کی تمنا
شمشاد سے مطلب ہے نہ طوبیٰ کی تمنا
کوثر کی نہ فردوس معلا کی تمنا
ہے دل میں شہ یثرب و بطحا کی تمنا

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

مشہور یہ ہے قیس تھا لیلیٰ کا طلبگار
تھا خسرو پرویز بھی شیریں کا خریدار
وامق کو تو دنیا میں تھا عذرا سے سروکار
میں تو ہوں فقط احمد مرسل کا گرفتار

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

میں بلبل شیدا کے طریقے سے جدا ہوں
جز روئے محمد نہ کسی غیر کو چاہوں
میرا نہیں مذہب کہ کسی گل پہ فدا ہوں
گر ہوں تو اسی شمع کا پروانہ سدا ہوں

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

پھولوں کی تمنا نہیں جز بوئے محمد
جنت بھی گوارا نہیں بے روئے محمد

یارب تو بنا مجھکو سگ کوئے محمدؐ
ہر وقت مری آنکھ رہے سوئے محمدؐ

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جاں برلب و دردِ دل ہوسِ روئے تو دارم
در گردنِ دل حلقۂ گیسوئے تو دارم
مد نظر آں قامتِ دلجوئے تو دارم
میگویم و دزدیدہ نظر سوئے تو دارم

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

میں وہ ہوں کہ دل اور پہ وارا نہیں کرتا
گر حور بھی آئے تو نظارا نہیں کرتا
اس شیشے میں پریوں کو اتارا نہیں کرتا
بے شاہ کے جنت بھی گوارا نہیں کرتا

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جی اٹھتے ہیں مردے بھی یہ شیریں سخنی ہے
گل سر بہ گریباں ہیں یہ گل پیرہنی ہے
شرمندہ ہیں غنچے بھی یہ غنچہ دہنی ہے
سایہ نہیں پڑتا ہے یہ نازک بدنی ہے

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

فردوس میں پہنچا جو وہ اللہ کا پیارا
جس سمت گزرتا تھا وہ سرو چمن آرا
ہر ایک لگا کرنے تعجب سے نظارا
ہر حور کا باہم یہی ہوتا تھا اشارا

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ہر آہ جگر سوز کہ از سینہ برآمد — دودیست کز او بوئے کباب جگر آمد
چوں روئے تو از دور مرا در نظر آمد — بے ساختہ ال نفسہ ز اقلیم بدر آمد

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

اس حسن سے تابندہ ہے گیسو کا ہر اک تار — خوشبو سے مہکتی ہے سرِ پاک پہ دستار
ہے سنبل پیچاں انہیں حلقوں میں گرفتار — کہتی ہے قیامت بھی تیری دیکھ کے رفتار

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

دیکھو تو ذرا چشم فسوں کار کی تاثیر — کرتی ہے جہاں اک نگہ ناز سے تسخیر
جن و بشر و حور و ملک سب ہی ہیں نخچیر — نقاش ازل نے بھی کہا کھینچ کے تصویر

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

دیکھو تو ہے کس شان سے خطِ رخِ پُرنوار — گویا کہ خضر آب بقا کے ہیں طلبگار
گردوں پہ خجل ہوتے ہیں عیسیٰ دمِ گفتار — یوسف نے کہا دیکھ کے وہ جلوۂ رخسار

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

قسمت جو مدینے کی دکھائے مجھے صورت — تا عمر نہ چھوڑوں میں کبھی وہ در رحمت
دنیا سے نہ کچھ کام نہ ہو خواہش دولت — یہ کہتا رہوں دیکھ کے میں جانب حضرت

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے

مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

میدان قیامت میں جب آئیں شہ ابرار / حاضر رہے اُس جا پہ یہ عاصی دل افگار
ہو لطف وہاں پیش جو آجائے یہ تکرار / خالق یہ کہے اور یہ میرا ہی ہو اظہار
دلکو مرے تسخیر کیا اُس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ترجیع بند

محو نظارہ خود صد چو زلیخا داری / نفس روح فزا چوں دم عیسیٰ داری
دست پر نور مثال ید موسیٰ داری / جلوۂ خالق یکتا بہ سراپا داری
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن وہ حسن کہ عشق جس پہ ہے سارا عالم / مُردوں میں آتا ہے اعجاز سخن سے تیرے دم
دست روشن سے چھپتے ہیں نگاہیں پیہم / جسنے دیکھا تجھے کہنے لگا اے شاہ امم
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مہر و مہ عارض پر نور پہ تیرے ہیں فدا / لعل لب کو تیرے جان بخش ہے کہنا زیبا
دست روشن ہے تیرا مجمع انوار خدا / دلسے عشاق کے ہر دم یہی آتی ہے صدا
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جب ہوئے چہرۂ رخ پہ عراجیں رونق افزا
نورِ خالق سے منور جو سراپا دیکھا
وجد میں آئے مسرت سے کلیم و عیسیٰ
ہر ملک کہنے لگا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چہرۂ پاک ترا زینتِ روئے گلزار
ماہ و خورشید چمکتے ہوئے دونوں رخسار
ہے ہوائے لبِ جاں بخش علاجِ بیمار
تیرا ہمسر نہیں کونین میں کوئی زنہار

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن جب مبدءِ فیاض سے تقسیم ہوا
بس اسی شئے سے ہوا دہر میں اسکا شہرا
ہر حسیں کو ہوئی مخصوص کوئی چیز عطا
تجھکو خالق نے کیا مظہرِ کامل اپنا

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کہتے ہیں تجھکو حسینانِ جہاں شاہنشاہ
رتبۂ حسن سے تیرے تو ہوئے کیا آگاہ
ہر حسیں کی ہے یہ حسرت ہو غلامِ درگاہ
ہاں تجھے دیکھ کے کہتے ہیں یہی سبحان اللہ

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

گل و لالہ رخ و سرو قد و غنچہ دہن
جبیں ماہ جبیں خورشید طور ہیں گردن
نازک اندام دل آرام حسین عیسیٰ فن
تجھپہ سو جان سے قربان ہیں ای فخرِ زمن

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تو ہے اک دلبر طناز کہ دلکش ہے مکیں　　تیرے دروازے پہ جھکتی ہے حسینوں کی جبیں
گرچہ مشہور زمانہ ہو بہت کوئی حسیں　　ہمسری تیری کرے حسن میں ممکن ہی نہیں

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

گلشن خلد میں پہنچے جو ہمارے سرکار　　جلوۂ رخ سے دوبالا ہوا حسن گلزار
پھولا رضواں بھی مسرت سے سنی جب گفتار　　چوم کر قدموں کو کہتی تھیں یہ حوریں بار بار

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پڑھتے تھے حسن حسیناں جہاں کا قصہ　　کبھی جاں بخشی میں سنتے تھے کسی کا شہرہ
پردہ جب رخ سے ترے اٹھ گیا جاناں ناگاہ　　دل یہ کہنے لگا بے ساختہ واللہ باللہ

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تو ہے محبوب خدا ظل خدا نور خدا　　عاصی ہیچ مداں وصف کرے کیا تیرا
گنگ ہیں اہل زباں سارے جہاں کے اس جا　　بالیقیں مجمع اوصاف ہے ذات والا

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مناجات برائے دفع طاعون

یا الٰہی ہم ہیں بندے پر خطا　　تیری رحمت کی نہیں کچھ انتہا

بیکسوں کا کون ہے تیرے سوا ہم غریبوں کی تو سن لے التجا

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

بےکس و بےبس ہیں ہم ناچار ہیں رنج سے غم سے نحیف و زار ہیں
الملتجی سید ابرار ہیں رحم کر ہم پر کہ ہم بیمار ہیں

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

گو گنہ ہم سے ہوئے ہیں بےشمار تو تو ہے غفار اے پروردگار
بڑھ رہا ہے روز دل کا اضطرار اب ہے کیا رحمت میں بار التجا

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

تو اگر ہو جائے یا رب خشمناک تاب کیا لائے ہماری مشت خاک
قہر تیرا کر دے اکدم میں ہلاک ہے مگر رحمان تیری ذات پاک

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

عفو کر یا رب ہمارے سب گناہ ہو گئے اعمال سے اپنے تباہ
سرنگوں آئے ہیں ہم سب عذر خواہ جز ترے اب کس سے ہم مانگیں پناہ

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

کر لیا طاعون نے اپنا عمل
چل رہی ہے ہر طرف بادِ اجل

آگیا آرام میں سب کے خلل
حشر برپا ہے وطن میں آجکل

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

یا خدا کیسی ہے یہ مسمی ہوا
کہتے ہیں سب دردِ ہے یہ لادوا

ہر بشر ہے رنج و غم میں مبتلا
چارہ گر پھر کون ہو تیرے سوا

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہیں پریشاں حال بندے تیرے سب
ہو گئے ہیں رنج و غم سے جاں بلب

ہو مبدل رحم سے یارب غضب
عرض یہ کرتے ہیں تجھ سے باادب

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہم ہیں بندے تو خداوند کریم
ہے دو عالم پر ترا فیض عمیم

تو ہے قادر بے عدیل و بے سہیم
اور صفت تیری ہے رحمٰن و رحیم

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

کر دیا ہے اس بلا نے نیم جاں
فضل سے کر دے تو اپنے شادماں

الاماں اے رب اکرم الاماں
ہے یہی تجھ سے دعائے بیکساں

بہر نعلین محمد مصطفےٰ

یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہوگیا ہے پانی پانی اب جگر
ہوگئی حالت ہماری پُرخطر

انقلابِ رنج ہیں شام و سحر
رحم کر یا رب ہمارے حال پر

بہرِ نعلین محمدؐ مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں بیقرار
رو رہے ہیں تیرے بندے زار زار

تیری رحمت کے ہیں اب امیدوار
رحم فرما اے میرے پروردگار

بہرِ نعلین محمدؐ مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

اے کریم و کارسازِ دو جہاں
ہے تیری ہی بارگہ دارالاماں

یہ مصیبت سخت ہے ہم ناتواں
چھوڑ کر ہم در تیرا جائیں کہاں

بہرِ نعلین محمدؐ مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

آیا جو دنیا میں اک دن جائیگا
ہے مگر یہ عرض اے ربّ العلا

خوف مرنے سے کریں ہم کیوں بھلا
اضطراری موت سے ہم کو بچا

بہرِ نعلین محمدؐ مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

عرض ہے عادی کی اے ربِّ کریم
وقت آخر کا بہت ہے اسکو بیم

کر عنایت اسکو تو قلبِ سلیم
دست رس پائے نہ شیطانِ رجیم

بہر نعلین محمد مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ساقی نامہ

ساقی ذی مرتبہ عالیجناب — بادۂ دیدار پلا دے شتاب
آج ہے دل کی مرے حالت خراب — اپنے ہاتھوں سے کیا حجاب

اے کہ ہی برقع رخ کی نقاب
سایہ تشبیہ چہرہ ہو آفتاب

عرض ہے اے ساقی مست الست — تیری مستی نگاہ کا ہوں میں پرست
آج پھر آیا ہوں میں ساغر پرست — اتنی پلا مجھکو کہ ہو جاؤں مست

جام مے بیخودی پلا دے دل
عالم حیرت کی خبر لائے دل

مردہ دل آیا ہوں جلا دے مجھے — جام مے فیض پلا دے مجھے
بادۂ وحدت سے چھکا دے مجھے — غیر کے فکر و غم سے چھڑا دے مجھے

نقش مٹے آنکھوں سے ناسوت کا
رنگ ہے آنکھوں میں لاہوت کا

جاہ و زر و سیم کی پروا نہیں — دولت فانی پہ میں شیدا نہیں
فکرت دنیا غم عقبیٰ نہیں — اسکے سوا اور تمنا نہیں

مجھکو تیری چشم عنایت ہے

میری قدح خواروں میں عزت رہے

رند ہیں اب میکشی کرتا نہیں — زہد کا دم آج سے بھرتا نہیں
پی کے مے اب مکرتا نہیں — قاضی و مفتی سے میں ڈرتا نہیں

کیوں نہ پیوں بے گنے جام شراب
تو ہے اگر ساقی یوم الحساب

ابر امنڈ آیا سر کوہسار — جوش پہ ہے رحمت پروردگار
ساقیا پھر آگئی فصلِ بہار — رند سبو کش ہیں بہت بیقرار

جلوہ دکھا مہر جہاں تاب کا
دور چلے جام مۓ ناب کا

باعثِ ہستی جہاں تیری ذات — مست نظر آتی ہے سب کائنات
تشنہ جگر در پہ ہوں پھیلا کے ہاتھ — جام وہ دے ساقی عالی صفات

جام سے عالم کی خبر گھر میں ہو
ساغر جمشید بھی چکر میں ہو

نشہ یہ اترے نہ میرا زینہار — آنکھوں سے دیکھوں میں مے خمار
جام وہ دے ساقی گلگوں عذار — گلشن توحید کی دیکھوں بہار

رنگ ملے زندۂ جاوید کا
پھول ہوں گلشن توحید کا

ساقی ہے مشہور تیرا فیض عام — در پہ تیرے آیا ہوں میں تشنہ کام
آج ہوں حاصل میرے دل کے مرام — صدقے تیرے ایسا پلا ایک جام

دل سے توحید سے معمور ہو
غیر خدا آنکھوں سے مستور ہو

دیکھ کے ساقی میں تیرے التفات — عقل علی کہہ کے بڑھاتا ہوں بات
میکدے کی اپنے سمجھ کر زکوات — جام دے اک بھر کے شراب نجات

رنگ دکھا اپنی عنایات کا
قلب کو آئینہ بنا ذات کا

تجھ سے ہے ساقی یہ میری التماس — بھر کے پلا ساغر وحدت اساس
سلب ہوں جس سے میرے ہوش و حواس — چاک کروا ہستی میں خاکی لباس

آنکھوں میں ہو نقشہ شان قدم
ویسے مٹے نقش حدوث ایکدم

جام وہ دے صدقہ خرابات کا — لطف ملے سیر مقامات کا
نشہ بڑھے معرفت ذات کا — پردہ اٹھے دل سے شیونات کا

تیرا ہی میں محو نظارا رہوں
تو ہی نظر آئے جدھر رخ کروں

قید ہے یہ عالم کثرت مجھے — روز نئی ہوتی ہے وحشت مجھے
آج ملے وصل کی دولت مجھے — ایسا پلا ساغر وحدت سے مجھے

ساقی و میخوار و می کیف و جام
ایک نظر آنے لگیں لا کلام

صدقے تیرے ساقی عالیجناب — ہو میری مقصود کا اب فتح باب

دور میرے قلب کا ہو اضطراب
آج پلا دے مجھے ایسی شراب

صورت آئینہ میں حیراں نہ ہوں
وادیٔ حیرت میں پریشاں نہ ہوں

ساقیٔ مہر شرف آفتاب
آج محبت کی پلا کر شراب
یوں رہے حالت میری کب تک خراب
دل سے تعین کا اٹھا دے حجاب

پھر نہ تصور رہے دل کا مکیں
ایسا چڑھے نشۂ عین الیقین

جام وہ دے ساقیٔ بزم ودود
دل سے مٹے نقش تمام نمود
جس سے ہو طے منزل غیب و شہود
کھلنے لگے قلب پہ سر وجود

ہوش رہیں عقل کی راہوں سے گم
خود میں رہوں اپنی نگاہوں سے گم

ثابتۂ اعیان سے کر دے جدا
تیری عنایت کے فدا ساقیا
آئے نظر پھر نہ کوئی دوسرا
جام مئے خاص مجھے ایسا پلا

رنگ اڑے عالم تشبیہ کا
نشہ چڑھے آنکھوں میں تنزیہ کا

ساقیٔ ذی حوصلہ عالی دماغ
ڈھونڈوں اگر لے کے میں لاکھ چراغ
دے مئے گمنامی کا بھر کر ایاغ
مجھکو بھی میرا نہ ملے کچھ سراغ

نام و نشاں سے میں مبرا رہوں
وہم و گماں سے بھی منزہ رہوں

عالم کثرت کا نہ پاؤں اثر نقشۂ وحدت ہی نہ آئے نظر
دونوں ہوں آنکھوں سے نہاں سربسر اسکی خبر ہو نہ کچھ اُس کی خبر

صدقے تیرے فیض کے ہیں ساقیا
جام مئے بیخودی ایسا پلا

آج اٹھے آنکھوں سے سارے حجاب جام بنے دل کا مرے آفتاب
بھر دے تو اس جام میں ایسی شراب جس سے ہر اک رند ہو فیض یاب

ساقی یہ مقبول مناجات ہو
سینہ مرا کنج خرابات ہو

عاصی نا اہل کا کیا حوصلہ خود سے جو طالب ہوئے فیض کا
حوصلہ ساقی کا بہت ہے بڑا اسلئے جرأت سے یہ کی التجا

عرض ہے ساقی یہ میری صاف صاف
گر ہو خطا اسمیں تو کر دے معاف

مسدس

صد شکر ہوئی شام جدائی کی سحر آج پیدا ہوا مدت کی دعاؤں میں اثر آج
میخانۂ اجمیر میں ہے میرا گزر آج کچھ کیف دکھاتا ہے نیا درد جگر آج

ساقی کی اداؤں کا یہ انداز جدا ہے
لڑ جائیں نگاہوں سے نگاہیں تو مزا ہے

جس صبح کے مشتاق تھے آئی وہ سحر آج مقصود جو تھا دل میں وہ ہے پیش نظر آج

اترا ہیں مقدر پہ نہ کیوں دیدۂ تر آج — تقدیر نے رونے کا دکھایا ہے اثر آج

کیا کام نکالا ہے بیری شب کی دعا نے
میخانۂ اجمیر میں پہنچایا خدا نے

اللہ رے میخانۂ اجمیر کی عظمت — دارا کو بھی حاصل نہیں دریا نوشی کی عزت
جمشید کا رتبہ نہ سکندر کی حقیقت — یہ میکدۂ پاک ہے میخانۂ الفت

رندوں نہیں یہاں رنگ اویس قرنی ہے
اجمیر کے شیشوں میں شراب یمنی ہے

کہتے ہیں اسے اہل نظر میکدۂ نور — ہر خم ہے یہاں بادۂ توحید سے معمور
پیمانوں کی آنکھیں ہیں مے عشق سے مخمور — مستی میں نظر آتا ہے ہر شیشہ سے چور

جو خم ہے وہ غیرت دہ خورشید فلک ہے
ہر قطرۂ مے دانۂ تسبیح ملک ہے

یہ میکدہ ہے مسکن ارباب طریقت — آتے ہیں پئے بادہ کشی اہل حقیقت
چلتا ہے شب و روز یہاں جام محبت — لٹتی ہے یہاں شام و سحر فیض کی دولت

اہل خرد و ہوش ہیں مدہوش اسی میں
زاہد نظر آتے ہیں قدح نوش اسی میں

میخانۂ اجمیر ہے یا خلد کا ..... گلزار — یہ شیشے ہیں یا گردن خوبان طرحدار
یہ جام ہے ناب ہیں یا حور کے رخسار — یہ بادہ پُرجوش ہے یا رحمت غفار

جب دست مہوش میں پیالہ نظر آئے
ڈالی پہ شگفتہ گل لالہ نظر آئے

میخانہ ہے یا درِ فردوس کھلا ہے
شیشوں میں یہ بادہ ہے کہ دارو ئے شفا ہے
کیا عطر فشاں روح فزا اس کی ہوا ہے
ہر جام کا لب بھی لبِ عیسیٰ سے سوا ہے

بے تاب و تواں تاب و تواں پاتے ہیں یہیں
مُردے بھی جو آتے ہیں تو جی جاتے ہیں یہیں

اس میکدۂ پاک کا احوال جدا ہے
آئینۂ توحید ہر اک جام بنا ہے
ہر خم کا نیا رنگ ہے انداز نیا ہے
میخانہ ہے یا مخزنِ اسرارِ خدا ہے

ہر جام دکھاتا ہے نئی شان صمد کی
شیشوں سے صدا آتی ہے اللہ احد کی

اس میکدۂ پاک کا کچھ فیض ہے ایسا
جس بزم میں دیکھو ہے اسی فیض کا چرچا
ہے ہاتھ میں ہر رند کے پیمانہ یہیں کا
اُڑ اُڑ کے مئے فیض یہیں سے گئی ہر جا

مقصود ملا ہے تو اسی در سے ملا ہے
کچھ فیض ملا ہے تو اسی گھر سے ملا ہے

یہ گلشنِ جنت ہے کہ میخانۂ اجمیر
اللہ رے ضیائے رخِ جانانۂ اجمیر
پیمانۂ کوثر ہے کہ پیمانۂ اجمیر
ہے شمع سرِ طور بھی پروانۂ اجمیر

اپنے شرفِ حسن پہ ناز اس کو بجا ہے
سردارِ حسیناں اسے کہیے تو بجا ہے

میخانہ یہ میخانۂ رحمت نظر آیا
میخوار ہر اک صاحبِ ہمت نظر آیا
گردش میں یہاں ساغرِ وحدت نظر آیا
ہر رند غریقِ مئے الفت نظر آیا

پیمانہ چھلکتا ہے اُبلتی ہے صراحی

کیا جوش پہ ہے بادۂ عرفان الٰہی

ساقی کا مجھے رنگ نرالا نظر آیا — اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا
کیا پوچھتے ہو آنکھون کو کیا کیا نظر آیا — آنکھ اُٹھی جدھر نور اُسی کا نظر آیا

مجبور ہون تفصیل کی رخصت نہین مجھکو
خاموش ہون کہنے کی اجازت نہین مجھکو

اے ساقیِ اجمیر پلا فیض کا اک جام — وہ جام کہ جس جام کا ہو نیک سرانجام
ممکن نہین جاؤن ترے میخانے سے ناکام — آیا ہون بہت دور سے سنکر مین ترا نام

پیاسا ہون بہت دن سے لگی دل کی بجھا دے
اب ساقیٔ میخانۂ یثرب سے ملا دے

ہین منتظرِ چشم عنایت ترے میخوار — یا ساقیٔ اجمیر صدا دیتے ہین ہر بار
چہرون سے ہے یون رنگِ عقیدت کا نمودار — گویا کہ سمجھتے ہین تجھے رحمتِ غفار

یہ سب کے طلبگار ترے در پہ کھڑے ہین
یہ تشنہ جگر چشمۂ کوثر پہ کھڑے ہین

جتنے ہین ترے میکدۂ پاک مین میخوار — مستی تو انہین بادہ کشون کو ہی سزاوار
ظاہر مین ہین دیوانے حقیقت مین ہین ہشیار — ہین بیخبر اپنے سے مگر دل سے خبردار

مستی مئے عشق سے گو ہوش نہین ہین
دل اُن کے مگر ذکر سے خاموش نہین ہین

ساقی تو چھلکتا ہوا اک جام پلا دے — وہ جام کہ جو دل سے کدورت کو مٹا دے
اور کرکے مصفا اُسے آئینہ بنا دے — وہ آئینہ جو صورتِ محبوب دکھا دے

میخانۂ سرکار کا میخوار رہوں مین ؛
پیمانہ کش لذت دیدار رہوں مین ؛

تو ساقی اجمیر ہے مین رند بلانوش
کیفیت دنیا ہو مرے دل سے فراموش
وہ جام پلا جس سے ہو مستی کو مری جوش
ہر دم رہوں مین بادۂ توحید سے مدہوش

جھگڑا نہ رہے پھر خرد و ہوش کا باقی
ہان اک نظر فیض ادھر بھی مرے ساقی

ہو شیشۂ سینا طرب توحید سے معمور
وہ مے تو پلا ساقی میخانۂ پرنور
اور زنگ دوئی آئینۂ دل سے ہو دور
کر دے جو مجھے نشۂ توحید سے یون چور

ہر چیز مین توحید کا جلوہ نظر آئے
آنکھ اٹھے جدھر نور اسی کا نظر آئے

وہ مے تو پلا جس سے کھلے سر حقیقت
وہ مے تو پلا جس سے لطائف کو ہو قوت
وہ مے تو پلا جس سے بڑھے نور ربوبیت
وہ مے تو پلا جس سے ملے قرب کی دولت

وہ جام دے جو واقف حالات کرا دے
وہ جام دے جو سیر مقامات کرا دے

تو سرور و سر حلقۂ ارباب صفا ہے
ظاہر مین اگرچہ یہ لباس فقرا ہے
تو دلبر و دلدار ہے محبوب خدا ہے
باطن کا تو سلطان ہے امیر الامرا ہے

مین مفلس و بے مایہ و مسکین و گدا ہون
محتاج ہون بیکس ہون غریب الفقرا ہون

ساقی وہ مے ہوش ربا مجھکو پلا دے
جو دل مین مرے جوش محبت کو بڑھا دے

پردہ مری آنکھوں سے کدورت کا اُٹھا دے   بے پردہ مجھے جلوۂ دیدار دکھا دے

دیوانہ رہوں حسنِ رُخِ مصطفوی کا
پروانہ بنوں شمعِ جمالِ نبوی کا

تیغِ غمِ احمدؐ سے دل افگار ہوں ساقی   دُنیا کے حوادث میں گرفتار ہوں ساقی
فرقت کا مرض ہے مجھے بیمار ہوں ساقی   اب تیری عنایت کا طلبگار ہوں ساقی

ایسا کوئی پیمانہ مجھے آج پلا دے
جو دردِ جدائی کو مرے دل سے مٹا دے

ساقی میں تری چاند سی صورت کے تصدق   ساقی میں تری چشمِ مروت کے تصدق
ساقی میں ترے گنبد و تربت کے تصدق   ساقی میں ترے لطف و عنایت کے تصدق

اب دیر نکر ساقی اجمیر کرم میں
پہونچا دے مجھے روضۂ سلطانِ امم میں

آیا ہوں دکن سے تری سُن سُن کے میں اوصاف   وہ جام پلا جس سے ہو سینہ مرا شفاف
سنتا ہوں غریبوں پہ بہت ہیں ترے الطاف   شہرہ ہے عنایت کا تری قاف سے تا قاف

آیا ہوں گدا بنکے غنی لطف سے کر دے
جھولی مرے دل کی دُرِ مقصود سے بھر دے

غم کوے عشرت سے بدلنا نہیں منظور   بے جادۂ الفت مجھے چلنا نہیں منظور
مستانہ رہے چال سنبھلنا نہیں منظور   گردابِ محبت سے نکلنا نہیں منظور

ہاں بادۂ رحمت میں بھگو دے مجھے ساقی
دریائے محبت میں ڈبو دے مجھے ساقی

دنیا کی مین عزت کا طلبگار نہین ہون
دنیا کی مین راحت کا طلبگار نہین ہون

دنیا کی مین حشمت کا طلبگار نہین ہون
دنیا کی مین دولت کا طلبگار نہین ہون

ساقی مجھے اُس شاہ سے ایکبار ملا دے
مجھکو مرے سرکار کا دربار دکھا دے

پروانۂ شمع رخِ محبوبؐ خدا ہون
بیتاب ہے دل روضۂ اقدس سے جدا ہون

بلبل کیطرح عارض گلگون پہ فدا ہون
آوارہ دکن مین ہوان گرفتار بلا ہون

ساقی مجھے اس بندِ مصیبت سے چھڑا دے
صدقہ ترے پھر روضۂ سرکار دکھا دے

خاصان خدا کا تجھے سردار سنا ہے
غمگینون کا ہر حال مین غمخوار سنا ہے

کرتا ہے غریبون کو بہت پیار سنا ہے
بے یار کا آقا تہین مددگار سنا ہے

بندِ غمِ فرقت مین گرفتار ہون ساقی
اب تجھ سے رہائی کا طلبگار ہون ساقی

نازل ہے عجب نور کہ پرنور ہے دربار
جلوے مین تجلی کدۂ طور ہے دربار

ہے رحمِ خدا فیض سے معمور ہے دربار
یہ ہند کی اقلیم مین مشہور ہے دربار

غمگین پلٹتا نہین مغموم یہان سے
سائل کوئی جاتا نہین محروم یہان سے

روضہ ہے ترا روضۂ سرکار کا نقشا
خلقت تری خلق شہِ ابرار کا نقشا

دربار ترا ہے اسی دربار کا نقشا
نقشا ہے ترا احمدِ مختار کا نقشا

تو آئنہ حسنِ رخِ مصطفویؐ ہے

تو مظہرِ انوارِ رسولِ عربی ہے

وہ جام دے جو نورِ بصیرت کو بڑہا دے
وہ جام دے جو دردِ محبت کو بڑہا دے

وہ جام دے جو عشق کی لذت کو بڑہا دے
وہ جام دے جو شوقِ زیارت کو بڑہا دے

یون مستی مین طے شہرِ مدینہ کا سفر ہو
خود ہوش کو بھی مرے نہ کچھ اس کی خبر ہو

پہلے بھی یہ عزت مجھے اکبار ملی ہے
پہلے بھی یہ لذت مجھے اکبار ملی ہے

پہلے بھی یہ نعمت مجھے اکبار ملی ہے
پہلے بھی یہ دولت مجھے اکبار ملی ہے

اس میکدۂ پاک کا میخوار رہا ہون
پیمانہ کشِ بادۂ دیدار رہا ہون

بندِ غمِ فرقت مین گرفتار ہین آنکھین
اب پھر اسی لذت کی طلبگار ہین آنکھین

مشتاقِ جمالِ شہِ ابرار ہین آنکھین
چھ سال سے پھر تشنۂ دیدار ہین آنکھین

ساقی وہ پلا جام شرابِ مدنی کا
پھر لطف دکھائے جو غریب الوطنی کا

ہیت مرتد و کافر بھی ترے فیض کے قائل
ساقی ترا میخانہ ہے میخوارون کی منزل

منہ مانگی مرادین ہوئین ہر ایک کی حاصل
خالی نہ گیا تیرے کرم سے کوئی سائل

مین غمزدہ خود ہون مجھے مغموم نکرنا
اپنے کرم و فیض سے محروم نکرنا

وحشت مجھے ہوتی ہے چمن مین مری ساقی
دن رات تڑپتا ہون دکن مین مرے ساقی

بیچین مین رہتا ہون وطن مین مرے ساقی
سوزش ہے نئی داغِ کہن مین مرے ساقی

مین جلتا ہون فرقت مین مری جان بچا دے
اس آگ کو دیدار کے پانی سے جھبا دے

اے خاصۂ خاصان خدا میری مدد کر
محبوب شہ ہر دوسرا میری مدد کر

اے پشت و پناہِ فقرا میری مدد کر
دل بند شہ عقدہ کشا میری مدد کر

مشکل مین غریبون کی مدد کام ہے تیرا
غمخوار و معین الغربا نام ہے تیرا

ساقی نامہ

آیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج
توبہ کو سے پہ کرتے ہین میکش نثار آج

اترا رہا ہے باغ مین ہر میگسار آج
کیا جوش پر ہے رحمت پروردگار آج

قطرے ٹپک رہے ہین یہ روئے سحاب سے
یا مے اُبل رہی ہے خم آفتاب سے

نکھرا ہوا ہے مستی مین ہر گلبدن کا رنگ
ہر پنکھڑی مین گل کی ہے لعل یمن کا رنگ

بدلا ہوا ہے آج نسیم چمن کا رنگ
شبنم کے قطرے قطرے مین دُرِ عدن کا رنگ

جلوہ ہے ہر طرف سے عیان آفتاب کا
ہر پھول بنگیا ہے پیالہ شراب کا

میخانۂ احد کا نیا انتظام ہے
قاضی کا کچھ پتہ ہے نہ مفتی کا نام ہے

آتا ہے وہ جو بادہ کشون کا امام ہے
بادہ کشون کے ہاتھ مین اہتمام ہے

سایہ ہے میکدے پہ خدائے کریم کا:

پہرہ ہے در پہ لطفِ غفور الرحیم کا

تقسیم ہوتے ہین مئے وحدت کی اسمین جام
اس میکدے کا عرش سے بڑھکر ہی احترام
چھانا ہے ازل ہے اسی میکدے کا نام
زاہد بھی سجدہ کرتے ہین آ کے صبح و شام

یہہ میکدہ بھی ثانی بیت الحرام ہے
ساغر ہین مقتدی تو صراحی امام ہے

خلت کا فرش کرتے ہین میخانے مین خلیلؑ
پلکون سے جھاڑتے ہین زمین یوسفؑ جمیل
چھڑکاؤ کرنے لائے ہین جنت سے سلسبیل
جام شراب رکھتے ہین ہو دہو کے جبرئیلؑ

آ رہا ہے ایک ساقی گلگون عذار کی
ٹوٹیگی آج مہرِ خُمِ انتظار کی

شہرا ہے میکدے مین یہہ کیسے طہور کا
پانی برس رہا ہے چمن مین جو نور کا
گردش مین ہے جو جام شرابِ طہور کا
سبزہ اگا ہے رحمت ربِّ غفور کا

کس رشکِ گل کے آنے کی دھوم ہے
کیون آج بلبلون کا چمن مین ہجوم ہے

عشرت فزا ہے گلشن توحید کی ہوا
نہرین رواں ہین بادۂ اطہر کی جابجا
دکان گل فروشی بنا دامن صبا
جوبن بنا ہے آج عروسِ بہار کا

چشمون مین نور عکس رُخ آفتاب ہے
اک مہر ہے فلک پہ تو اک زیر آب ہے

چلتا ہے دور جام محبت کا صبح و شام
کیفِ خوشی سے مست ہوی دنیا تمام
مدہوش [illegible] نظر آتے ہین [illegible]
استاد [illegible] ہین ملا کے کلام

آمد کا اُس کی شور ہے اب شش جہات مین
خالق نے چُن لیا ہے جسے کائنات مین

آمد ہے آج ساقیِ بزمِ الست کی
مستی فزا ہے چال بھی ہر ایک مست کی
تقدیر اوج پر ہے ہر اک مے پرست کی
توبہ کو فکر پڑ گئی اپنی شکست کی

تشبیہ آئی ذہن مین یہہ آفتاب کی
بھٹی اُتر رہی ہے فلک پر شراب کی

آتا ہے میکدے مین جہان کو وہ آفتاب
خیر البشر دیا ہے خدا نے جسے خطاب
ہے نور جسکا خالقِ عالم کا بے حجاب
نبیون مین بے نظیر رسولون مین لاجواب

مختارِ کارخانۂ ہر دو جہان ہے جو
شیرازۂ صحیفۂ کون و مکان ہے جو

پائیگا اُس سے اوج شجاعت کا میکدہ
رونق پذیر ہوگا رسالت کا میکدہ
زورون پہ اب رہیگا صداقت کا میکدہ
آباد ہوگا آج سے وحدت کا میکدہ

جبتک رہیگا نور فشان آفتابِ فیض
اس میکدے مین بٹتی رہیگی شرابِ فیض

پیدا ہوے ہین ہفت جہان جسکے واسطے
پیدا ہوے ہین کون و مکان جسکے واسطے
پیدا ہوے زمین و زمان جسکے واسطے
پیدا ہوے ہین دونون جہان جسکے واسطے

آتا ہے وہ امیرِ فلک بارگاہ آج
رونق فروز ہوتا ہے وہ بادشاہ آج

آمد ہے اب جو ساقیِ گردون جناب کی
جاری ہوئین جہان مین سبیلین شراب کی

توڑی ہے زاہدون نے قسم اجتناب کی ۔۔۔ میخوار و فکر کیا ہمین روز حساب کی

پینے مین ہم شراب کے رکنا کبھی نہین
میخانۂ کریم مین مے کی کمی نہین

قاصی زبان کو روک سمند قلم کو تھام ۔۔۔ کر ختم اب سخن کہ مطول ہوا کلام
اے عاشقانِ جلوۂ روے شہ انام ۔۔۔ مولود سنیئے اب کہ مسدس ہوا تمام

ہوتا ہے ذکر جس جگہ خیر الانام کا
ملتا ہے سامعین کو تحفہ سلام کا

مثنویِ طاعون

دگرگون آج کل رنگ جہان ہے ۔۔۔ پریشان حال ہر پیر و جوان ہے
کہین نالہ کہین ہے آہ و زاری ۔۔۔ ترقی پر ہے ہر دم بیقراری
نہ دن کو مطمئن ہوتا ہے کوئی ۔۔۔ نہ شب کو چین سے سوتا ہے کوئی
عوض رحمت کے اب نازل بلا ہے ۔۔۔ جدہر دیکھو ادھر محشر بپا ہے
قضا نے کر لیا ہے اپنا مسکن ۔۔۔ بلا کھائے ہوے پھرتی ہے دامن
قیامت ڈھا رہی ہے ہر طرف موت ۔۔۔ یہی سنتے ہین اب یہ فوت وہ فوت
[illegible] ۔۔۔ نہین ملتا ہے مرنے پر بھی آرام

کوئی روتا ہے کہکر ہاے بیٹا ۔ کوئی چلا رہا ہے واے بابا
کوئی ہے بھائی کے صدمے سے نالان ۔ کوئی ہے ماں کے مرنے سے پریشان
کسی نے بٹھائی ہے ترک وطن کی ۔ کسی کو فکر ہے گور و کفن کی ٭
وبا کا اک طرف شور و شغب ہے ۔ بلا طاعون کی اسپر غضب ہے
گرانی ہو رہی ہے روز افزون ۔ ترقی پر ہے بیماری طاعون
مرض کا جوش ہے مرنیکا غم ہے ۔ تباہی فصل کی اسپر ستم ہے
نہ گھر مین چین جنگل مین نہ آرام ۔ ہر اک ہے مبتلاے رنج و آلام
خوشی کا ہوگیا مفقود سامان ۔ ترقی کر رہا ہے غم کا طوفان
ہوا کیسا ناموافق چل رہی ہے ۔ دکن کی کیاری کیاری جل رہی ہے
نہ وہ چہلین نہ اب وہ چہچہے ہین ۔ نہ اب وہ خوش دلی کے قہقہے ہین
کسی کا گھر نظر آتا ہے سنسان ۔ کسی کا ہوگیا بالکل ہی ویران
کسی نے جا کے جنگل کو بسایا ۔ کسی نے زندگی سے ہاتھ اٹھایا
کوئی مصروف تدبیر سفر مین ۔ کوئی سہما ہوا بیٹھا ہے گھر مین
کوئی مشغول حفظ ماتقدم ۔ توکل پر کسی کا پاؤن محکم
نظر آتے نہین جانے کے آثار ۔ ترقی پر ہے بیماری کی رفتار
گناہون نے ہمین یہہ دن دکھایا ۔ دریغا اٹھ گیا رحمت کا سایا
بلایا ہمنے خود گویا بلا کو ٭ کہ لائے جوش مین قہر خدا کو
عوض یہہ اپنے ہی افعال کا ہی ۔ نتیجہ خوبی اعمال کا ہے
یہہ پھل اپنے نہالون نے دیا ہے ۔ ہمین برباد اپنون نے کیا ہے

وہ ریشا بوئے کانٹے اپنے حق مین ۔ رہین غفلت سے اپنی بند آنکھین
خدا کے کام مین کی ہمنے سستی ۔ برائی مین دکھائی خوب چستی
مسلمانی کے چھوڑے ہمنے سب کام ۔ مسلمانی کا خالی رکھہ لیا نام
بنائی وضع اہل کفر کی سی ۔ پرستش کر رہے ہین ہم بتون کی
سحر سے شام تک بے طاعتی ہے ۔ صلوٰۃ وصوم کی بے حرمتی ہے
امورِ شرع کی کرتے ہین تحقیر ٭ ۔ خدا کے حکم مین ہر وقت تقصیر
ہمیشہ عقل و دانش پر ہین نازان ۔ بنے دانا حقیقت مین ہین نادان
خدا کے کام مین دینے لگے راے ۔ وہی کہنے لگے جو ذہن مین آے
وہ ماہِ صوم کی حرمت نکرنا ۔ خدا کے حکم کی عظمت نکرنا
اسی سنہ مین ہوا قہرِ الٰہی ۔ یہہ ہے اب تیسری ہمپر تباہی
اسی سنہ مین ہوئی طغیانی رُود ۔ ابھی تک جسکے ہین آثار موجود
اسی سنہ مین ہمارا نیک سلطان ۔ گیا دنیا سے سوے باغ رضوان
اسی سنہ مین یہان طاعون آیا ۔ اب آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا کیا
نہوگا دور یہہ قہرِ الٰہی ٭ ۔ کرین جبتک نہ ہم سب عذرخواہی
کرین توبہ بصدق دل مسلمان ۔ کرین دن رات کار دین و ایمان
صلوٰۃ وصوم کے پابند ہولین ۔ کدورت سے دلون کو اپنے دہولین
کہ تا چھوٹے نہ پھر راہِ شریعت ۔ برائی پر نہو مائل طبیعت
بدل دین اپنے ہم عاداتِ بد کو ۔ کرین بس یاد اللہ الصمد کو
پکارین نام لیکر ہم خدا کا ۔ وسیلہ لین جنابِ مصطفیٰؐ کا

کہین رو رو کے اے خلاق اکبر
بلا یہہ ناگہان آئی ہے ہمپر

الہی گرچہ بندے ہین گنہگار
ترا تو نام ہے ستار و غفار

کرم کی ہو نظر ہمپر الہی
بہت کچھ آ گئی ہمپر تباہی

گنہ سے اپنے ہم شرما گئے ہین
سزا اعمال بد کی پا گئے ہین

توہی حقا خدا ہے بے بسون کا
توہی فریادرس ہے بیکسون کا

الہی ہم ضعیف و ناتوان ہین
حزین ہین خستہ دل ہین نیم جان ہین

جگر آب ہو گیا ہے پانی پانی
بلا گھیرے ہے ہم کو ناگہانی

بہت زورون پہ طوفان بلا ہے
بہنور مین اب جہاز آکر پھنسا ہے

تری مخلوق سب آزردہ ہے یارب
یہہ کشتی غرق اب ہوتی ہے یارب

شکستہ ہو گئی ہے جا بجا سے
بچانا اس کو طوفان بلا سے

الہی ہو گئے ہم زار و ناچار
بجز تیرے نہین کوئی مددگار

تصدق بادشاہ مرسلین کا
تصدق رحمۃ للعالمین کا

تصدق نام پاک مصطفی کا
تصدق اہل بیت مجتبی کا

تصدق چار یار باصفا کا
تصدق غوث پاک رہنما کا

الہی دور کر طاعون ہم سے
تو کر رحمت کو اب مقرون ہم سے

دلون کو سب کے کر تو خرم و شاد
رہے پاک اس بلا سے حیدرآباد

یہی اک ہے مسلمانون کا مامن
مسلمان ہین اسی کے زیر دامن

اسی سے ہے مسلمانون کی عزت
اسی سے ہے مسلمانون کی حرمت

بڑی ہے یہہ مسلمانون کی دولت
اسے آباد رکہنا تا قیامت

سلامت رکھ جہان کے بادشہ کو / ترقی عمر اور اقبال مین ہو
مسلمانون کو اپنی عاطفت سے / الہی رکھ تو خیر و عافیت سے
تمنا مجھ سے یہ رکھتا ہے عاصی / الہی عاقبت ہو اُس کی اچھی ہا

بسر دنیا مین عزت سے کرے وہ / الہی مرتے دم مومن مرے وہ

مثنوی دیگر فارسی

بنام آنکہ نامش قوت جانہاست / ثنایش قوت روح روانہاست
پناہ انس و جان قدسیانست / خداوند زمین و آسمان ست
ضیاے دیدۂ باریک بینان / خیال خاطر عزلت گزینان
تمنائے دل امیدواران / تسلی بخش جان بیقراران
براہِ شوق او شوریدہ سرہا / ز تیغ عشق او زخمی جگرہا
زہے سر خم کن بالا بلندان / زہے صید افگن شاہین کمندان
برون از حیطۂ نازک خیالان / درون دیدۂ آشفتہ حالان
بنام اوست حسن و عشق نازان / ازو تازہ مذاق عشق بازان
ازو آبی بروئے نازنینان / ازو تابی بہ حسن مہ جبینان
بہر محفل ز لطفش گفتگوئے / ز فیضش ہر گلے را رنگ و بوئے
طراوت بخشِ گلزار جہانست / بہ حکم او بہار و ہم خزانست

بهار گلشن عالم ز مهرش — بود باد خزان یک نام قهرش
بیک جا سنبل و ریحان دمیده — بیک جا خارهای سر کشیده
دهان غنچه ها زو در تبسم — زبان سوسن از وی در تکلم
هوای کوی او باد بهاری — بهر گلبن ز فیضش آبیاری
صدف را گوهر پر آب داده — حجر را جوهر نایاب داده
همه صید افگنان نخچیر اویند — همه پابستهٔ زنجیر اویند
هزاران لیلی و شیرین و عذرا — بشوق جستجویش سر بصحرا
هزاران دل براهش همچو خاک اند — هزاران در فراقش سینه چاک اند
تجلیش گهی سوز جگرها — گهی روشن ز نور او سحرها
بهار کوی او رشک جهانست — غبارش غازهٔ روی بتانست
دو صد یوسف بعشقش چون زلیخا — بحسن او بسی بلقیس شیدا
کرم فرمای حال مستمندان — شفا بخش درون دردمندان
زهی ستار و غفار و رحیمی — بحال بندگان خود کریمی
ببارگاهش ملائک ایستاده — همه شاهان غلام سر نهاده
زهی شاهنشه و خلاق بیچون — که لطف او بود از قهر افزون
بعالم هست و در عالم نهانست — نشانها دارد و اما بی نشانست
اگرچه صورت و مثلی ندارد — بهر صورت که میخواهد برآید
سزد او را غرور کبریائی — رسد او را خودی و خودنمائی
برا و یکسان همه ادنی و عالی — که باشد بارگاهش لاابالی

یکی را دولت وصلش میسر ... یکی در آرزویش خاک بر سر
یکی را ره دهد در خلوت خویش ... بیندازد یکی را دور از پیش
یکی را دل پر از کفران و طغیان ... یکی روشن دل از انوار ایمان
یکی غنچه دهان و لاله رخسار ... یکی دیو سیاه مردم آزار
برد گاهی به دوزخ صالحان را ... گهی فردوس بخشد ظالمان را
همون یک لایق حمد و سجود است ... همه معدوم و هر شی او را وجود است
بچشم اهل بینش یا الهی ... دهد هر ذره بر ذاتت گواهی
تو هر مصنوع را بینی نشانی ... دهد از صانع قدرت نشانی
همه ها مخزن اسرار او بیند ... همه ها پرتو انوار او بیند
ز هستیش همه را هست هستی ... همه را از شرابش جوش مستی
همون یک هستی معبود دریاب ... بود هستی ها چون نقش بر آب
همه فانوس ها او شمع تابان ... همه چون جسم خالی او بود جان
نمی باشد کسی را اندرین شک ... همه آئینه ها شاهد همون یک
کرا یارا بوصفش وا کند لب ... همان بهتر که سازم عرض مطلب
الهی بر من عاصی ببخشای ... نظر بر خسته حالیم بفرمای
ندانم چون شود انجام کارم ... که جز عصیان جوی نیکی ندارم
سفر دور و ندارم توشهٔ راه ... بجز لا تقنطوا من رحمة الله
بسر دارم ز عصیان ها گران بار ... خداوندا تویی ستار و غفار
چو دانستم ترا غفار و رحمان ... ز خجلت آمدم سر در گریبان

ندارم از خجالت روے گفتار | گنہگارم گنہگارم گنہگارم
الٰہی آمدہ ام در پناہت | مکن رسوا مرا روز قیامت
ز فضل خود بفرما کار با من | مفرما کار چون کردار با من

بہ بخش از لطف این مسکین گدا را
شفیعم کن محمد مصطفیٰ را

مثنوی بطور خاتمہ دیوان حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

الٰہی کن عطا آتش بیانی | کہ تا سازم عیان سوز نہانی
منم در دے کش پیمانۂ دل | شرار آہ آتش خانۂ دل
الٰہی نالہ ام کن آتش انگیز | شرارے در دل شوریدہ ام ریز
الٰہی آنچنان بنواز جانم | کہ گردد نالہ مغز استخوانم
الٰہی دہ زبان این بے زبان را | نشانے بخش تو این بے نشان را
الٰہی در بیان من اثر دہ | درختے بے نشانم تو ثمر دہ
الٰہی نعمتے از خوان رحمت | من درویش را فرما عنایت
دل پژمردہ را طبع روان بخش | تن فرسودہ را تازہ جان بخش
منم بے مایۂ مسکین غریبے | بدہ از گنج لطف خود نصیبے
کلامم را شکر ریز دہن کن | قبول خاطر اہل سخن کن

الٰہی تلخیم با نوشش در باز — سخن شکر دہن تنگ شکر ساز
الٰہی بخش در طبعم روانی — کہ جوشد از دلم بحر معانی
الٰہی سینہ ام را طور گردان — ز نور جلوہ ات معمور گردان
ز فیضت بہرور طبع نظامی — ز جام لطف تو سرمست جامی
بہ سعدی شد عطا شیرین بیانی — بہ خسرو شاہد ملک معانی
چہ گوہر ہا کہ از بحر سخایت — فرو بارید نیسان عطایت
بمن ہم رشحۂ از فیض سرمد — بہ سر خیل سر افرازان محمدؐ
تعالی اللہ چہ نام آمد بگفتن — کہ چسپید بوسہ جان بر لب من
زہے مسند نشین بزم ارشاد — گرامی گوہر دریائے ایجاد
فلک فرسا سوار عرش پیمائے — ہمایون پر ہمائے لامکان سائے
حکیمان جہان را حکمت آموز — دبیر عقل کل را دانش اندوز
ہلال آسمان نعل سمندش — شکار لامکان صید کمندش
فلک تخت و ملایک بارگاہے — ہمہ شاہان عالم را پناہے
نخستین موج بحر آفرینش — ضیائے دیدۂ ارباب بینش
بہشت حسن را خرم بہارے — بہ شہر خوبروئی شہریارے
دل پاکان ہمہ قربان پایش — سر شوریدگان با در ہوایش
حسینے نازنینے خوش ادائے — خداوند جہان را دلربائے
زہے گلدستہ بند باغ قدرت — کہ باشد نام وصفش ابر رحمت
رؤفے خستہ حالان را معینے — کریمے رحمۃ للعالمینے

بحق قدوسیان راهست تارج
وزیر پادشاه روز محشر
سرے کو خاک راه مقبلانست
من واین خدمتے الله اکبر
بحمدلله درین فرخنده آوان
به تنزیند کلام تازه و نو
کلام خسرو ملک معانیست
زبان او کلید گنج عرفان
زبانش در دهن موجیست دریا
زبانش موج دریاے بیانست
دماغ عارفان زین عنبرین بوست
شکرپاش دهان نوش خندان
غزل پیراے مرغ سخندان
نشاط آموز گلهاے نسترن دشت
بمیدان سخن مانند بهرام
بعهد ما بدین اعجاز حاشا
کلامش نقل بزم قدسیانست
گلستان سخن را نوبهارے
فروغ شمع ایوان نجابت

یکے از شان پاک اوست معراج
شفاعت خواه عاصی پیش داور
هوایش خدمت صاحبدلانست
گداے راشده دولت میسر
مرتب گشت این پاکیزه دیوان
دوبالا گشته است این مهر راضو
چمن در روے بهار جاودانیست
دوصد گنجینه در هر حرف پنهان
ولے موجیکه با ابرست همتا
به سائل ابر سان گوهر فشانست
صفاے صافیان از صافی اوست
خرد بخش دماغ هوشمندان
زبان دان ساز مرغان خوش الحان
پسند طبع مر مشکل پسندست
ز فرط خاکساری عاجزش نام
در احیاے سخن چون او مسیحا
شراب محفل روحانیانست
ز جامی و نظامی یادگارے
چمن پیراے گلزار سیادت

گلے بشگفت درباغش کہ خورشید	زخود شرمندہ شد تا روے او دید
زگلزار بیانش کرد نسیمے	رساند بر مشام گل شمیمے
زشاخ گل وہ در باغ بستان	بجاے برگ گل مرغ غزلخوان
خیالش بود تا گردد بدین سان	بہم الماس بالعل و بدخشان
مگر چون این سعادت بخت من بود	سعادت بر سعادت گشت افزود
کہ این گلدستہ را من تازہ بستم	گلے را با گلے شیرازہ بستم
بہ یکجا ساختم دُرہاے غلطان	بہ آب و تاب چون مہر درخشان
بہاے ہر درے صد بحر دکان باد	ہمیشہ مشتریش قدردان باد

تو این کار مرا مسعود گردان
الٰہی عاقبت محمود گردان

گلزار چشت کی

سیر

بہاڑی سیر

پلا ساقی شراب فیض کا جام	کہ اس آغاز کا ہو نیک انجام
خراماں ہر طرف باد سحر ہے	تماشا صبح کا پیش نظر ہے

زمین دکھلا رہی ہے جلوۂ طور
فلک برسا رہا ہے بارش نور

شفق گلگونہ روئے سحر ہے
ضیا کا ماہ سے عزم سفر ہے

نظر آتے ہیں سمت شرق انوار
نمایاں صبح صادق کے ہیں آثار

تجلی بڑھ رہی ہے آسماں کی
صدا کانوں میں آئی ہے اذاں کی

چراغ اب شب کی محفل سے سدھارے
فلک سے ہو گئے رخصت ستارے

شفق سے دن کے عامل آ رہے ہیں
مُصلّی سُوئے مسجد جا رہے ہیں

چھپا مہتاب آغوش سحر میں
ہوا خورشید نُور افشاں نظر میں

ہوا جب باغ عالم میں اُجالا
نظر شاداب اک گلزار آیا

نظر کی جب ہوئی دور تک رسائی
ہوائے فیض باغ جنت آئی

نظر آیا عجب سامان گلشن
ہوئے ہوش و خرد قربان گلشن

فضا نے رنگ ہے اپنا جمایا
چمن پر ابر رحمت کا ہے سایا

نشاط آمیز گلشن کی ہوا ہے
خراماں ناز سے باد صبا ہے

شگفتہ ہیں ہزاروں باغ میں گل
ترنم ریز ہر گل پر ہے بلبل

خوشی ہر گل کی آمد کی ہے ایسی
ہیں فرش راہ آنکھیں آرزو کی

ہر اک گل کا وہ دل آویز جلوہ
[illegible] چشم تمنا

گلستاں پر قیامت کا ہے جوبن
صبا کا بھر گیا پھولوں سے دامن

طرب انگیز ہے پھولوں کی خوشبو
ہر اک کیاری بنی ہے رشک مینو

دل اہل صفا ہر اک کلی ہے
روش یا پھول والوں کی گلی ہے

خراماں ہر طرف ہیں لالہ رخسار
کہ جنت ہے وہ بالا حسن گلزار

گلون کے عشق مین شور عنادل
دلون کو کر رہا ہے نیم بسمل

صداے شور مرغانِ خوش الحان
خوشی سے کر رہی ہے گل کو خندان

ہین جتنے سرخ پوش اس باغ مین گل
وہ ہین قطرات خونِ چشم بلبل

ہجوم ماہرویان چار سو ہے
تماشا گرد راہ آرزو ہے

دمِ عیسیٰ درختون کی ہوا ہے
ہر اک پتہ یدِ بیضا بنا ہے

نظر جس نخل پر پہونچی نہ سر کی
نہ پائی شوق نے فرصت سفر کی

ترشح دہو رہی ہے عارضِ گل ہا
صبا سلجھا رہی ہے زلفِ سنبل

گلون پر قطرے شبنم کے پڑے ہین
نگون مین لعل کے موتی جڑے ہین

ہزارون ساقیانِ نازک اندام
پلاتے ہین شراب فیض کے جام

چمن مین ذکرِ حق سے ہے جو تفریح
گلون کو دانہ شبنم ہے تسبیح

بپا ہر سمت ہے آواز قلقل
چھلکتے چل رہے ہین ساغر دل

مسیحا کے چمن مین ہوش ہین گم
ہوا کہتی ہے مردے کو کہ قم

چمن مین کہہ رہی ہے جانِ بلبل
ہے قابل دل مین رکھنے کے ہراک گل

ہر اک گل مین جمال عارضِ دوست
صدا بلبل کی اسپر ہے ہمہ اوست

ہراک گل کے ہے کف پر جام وحدت
ہراک گل سے جدا ہے رنگ کثرت

کسی کے دل مین مخفی سوزشِ آہ
کسی کا ذکر جہری اللہ اللہ

ہراک غنچے سے پیدا شانِ ہستی
ہراک گل سے نمایان جوشش مستی

ہراک غنچے کا دلدادہ جہان ہے
ہراک گل پر ہجوم بلبلان ہے

کسی طائر کی بولی ہے جو تو تو ہا
کسی طائر کے لب پر ذکر ہو ہو ہا

شگفتہ پھول جو ہوتا ہے ناگاہ — پکار اٹھتا ہے گلشن مین ہو اللہ

قطعہ

کسی بلبل کے لب پر یہ فسانہ — کسی طائر کا گل پر یہ ترانہ
وہی ہے رنگ و بوے لالہ و گل — وہی ہے ہانے ہوے شور بلبل
نہال گل پہ کہتا ہے ہر اک طیر — نہین اپنے سوا گلزار مین غیر
عمائد زیب بخش انجمن ہین — برنگ غنچہ گلگون پیرہن ہین
ہزارون رنگ کے پھولون سے معمور — جہان مین ہی جو خواجہ باغ مشہور
وہ خواجہ سرور اجمیر ہین جو — وہ خواجہ افسر اجمیر ہین جو
ضیاے دیدۂ اہل جہان ہین — چراغ خاندان چشتیان ہین
یہی سر حلقۂ قدوسیان ہین — یہی اس بوستان کے باغبان ہین
فروغ بزم مہ رویان ہین گویا — سراج محفل خوبان ہین گویا
انہین سے گرم ہے عرفان کا بازار — انہین سے ہے ترو تازہ یہ گلزار
یہان ہر گل مین خوشبوے احد ہے — ہر اک مین رنگ اللہ الصمد ہے
حسین جتنے نظر آئے چمن مین — ہر اک ممتاز اپنے بانکپن مین
ہر اک گل کی جدا ناز و نزاکت — ہر اک گل کی نئی شان لطافت
گل خوش رنگ اک آیا نظر مین — نمایان نور حق شکل بشر مین
ز افلاک و عناصر رخت بستہ — یہ خلوت گاہ بیرنگی نشستہ
دو عالم ناز بر تاج بادشاہی — گل گلزار محبوب الٰہی
در پاک اہل حاجت کا ہے ملجا — لقب ہے بابا شرف الدین جنکا
امام اہل عرفان شیخ کامل — بزرگ پاک باطن صاحب دل

یہ ہین سر حلقۂ خلوت نشینان / یہ ہین سر دفتر عزلت گزینان

یہ دردِ دردمندان کی دوا ہین / غریبون کی مراد و مدعا ہین

کوئی کیسا ہی آجائے سوالی / کبھی جاتا نہین اس در سے خالی

اسی دم داد سے ہوتا ہے دلشاد / یہان لاتا ہے جو مظلوم فریاد

ہر اک ناشاد ہوتا ہے یہان شاد / انہین سے مفتخر ہے حیدرآباد

مقاصد ہوتے ہین اس در سے حاصل / نظر پڑتے ہی کھلتا ہے درِ دل

چراغ بزم ارباب صفا ہین / ضیائے دیدۂ اہل وفا ہین

یہ ہین سرچشمۂ فیضان باری / ہین ان سے فیض کے انہار جاری

بمعنی شاہ و در صورت گدائے / گدا و شاہ را حاجت روائے

فقیرانہ بظاہر گرچہ ہے شان / مگر اقلیمِ باطن کے ہین سلطان

زہے عالی نسب ذی رتبہ شاہ ہے / یہ وہ ہین جس کے سر پر کج کلہ ہے

فروغ خاندانِ چشت ہین یہہ / بہارِ بوستان چشت ہین یہہ

پہاڑی شہر سے کچھ دور ہے جو / تجلی مین مثالِ طور ہے جو

جو ہے انوار رحمانی سے معمور / ہر اک پتھر ہے جس کا قبۂ نور

ہے اس کوہِ فلک فرسا کا دامن / دلِ اہل صفا سے بڑھکے روشن

سیاہی یہہ جو سنگِ کوہ پر ہے / سوادِ دیدۂ اہل نظر ہے

جبل یہہ رہنمائے اہل تمکین / سکون بخش قلوبِ اہل تسکین

ہے اسپر روضۂ پرنور ان کا / فلک کی آنکھ کا گویا ہے تارا

پہاڑی نور سے ہے گرچہ معمور / یہہ روضہ اسپہ ہے نورٌ علیٰ نور

ہر ایک در نور سے معمور اس کا
ہر اِک ذرہ چراغِ طور اِس کا

مزارِ پاک شاہِ نامور ہے
کہ عکسِ عرشِ اعظم کوہ پر ہے

پہاڑی کی جو سیدھی نردبان ہین
تجلی مین برنگِ کہکشان ہین

جو زینے اُس کے مہتابی نما ہین
مقاماتِ عروجِ اولیا ہین

یہی زینہ ہے قصرِ معرفت کا
یہین سے چڑھتے ہین درجہ بدرجا

یہین سے منزلِ عرفان کی ہے راہ
اسی سے ہوتے ہین واصل اِلی اللہ

نظر اِس شان سے آتا ہے روضا
کہ جسم کوہ کا یہ دل ہے گویا

تھما سر جھکاتا ہے فلک بھی
جبین فرسائی کرتے ہین ملک بھی

ہوا فردوس کی آتی ہے اس جا
شگفتہ دل کا ہوجاتا ہے غنچا

رہِ اخلاص سے آنے کی جا ہے
دکن مین کعبۂ اہلِ صفا ہے

یہان آتے ہین اہلِ دل بصد شوق
جبین فرسائی کا ہوتا ہے جب ذوق

یہان دن رات آتے ہین حق آگاہ
غزالانِ حرم کی ہے چراگاہ

عبادت گاہ ہے اہلِ صفا کی
زیارت گاہ ہے اہلِ وفا کی

مزارِ پاک کے نزدیک آ کے
ذرا بیٹھے کوئی گردن جھکا کے

صفائی قلب کی ہوتی ہے حاصل
بدلتی نور سے ہے ظلمتِ دل

کثافت دل کی مٹجاتی ہے ساری
لطائف قلب کے ہوتے ہین جاری

اُسے ملجاتی ہے عرفان کی شہ راہ
پکار اٹھتا ہے دل اللہ اللہ

مئے وحدت سے دل ہوتا ہے معمور
خیالِ غیر ہوجاتا ہے کافور

وہ جب کرتا ہے اپنے حال پر غور
نظر آتے ہین اس کو اور ہی طور

جہان کے جتنے ہین شاہانِ نامی
یہان آآکے کرتے ہین غلامی

جھکاتے ہین یہان سر کفر و ایمان
ہین یکسان معتقد ہندو مسلمان

ہے پوشیدہ زمین مین عشق کا راز
یہان آنکھین بچھاتے ہین نظر باز

یہان آتا ہے کیون چلکر وہ سر سے
ذرا پوچھو کسی اہل نظر سے

اگرچہ ہے عظیم الشان دربار
جمالی ہے مگر حضرت کی سرکار

نہین اس در پہ طالب کچھ گدا ہی
مرادین مانگتے ہین اغنیا بھی

ہر اک آکر یہان پاتا ہے عزّت
ہر اک کو ملتی ہے اس در پہ راحت

روا ہوتی ہین ہر طالب کے حاجات
چلے آتے ہین حاجتمند دن رات

یہ در طالب ہے اہل التجا کا
اثر ہے منتظر اس جا دعا کا

بلا جب شہر مین آتی ہے اکثر ؎
یہین پاتا ہے ہر اک امن آکر

یہان آتا ہے ہر اک عافیت خواہ
مریضون کا شفا خانہ ہے درگاہ

ہوا کچھ اتفاقِ حال ایسا
جبین سائی کو پہنچا مین بھی اُس جا

ملی ہے ناصیہ سائی کی عزت
ملی ہے آستان بوسی کی دولت

یہہ ہے اب عرض میری شیخ کامل
تمھارے در پہ ہون مین آج سائل

تمھارا مین کرم سنتا تھا اکثر
بہ اُمیدِ عطا آیا ہون در پر ؎

اسیرِ حلقۂ آوارگی ہون ؎
شکارِ ناوکِ بیچارگی ہون

دلے با چشم و دامن جوش بجوش
سرے با گردِ وحشت دوش با دوش

ہزارون کے نکالے آپ نے کام
ہوا حاضر مین سنکر آپ کا نام

کوئی کیسا ہی آجائے سوالی
کبھی جاتا نہین اس در سے خالی

بھرے ہین چند معروضات شاہا
دعا فرمائیے حضرت بہر حال
رہون استادہ اس دربار مین مین
قضا جب آکے پکڑے میرا دامن
دعا کرنا یہ شیخ پاک باطن
ہون مجھ سے دین کے سب کام اچھے
مرا جب وقت آخر آئے حضرت
دم آخر مجھے ہو جائے اکبار
نگاہون مین جمال مصطفےٰ ہو
نہ حالت غیر ہو فرقت مین میری
ثبات دل پہ نکلے جسم سے جان
جب آئے نزع مین ابلیس مکار
بہت بشاش نکلے جسم سے جان
نہ ہو پھر قیامت کا مجھے ڈر
خدا کے سامنے روز قیامت
جاؤن فردوس مین ہمراہ سرور
الٰہی ہے یہی مقصود میرا
ہے اس کے ضمن مین یہ التجا بھی
نیستان ولایت کے ہو تم شیر

انھین فرمائیے للہ پذیرا
مدینے کو پہنچ جاؤن مین اس سال
گدا ہو دن عمر اس سرکار مین مین
مدینے کی زمین ہو میرا مدفن
مدینے ہی سے اٹھون حشر کے دن
رہین خوشنود میرے پیر مجھ سے
رہے حاصل مجھے توبہ کی دولت
میسر دولت دیدار سرکار
خدا کے نام ہی پر خاتمہ ہو
نظر آئے وہ جلوہ قبر مین بھی
رہے ہر جا سلامت میرا ایمان
رہے لاحول کی قبضے مین تلوار
فشار قبر بھی ہو جائے آسان
رہے سر پر وہان بھی ظل سرور
مری سرکار فرمائین شفاعت
پیون سیراب ہو کر آب کوثر
ملے فردوس مین دیدار تیرا
کہ حاصل ہون ہماری مدعا بھی
ہو حاجت روائی مین نہ مری دیر

مری کمسن ہے حضرت ایک دختر ہے نام اس کا رشید نیک اختر
کوئی آفت نہ اس دختر پہ آئے صد و سی سال کی یہ عمر پائے
ملے راہ ہدایت اس کو حضرت رہے اچھی ہمیشہ اسکی صحت
خدا رکھے اسے خرم ہمیشا نصیبا نیک ہو اے شاہ اسکا
میسّر ہو اسے نیکون کی صحبت رہے ہر وقت پابند شریعت
نگہبان اُس کی عزت کا خدا ہو ہمیشہ اسپہ لطف مصطفےٰ ہو
بسر دنیا میں عزت سے کرے یہ ہمیشہ جاہ و حشمت سے رہے یہ
ترقی پر رہے میخانۂ عیش کبھی خالی نہو پیمانۂ عیش
کبھی یہ چہرۂ عسرت نہ دیکھے کبھی یہ رنج کی صورت نہ دیکھے

ہوئین ختم التجائین تیری ساری
اب آگے فاتحہ گذران عاصی

ساقی نامہ

چلا ہے دل ذرا دیکھے بھالے ہوئے عنان قلم کو سنبھالے ہوئے
یہہ میدان ہے سخت و مشکل گذار خبردار رہنا مرے شہسوار
کہ شدیز ٹھوکر نہ کھائے کہین بہت راہ پیما گرے ہین یہین
تجھے میکدے مین ہے رکھنا ہی قدم بناتے ہین میکش تجھے آج ہم
تجھے آج پینا ہے اُس مے کا جام نہو ایک قطرہ بھی جس کا حرام

کریں یاد میکش نہ پھر بزم جم
دکھا میکدے میں وہ شانِ حرم

بہکنا نہ مستی میں تو ایک دم
رہیں ہوش در دم نظر بر قدم

کھلا میکدے کا ہے بابِ قبول
اسی رنگ میں کچھ ہو ذکرِ رسول

ہو اس رنگ سے ذکرِ سرکار کا
پکار اُٹھے ہر جام صلِ علیٰ

ہو اِس طرح ساغر میں مے کی نمود
کہ ہر خم سے نکلے صدائے درود

دکھا آج مستی کا اپنی وہ جوش
دلِ میکشان سے بھی نکلے خروش

دلِ گرم سے کھینچ وہ آہ سرد
کہ ہو جائے بیچین ہر اہلِ درد

اِسے غور سے آپ سنیے ذرا
مرے دردِ دل کا ہے یہہ ماجرا

گذر میرا اِک میکدے میں ہوا
عیان جس سے تھی شانِ رب العلا

عمارت نہ تھی اُس کی کعبے سے کم
ہر اِک طاق تھا اسکا طاقِ حرم

ہر اِک کنگرہ شانِ ربِ قدیر
ہر اِک زینہ عرشِ بریں کا نظیر

وہ میخانے کا ہر ستون بلند
بلندی میں تھا لامکان سے دوچند

فرشتوں کی تھیں اس کے در پر جبین
وہاں جام بر کف تھے روح الامین

وہاں دورِ جامِ مئے سلسبیل
وہاں بادہ پیما کلیمؑ و خلیلؑ

مبرا ز دامِ ہوا و ہوس
وہاں تھا ہر اک رندِ عیسیٰؑ نفس

بڑے متقی زاہدانِ جلیل
درِ میکدہ پر تھے ابن السبیل

کوئی مست تھا کوئی مخمور تھا
کوئی نشۂ عشق میں چور تھا

ہر اِک قصرِ عرفان کا مسند نشین
چڑھائے ہوئے جامِ عین الیقین

ہر اِک بادہ کش شیخ وحدت پرست
ہر اِک کیفِ جامِ انا الحق سے مست

کوئی غرق بحرِ مۓ ناب مین — کوئی بیخودی کے تھا گرداب مین
غرض میکدے مین جو میخوار تھے — شرابِ محبت سے سرشار تھے
مگر جو ذرا سا بھی ہشیار تھا — سو حیرت سے وہ نقشِ دیوار تھا
جو اس میکدے مین تھے خالی سبو — وہ تھے اہل تقویٰ کے ظرفِ وضو
جو ذرّون پہ تھے قطرہ ہائے شراب — زمین پر نظر آتے تھے آفتاب
صراحی کے تھے گرد یون جام مے — کہ گویا ستارون مین مہتاب ہے
وہان ابرِ رحمت کے چھائے ہوئے — چمن میکدے کو بنائے ہوئے
وہان بٹ رہی تھی کچھ ایسی شراب — اُٹھا دے جو دل سے دوئی کا حجاب
دکھاتی تھی جلوہ وہ بصد آب و تاب — مدینے کے شیشون مین مکی شراب
جو میخانہ ہے روضۂ پاک ہے — جو ساقی ہے وہ شاہِ لولاک ہے
وہ ختم رسل شاہِ امی لقب — وہ سرمایۂ نازِ ملکِ عرب
وہ عالی نسب سید الانبیا ؐ — وہ سرتاجِ عالم شہِ دوسرا
حسین ایسے یوسف تھے جن پر نثار — جمیل ایسے محبوبِ پروردگار ہو
جبین سے تھا نورِ خدا جلوہ گر — ضیا کسب کرتے تھے شمس و قمر
حسین اسقدر وہ مہِ دلنواز — کہ خود حسن ہو جسکے جلوے پہ ناز
وہ برجِ سعادت وہ بدر الدجیٰ — وہ شمعِ ہدایت وہ شمس الضحیٰ
وہی باعث خلق ہر دو جہان — وہی اصل مقصودِ کون و مکان
یہہ وہ دلبر و جانِ عشاق ہے — خدا جسکے جلوے کا مشتاق ہے
کیا اس کے جلوے نے کچھ ایسا کام — ہین بیہوش موسیٰ علیہ السلام

وہ ہر اک کو بیخود بنائے ہوئے
وہ سرمہ تھا آنکھوں میں مازاغ کا
ثنا جس کی کرتا ہے رب العلا
وہ دوش مبارک پہ زلفیں دراز
وہ میم محمدؐ کی دوہری نقاب
تھا پردے میں ساقی کے اُسکا ظہور
کوئی حسن میں اُسکا ہو کیا شریک
وہ ساقی گلرو کا حسن و جمال
ہوا رعب دل پر مرے اس قدر
گرا ہو کے بیہوش میں ایکبار
ہوا بیخودی میں میں اپنی جو گم
ذرا دیکھ تو اُٹھ کے اے دلفگار
تو رہتا تھا جس کے لئے نوحہ گر
ترے سامنے ہے ترا گلعذار
بجا لا تو اب جلد شکر خدا
یہہ ساقی تو تیرا ہی محبوب ہی
جو کچھ عرض کرنی ہو وہ جلد کر
توجہ جو ساقی کی ہو گی ذرا
کھلی آنکھ میری ہوا ہوشیار

شراب محبت پلائے ہوئے
جو اللہ کو بھی پسند آگیا
وہ کمبلی کی کاندھوں پہ ڈالی ردا
ہے پیچیدہ جنمیں خدا ای کا راز
وہ راز احد رکھ کے اپنا حجاب
بشر کی تجلی خدائی کا نور
حسینوں میں وہ وحدہ لاشریک
وہ میخانے کا اُس کے جاہ و جلال
کہ آنے لگا غش اسے دیکھ کر
فقر و ہوئے عقل و صبر و قرار
تمنا گرفت استیم کہ تم
کہ تجھپر ہوا فضل پروردگار
وہ محبوب ہے آج پیش نظر
تو رہتا تھا جن کے لیئے بیقرار
کہ منزل پہ مقصود کی آگیا
تو طالب تھا جس کا وہ مطلوب ہی
کہ ساقی کی رحمت ہے اب جوش پر
تو عاصی ترا کام بن جائے گا
کچھ آنے لگا دل کو میرے قرار

کھڑا ہو گیا آنکھ ملکر شتاب ‎ ‎ ہوا دور دل کا مرے اضطراب
مری آنکھ ساقی سے جو لڑ گئی ‎ ‎ تو ساقی کی مجھپر نظر پڑ گئی ٭
ادب سے یہ دی مینے بڑھ کر صدا ‎ ‎ کہ اے ساقی مہر وش مہ لقا
مرے روح افزا مرے دلربا ‎ ‎ دل و جان ہین قدمون پہ تیرے فدا ٭
ادھر بھی ذرا اک نظر گلعذار ‎ ‎ کرم کا ہون مین تیرے امیدوار
بہت دور سے آگے اے نازنین ‎ ‎ رکھی ہے ترے در پہ مینے جبین
ترا نام دارو ہے درد جگر ‎ ‎ تری خاک پا میر الکحل البصر ٭
کرون حال دل کیا مین اپنا بیان ‎ ‎ ترے ہجر نے کر دیا نیم جان
مرے حال کی شرح صورت مری ‎ ‎ مرے دل کا اظہار حالت مری
مری چشم گریان سے سن ساقیا ‎ ‎ مرے درد دل کا تو کچھ ماجرا
کہون کیا ہوئی کیسی میری بسر ‎ ‎ ستاتا تھا دن رات درد جگر
بتاؤن کٹے کیسے فرقت کے دن ‎ ‎ مصیبت کی راتین تھین آفت کے دن
کبھی نقش پا کو سے امید مین ‎ ‎ کبھی چشم وا حسرت دید مین ٭
کبھی سہر دسر گرمی درد سے ‎ ‎ کبھی گرم نالہ دم سرد سے
نہ ہمراز کوئی نہ کوئی انیس ‎ ‎ فقط غربت و بیکسی ہے جلیس ٭
ترے ہجر نے ایسا لاغر کیا ‎ ‎ کہ بستر سے اٹھنا بھی مشکل ہوا
فلک بر سر کین زمانہ عدو ‎ ‎ زبان پر مگر ذکر لا تقنطو ٭
مقدر کی گردش ضعیفی کا دور ‎ ‎ نہ جینے کی صورت نہ مرنے کا طور
غرض درد دل نے اٹھایا مجھے ‎ ‎ ترے آستانے پہ لایا مجھے

علاجِ غمِ دور دنہان توئی
دواے دلِ دردمندان توئی

تمناے امیدواران ہے تو ؛
قرارِ دلِ بیقراران ہے تو

مراداتِ خلوت پسندان توئی
دعاے لبِ مستمندان توئی

تو ساقیِ میخانۂ کائنات
جگر تشنگان را تو آبِ حیات

کیا تیری فرقت نے یون خستہ حال
جگر کی خبر ہے نہ دل کا خیال

مین تشنہ جگر ہون بہت ساقیا
کوئی جام مے مجکو ایسا پلا ؛

یہ ساری ہو کلفت مرے دل سے دور
مرا سینہ بن جائے دریاے نور

پلا دے مجھے ساقیا ایسا جام
کہ حاصل مرے دل کے ہون سب مرام

وہ مے دے جو دل کو مصفا کرے
وہ مے دے جو دل کو مجلا کرے

وہ مے دے کہ جنمین ہو ایسا اثر
مٹے دل سے رنگِ دوئی سربسر

وہ مے جسمین لذت ملے دید کی
کرون سیر مین باغِ توحید کی ؛

وہ مے جس سے دیوانہ تیرا بنون
وہ مے جسمین شیدائی ہو کر رہون

وہ مے دے کہ غم جس سے ہو پائمال
کبھی آئے دلپر نہ گردِ ملال

جو خارِ غم تیرا قائم رہے
کھٹکتا جگر مین یہہ دائم رہے

وہ مے دے کہ تو ساقی جاوِ نظر ؛
تری جلوہ گہہ ہو مری چشمِ تر

وہ مے دے کہ آنکھون سے اٹھین حجاب
وہ مے دے کہ دل ہو مرا آفتاب

وہ مے دے کہ ساقی مین دیکھون جدہر
ترا نور ہی نور آئے نظر ؛

وہ مے دے کہ ہو جائین طے سب مقام
مدارج ہون عرفان کے سارے تمام

وہ مے دے کہ مین محوِ حیرت رہون
وہ مے دے کہ آئینہ تیرا بنون ؛

وہ مے دے کہ دیدہ خدا بین بنے / نظر سے حجاب تعین اُٹھے
وہ مے دے جو ہو دلکش و دلکشا / وہ مے جسکا نشہ ہو مشکل کشا
وہ مے دے کہ ہو جاؤن تجھ مین فنا / ملے حشر تک بھی نہ میرا پتا
وہ مے جس سے یہہ آنکھ بینا بنے / ہر اک عضو چشم تماشا بنے
ہر اک آنکھ سے تجھکو دیکھا کرون / ترا ہی مین محو تماشا رہون
بنا مست و بیخود مٹا حُبِ غیر / کہ دیکھون مین اپنے ہی عالم کی سیر
مجھے مست کر کے تو پہونچا وہان / انا الحق کہے ذرہ ذرہ جہان
نہ چھوٹے مگر یہہ سلامت روی / کہ پی کر اُبلتے ہین کم ظرف ہی
ہر اک راز کی پاسداری رہے / بہکنے مین بھی ہوشیاری رہے
نہ لغزش ہو کچھ خودپرستی مین بھی / قدم لڑکھڑائے نہ مستی مین بھی
مری مے پرستی کی وہ شان ہو / جہان خودپرستی بھی ایمان ہو
وہ مے دے کہ مستی رہے ہر گھڑی / ہین مستانہ آنکھین قیامت مین بھی
سُنا درد دل کا مرے ماجرا / تو ساقی کو بھی رحم کچھ آگیا
جو تھی صدق دل سے مری التجا / تو ساقی نے اُسکو پذیرا کیا
یہہ فرمایا ہنسکر نہو تو ملول / کہ حاصل ہوئی عرض تیری قبول
نہ کر درد دل کا تو اپنے گمان / بلایا ہے خود ہمنے تجھکو یہان
جسے چاہتے ہین پلاتے ہین ہم / شرابِ محبت پلاتے ہین ہم
نہ کر اپنی تدبیر کا تو خیال / یہان آئے بے اذن کس کی مجال
پلایا بُلا کر مجھے اپنے پاس / شرابِ محبت کا بھر کر گلاس

ہوا ایسا کچھ دل کو میرے سرور — ہوے سارے اعیان آنکھون سے دور
دو عالم کے پردے ہین اس کے سوا — نہ آیا نظر پھر کوئی دوسرا ؛
ملا پھر نہ مجھکو بھی میرا پتا ؛ — ہوا ذات مین اُسکی ایسا فنا
ہوا انقلاب ایسا پھر ناگہان — چھٹا مجھسے افسوس وہ آستان
تڑپتا رہا ہائے مین بدنصیب — جدا ہو گیا مجھ سے میرا حبیب
مقدر یہان پھر لایا مجھے — پھر اس غمکدے مین پھنسایا مجھے
وہی بیکلی پھر وہی پیچ و تاب — وہی درد دل پھر وہی اضطراب
جگر نارِ فرقت سے جلنے لگا ؛ — لہو چشمِ تر سے اُبلنے لگا ؛
وہی پھر نمودار سوزِ درون ؛ ؛ — روان پھر ہین آنکھون سے دریائے خون
وہی نالہ لب پر وہی ہائے ہائے — وہی یادِ دلبر وہی ہائے ہائے
گریبان کیا دستِ وحشت نے چاک — اُڑانے لگا پھر گلستان کی خاک
وہ میخانہ پھر یاد آنے لگا ؛ — مجھے شوقِ دل پھر ستانے لگا ؛
خدائے جہان دار و جان آفرین — ہے قبضے مین تیرے زمان و زمین
پناہِ بلندی و پستی توئی ؛ — ہمہ نیست اند آنچہ ہستی توئی
برآرندۂ کار امیدوار ؛ — تری ذات ہے میرے پروردگار
ہے تو ہی دو عالم کا رب اے کریم — توانا و قادر علیم و حکیم
غریبون کا آفت مین فریاد رس — دمِ یاس مظلوم کا دادرس
شفا بخشی تو نے ہی ایوبؑ کو — ملایا ہے یوسفؑ سے یعقوبؑ کو
وہ تھا حکم تیرا اے ربِ جلیل — بچے نارِ نمرود سے جو خلیلؑ

دی یونس کو مچھلی سے تو نے نجات
پلایا خضرؑ کو ہے آبِ حیات

ترے ہی اشارے سے ربِ جلیل
بچے ذبح ہونے سے ابنِ خلیلؑ

الٰہی ہو میری دعا بھی قبول
طفیلِ رسول اور آلِ رسول

ملا دے مجھے جلد حضرتؐ سے تو
بچالے مجھے نارِ فرقت سے تو

مدینے پہونچ جاؤں ربِ غفور
نہیں بات یہہ تیری رحمت سے دور

کوئی شکل ایسی پھر آئے نکل
مرے بخت بولیں مدینے کو چل

میں تشنہ جگر ہوں نہ ترسا مجھے
پھر اُس میکدے میں تو پہونچا مجھے

خدایا بر آئے یہہ میری مراد
مدینے میں حضرتؐ کریں مجھکو یاد

وہ پھر ایسی مجھکو پلائیں شراب
نہ دیکھوں کبھی پھر جدائی کا خواب

قدم میکدے میں جمائے رہوں
نظر سے نظر کو ملائے رہوں

میں دیکھا کروں اُن کو شام و سحر
مری آنکھ میں ہوں وہ مثلِ نظر

رہے روز افزوں مرا اشتیاق
نہ لپٹے مجھے پھر بلائے فراق

اگر جان جائے تو جائے وہاں
نہ برباد مٹی ہو میری یہاں

جب آجائے میری اجل کا پیام
لبوں پر رہے اُن کی الفت کا جام

دعا ہوگی مقبول یہہ بالیقین
جو آمین دل سے کہیں سامعین

مجھے شعر گوئی کا دعوے نہیں
ستائش مذمت کی پروا نہیں

کہ ہے یہہ بھی اک طرزِ مدحِ رسول
یہی بس ہے کرلیں اگر وہ قبول

السلام اے حضرتِ مسکین شاہ
آسمانِ فیض کے رخشندہ ماہ

السلام اے خادمون کے دستگیر ۔ السلام اے سالکِ روشن ضمیر
السلام اے کاملون کے پیشوا ۔ السلام اے عارفون کے رہنما
السلام اے نسلِ شاہِ نقشبند ۔ السلام اے صاحبِ عزلت پسند
السلام اے معدنِ اسرارِ حق ۔ السلام اے مخزنِ انوارِ حق
السلام اے نسبتِ فیضِ خدا ۔ السلام اے محی الدین مصطفیٰ
السلام اے گنجِ عرفان السلام ۔ السلام اے قطبِ دوران السلام
السلام اے ہم غریبون کے امیر ۔ آپ کے در پہ ہین استادہ فقیر
اک نظر ہو فیض کی سب پر بہا ۔ اپنی بیماری سے تا پائین شفا
حرصِ دنیا ہائے دامن گیر ہے ۔ مخلصی کی کچھ نہین تدبیر ہے
نفسِ سرکش کا بہت ہے زور شور ۔ دیدۂ باطن ہوا جاتا ہے کور
بڑھ رہا ہے سر پہ بارِ معصیت ۔ اور ہمت نیک کامون مین ہے پست
رابطہ کم ہو رہا ہے آپ کا ۔ ہو رہا ہے دخلِ شیطان پر بلا
چھٹ رہا ہے مجھ سے سارا شغل و ذکر ۔ بڑھ رہی ہے دولتِ دنیا کی فکر
روز و شب ہون معصیت مین مبتلا ۔ وہ تجلی دل کا سب جاتا رہا
آپ سے دولت جو تھی مجھکو ملی ۔ شامتِ اعمال سے جاتی رہی
اب ہوا مفلس ذلیل و خوار مین ۔ اپنی غفلت سے ہوا بیچار مین
آپ سے کیونکر کہون یہ داستان ۔ منھ دکھانیکے ہون قابل مین کہان
نعمتِ عظمیٰ کو بالکل کھو دیا ۔ اب پشیمان ہون کہ مین نے کیا کیا
ہائے مین شیطان کے دم مین آگیا ۔ اپنی نادانی سے دھوکا کھا گیا

اب پشیمان در پہ آیا ہے فقیر ؛ دستگیری کیجیے یا دستگیر
باز آمد بندہٗ بگریختہ ؛ ؛ آبروے خود ز عصیان ریختہ
دام شیطان سے رہائی دیجیے ؛ دل کا آئینہ مصفا کیجیے
اے ولی پادشاہِ دوجہان ؛ الامان از دست شیطان الامان
آپ ہین بے شبہہ اللہ کے ولی ؛ رحم مجھ پر کیجیے بہر نبی
پھر تصور مین ہو صورت آپکی ؛ پھر ہمارا ذکر مین لگ جاے جی
پھر سے جاری سب لطائف ہون مرے ؛ آپ نہ کرنا دور اپنے فیض سے
فکر دنیاے دنی ہو دل سے دور ؛ رات دن حاصل رہے مجھکو حضور
ذکر سے اِک دم نہین غافل رہون ؛ طاعت حق کی طرف مائل رہون
دل مین آے پھر نہ عصیان خیال ؛ دور ہو جاے یہہ سب رنج وملال
شرع کے ارکان ہون مجھ سے ادا ؛ اور ہو مغلوب نفس بے حیا
نور ایمان سے منور قلب ہو ؛ اور مرض عصیان کا مجھ سے سلب ہو
وقت آخر آپ آنا چاہیے ؛ دام شیطان سے بچانا چاہیے

ہے دعا عاصی کی بہر مصطفیٰ ؛
خاتمہ بالخیر ہو یارب مرا ؛ ؛

وصال نامۂ ساقیِ سرمستان خمخانۂ وحدت حضرتِ تسکین شاہ صاحب قبلہ قُدِسَ سرّہٗ فرزند دلبند وجانشین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سلطان العاشقین شیخِ جہان قطبِ زمان حضرت مسکین شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جہان حضرت تسکین شاہ ؛ قطبِ زمان حضرت تسکین شاہ
عارف حق سالک روشن ضمیر چرخِ عبادات کے ماہِ منیر
پیشِ رو لشکر ارباب شوق سرور و سر حلقۂ اصحاب ذوق
قبلۂ حاجات مناجاتیان قافلہ سالارِ خراباتیان
ساقی میخانۂ عرفانِ حق دل سے فدا جان سے قربان حق
دلبر و دلبستہ نقشبند ؛ گوشہ نشین خلوت و عزلت پسند ؛
باعث تسکین پریشان خیال مرہم زخم دل آشفتہ حال ؛
پانچ جو حضرت ہین تسکین کے پانچون سزاوار ہین تحسین کے
ت نے انھین صاحب تقوی کیا دل ہوا تسلیم و رضا پر فدا ؛
س سے سینہ ہوا دریائے نور موجِ کرم جب کی گئی دور دور
کعبہ ہوا سینے مین دل کاف سے کوچۂ توحید کے رہبر ہوئے
ی سے رہی یادِ الٰہی مدام ؛ ؛ اس کے سوا اور نہ تھا کوئی کام
ن نے دی فقر کی نعمت انہین دولتِ دنیا سے تھی نفرت انہین ؛
گھر مین بچھا رہتا تھا گو بوریا ؛ ؛ ذوق مگر خاک نشینی سے تھا ؛
مٹی کے برتن سے بہت انس تھا کھاتے اور پیتے تھے اسی مین سدا
سونے کو توشک نہ بنائی کوئی اوڑھنے کو تھی نہ رضائی کوئی ؛
تختِ شکستہ پہ پڑے شوق سے سوتے تھے وہ ہاتھ کو تکیہ کیے
گرچہ پہنتے تھے وہ کہنہ لباس پر نہ کسی نے انہین دیکھا اداس
مملکتِ فقر کے تھے بادشاہ ؛ دولتِ دنیا کی نہ تھی انکو چاہ

خرم و خوش اپنی فقیری سے تھے
کام نہ کچھ ان کو امیروں سے تھا
شام و سحر محوِ جمالِ خدا
شغل تھا سیرِ مقامات کا
سایہ تھا اُس سر کا خدا کی قسم
ہر کوئی اس سر کا خریدار تھا
جان ہر اک کرتا تھا اپنی نثار
شام و سحر پیتے تھے جامِ وصال
اُن سے ہی اس بزم کی تزئین تھی
سب کے لیے قبلۂ برحق تھے وہ
گرم سدا رہتا تھا بازارِ فیض
کیا کہوں میخانے کے در پر مدام
نشۂ عرفان کے بہت بیخبر
جامِ مئے شوق کے قاسم تھے وہ
حضرتِ سکین کے وہ تھے یادگار
سب سے وہی لطف بھری بات تھی
چارہ گرِ دردِ نہانی تھے وہ
میکدۂ معرفت آباد تھا
کہتے تھے ساقی تو سلامت رہے

دور بہت شانِ امیری سے تھے
ربط اگر تھا تو فقیروں سے تھا
صبح و مسا ذاتِ نبیؐ میں فنا
لطف اُٹھاتے تھے عبادات کا
سر پہ غلاموں کے سحابِ کرم
دامِ محبت میں گرفتار تھا
کرتا تھا اُس شمع پہ پروانہ وار
دیکھتے رہتے تھے سب اُنکا جمال
دل کو ہر اک شخص کے تسکین تھی
مسجدِ الماس کی رونق تھے وہ
کوسوں سے آتے تھے خریدارِ فیض
رہتا تھا میخواروں کا اک اژدہام
در پہ پڑے رہتے تھے شام و سحر
مملکتِ عشق کے ناظم تھے وہ
خلق اُنھیں کا تھا اُنھیں کا شعار
سب پہ وہی چشمِ عنایات تھی
سب کے لئے عیسیِٔ ثانی تھے وہ
رند ہر اک مست تھا دلشاد تھا
ہم پہ تری چشمِ عنایت رہے

جام مئے فیض کا چلتا رہے ۔ خم سے ترے بادہ ابلتا رہے
نعرۂ مستانہ کبھی شاد کے ۔ زمزمے مستی مین وہ آباد کے
پیتا تھا جو جام مئے ناب دید ۔ کھتا تھا ہر ایک کہ ہل من مزید
سب کو میسر جو تھی حضرت کی دید ۔ راتین شب قدر تھین دن روز عید
کیا کہون مین ہو گیا اُن کا وصال ۔ دیکھ کے ہم جیتے تھے جن کا جمال
چھٹ گیا ہمسے وہ ہمارا حبیب ۔ رہ گئے منھ دیکھتے ہم بے نصیب
اب سنو تم رخصت حضرت کا حال ۔ ہو گیا کسطرح سے اُنکا وصال ؛
مرنے کا اپنے اُنھین کچھ غم نہ تھا ۔ مرنا بھی شادی سے اُنھین کم نہ تھا
حجرے کی تعمیر سے کھلتا ہے حال ۔ قبر کا اپنی انھین آیا خیال
موت کا دن بھی اُنھین معلوم تھا ۔ جانتے تھے خوب جو مرقوم تھا
توڑ کے حجریکو جگھ اُس کی لی ۔ از سر نو حجریکی تعمیر کی ؛
حجرے کی دیوار جو کچھ ہٹ گئی ۔ تھا یہہ اشارہ ہے جگھ قبر کی
ہستئی فانی سے سفر جب کرین ۔ دفن کرین لوگ اِسی جا ہمین ؛
زور جو تھا ان دنون طاعون کا ۔ کہتے تھے سب کیجیے تبدیل جا
بلدے مین رہنا تو مناسب نہین ۔ آپ ہون جنگل مین اقامت گزین
چلتی ہے ہر سمت سے بادِ اجل ۔ آگیا آرام مین سب کے خلل
ہر کوئی بلدے سے ہراسان ہے اب ۔ دیکھو جسے غم سے پریشان ہے اب
تکیہ جو اللہ پہ حضرت کو تھا ۔ کچھ نہ اثر کہنے کا اُنپر ہوا ؛
کہدیا سب سے کہ نہ جائینگے ہم ۔ ہم نہ ہٹائینگے یہان سے قدم

آئی اجل ہے تو ہلتی ہے کب
ہوگا وہی جو کہ ہے منظور رب

ہم کو ولائین ہین حد نہین اُمید
جو مرے طاعون سے ہے وہ شہید

ہوتی میسر ہے یہ دولت کسے
ملتی ہے دنیا مین شہادت کسے

لائق عالم کی تو رحمت ہے یہہ
مومنو کے واسطے نعمت ہے یہہ

لوٹین گے فردوس مین جاکر مزے
خوب ہو گر ہم مرین طاعون سے

اپنے لیئے خلد کا در باز ہے
رہنے مین پوشیدہ کوئی راز ہے

جام ہے وصل کا تیار ہے
کس کو یہان زندگی درکار ہے

ہاتھ اٹھاکر یہہ کہا اے خدا
تو ہی ہر اک راز کو ہے جانتا

ہونا ہو جو ہو وہی رب قدیر
ہے یہہ دل درجان سے حاضر فقیر

ہوگئی مقبول یہہ اُن کی دعا
آگے سنو درد کا اب ماجرا

واقعہ ہے پندرہ تاریخ کا
عرس کا دن حضرت مسکین کے تھا

عرس کا سب کام جب آخر ہوا
شام سے حضرت کو بخار آگیا

جذب محبت نے دکھایا اثر
راز نہان کھلنے لگا سر بسر

خوب ترقی پہ وہ شب بھر رہا
ایک سو چھ درجے پہ بڑھا ہوا

ہوگئی سب رات اسی مین بسر
صبح تلک کی نہ کسی کو خبر

حجرۂ مسجد مین وہ تنہا رہے
شاکر اللہ تعالی سے رہے

کر گئے وضو پڑھ کے نماز سحر
صحن مین وہ بیٹھ گئے حوض پر

شوق مین دیدار کے بہر سلام
سامنے حاضر ہوئے سارے غلام

ہونے لگا قدمون پہ کوئی فدا
بوسہ کوئی ہاتھ پہ دینے لگا

اُن کو جو گرمی کا خیال آگیا
ہاتھ سے رومال کو لپیٹا لیا

تا نہ ہو معلوم کسی کو یہہ حال
گرمی سے کوئی نکرے کچھ خیال

ہوگیا جب جسم مین پورا اثر
پھر تو ہراک کو ہوئی اس کی خبر

لوگ پریشان ہوئے دوڑے تمام
خلق کا ہونے لگا پھر اژدہام

سب نے کہا مل کے اب ہی ضرور
لے چلین تشریف مکان مین حضور

کہنے سے سب خادم احباب کے
گھر مین گئے سعدِ الماس سے

آنے لگے پھر تو اطبا تمام
دیکھ کے کرنے لگے سب یہہ کلام

زورِ مرض کا تو ہے پورا مگر
قلب پہ ان کے نہین مطلق اثر

اس سے ہے اُمید کہ ہوگی شفا
زور گھٹا دیگا مرض کا خدا

گرچہ معالج رہے احمد میان
ہوش رہے ان کے ٹھکانے کہان

تھے جو غلام اُس درِ درگاہ کے
فرطِ محبت سے تڑپنے لگے

مشورہ کرتے تھے اطبا سے وہ
جاکے دوا لاتے تھے ہر جا سے وہ

بڑھنے لگا جسم کا جب دم بخار
جانے لگا سب کے دلون کا قرار

گلٹی بغل مین جو نمایان ہوئی
عقل اطبا کی پریشان ہوئی

جونک لگانے کی ہوئی رائے جب
ہنس کے یہہ فرمانے لگے آپ تب

ہونے کا جو کام تھا وہ ہوگیا
ایسے تدابیر سے ہوتا ہے کیا

پھر جو وہ اصرار سے کہنے لگے
خیر کرو یہہ کہا منھ پھیر کے

جونک سے بھی کچھ نہ افاقہ ہوا
طب کا نہ کام آیا کوئی قاعدا

پھر جو طبیعت مین ہوا انقلاب
عقل اطبا کو ہوا اضطراب

دیکھ کے پھر نبض کو کہنے لگے ؏
ہے یہ تعجب کہ مرض ہے شدید
سمجھے نہ وہ کچھ کہ یہ کس کا ہے دل
کس کی نظر اِس گُلِ خنداں پہ ہے
کون ہے اِس خانۂ دل کا مکین ؏
کس کی محبت سے یہ لبریز ہے
کس کی تجلی سے یہ معمور ہے
کون نگہبان ہے اِس قلب کا ؏
دیدیا آخر کو ہر اک نے جواب
گرچہ بظاہر ہوئی حالت خراب
غنچۂ دل سینے مین خنداں رہا ؏
ہنس کے وہ کرتے تھے ہر اک سے کلام
کرتے تھے دنیا کے بھی کچھ تذکرے
ہوش مین آئی نہ کمی زینہار
لینے لگے آخری سب کا سلام
پھر جو وصیت سے بھی فارغ ہوئے
آتا ہے دربار مین اب یہ غلام
وردِ زباں تھی جو یہی گفتگو
صاحب ایقان و توکل گزین

دل ابھی محفوظ ہے تاثیر سے
قلب دلاتا ہے شفا کی اُمید
ایسے مرض سے جو مبرا ہے دل
کس کی نظر اِس چمنستان پہ ہے
کون ہے اِس خاتمِ دل کا نگین
کس کی عنایت سے شکر ریز ہے
کس کی نگاہون کا یہہ منظور ہے
کیون نہ مرض سے متاثر ہوا ؏
اب نہین ہوتی ہے دوا کامیاب
دل کو مگر اُن کے نہ تھا اضطراب
چہرۂ پر نور درخشاں رہا
دیتے تھے ہر اِک کو جواب سلام
پند و نصیحت مین بھی مشغول تھے
عقل رہی اپنی جگہہ برقرار
خوش ہوئے آباد کا سنکر کلام
سوئے حرم دیکھ کے کہنے لگے
لیجیے سرکار اب اِس کا سلام
حضرتِ خضر آئے ملاقات کو
حضرت سعد اللہ کے مسند نشین

حضرت خواجہ ... حضرت شاہ صاحب ... درگاہ حضرت سلطان الثانی حضرت شاہ سعد اللہ صاحب قبلہ قدس سرہا سلطان العارفین حضرت شاہ سعد اللہ صاحب قبلہ قدس سرہا

رہبر ارباب طریقت ہین جو ۞ خضر رہ کنہ حقیقت ہین جو
ان سے یہہ فرمایا دعا کیجیے ۞ اب ہین ارادے عدم آباد کے
جاتے ہین ہم جانب خیر الانام ۔ ہوگیا اب کام ہمارا اتمام
لو ہے لگی احمد مختار سے ۔ بند زبان ہوتی ہے گفتار سے
اپنے غلامون کی طرف دیکھ کے ۔ سب سے پھر اس طرح مخاطب ہوئے
سخت ہے یہہ معرکۂ امتحان ۔ بند جو ہو جائے ہماری زبان
تم مین سے نزدیک جو میرے رہے ۔ کلمہ طیب پڑھے آواز سے
نطق کی اب سلب جو طاقت ہوئی ۔ روشنی چشم بھی رخصت ہوئی
غل جو اٹھا رونے کا پھر چار سو ۔ بھول گئے لوگ اُس ارشاد کو
کلمۂ طیب نہ کسی نے پڑھا ۔ ہر کوئی مغموم و پریشان رہا
کلمہ کی آئی نہ صدا جب انھین ۔ ہوگئے بیچین اسی حال مین
کلمۂ طیب کو بڑے شوق سے ۔ ہاتھ پہ لکھ کر وہ بتانے لگے
اس سے بھی آیا نہ انھین جب قرار ۔ کھل گئی پھر اُن کی زبان ایکبار
تاکہ نہ سمجھے کوئی معذور ہین ۔ بات بھی کرنے سے یہہ مجبور ہین
کلمۂ طیب جو پڑھا تین بار ۞ بعد زبان ہوگئی بے اختیار
خلق سے جب آنکھ کو پردا ہوا ۔ روے نظر جانب یثرب رہا
جتنے لطیفے تھے وہ جاری رہے ۔ قلب پہ دروازے کھلے فیض کے
ہوگئے پھر محو جمال خدا ۞ دھیان نہ پھر ان کو ادھر کا رہا
آیا نظر جلوہ جو سرکار کا ۔ سینے مین دل اور تڑپنے لگا ۞

جھک گیا سر آپ کا تسلیم کو ٭
جب نہ اُٹھین اُٹھنے کا یارا ہوا ٭
جلد اُٹھائین مجھے احباب سب
آنکھ یہہ کہتی تھی کہ آئے رسول
ہو گئے تھے گو کہ بہت ہی نزار
اُن کو کھڑے رہنے کی طاقت نہ تھی
ہو گئی سرکار سے کرسی عطا
بیٹھ گئے آنکھون سے کرکے سلام
سوئے مدینہ جو سواری چلی ٭
آنکھون سے جبدن یہ چھپا پھر دین
جان سے جب جسم وہ خالی ہوا ٭
غل ہوا دنیا سے سفر کر گئے ٭
قلب پہ اتنا ہوا رنج و ملال ٭
لوٹتا تھا غم سے کوئی خاک پر ٭
دردِ مصیبت سے کوئی بیقرار
عصر کو حضرت کا پیالہ ہوا ٭ ٭
لوگون نے حضرت کو نہلایا کفن
چہرۂ پُر نور چمکنے لگا ٭ ٭
لب پہ رہے حضرت کے تبسم کنان

جوش سے اُٹھنے لگے تعظیم کو ٭
ہاتھون سے یون اپنے اشارا کیا
ہائے نہین دل مرا قابو مین اب
خالق اکبر نے دعا کی قبول
اُٹھ گئے خود ہو گئے بے اختیار
پاؤن مین لغزش تھو ذرا آ گئی ٭
انکو سلیمان کا ملا مرتبا ٭
وردِ زبان ہو گیا حضرت کا نام
روح بھی تسکین کی جلو مین گئی
تھی وہ اسی ماہ کی انتیسوین ٭
گھر مین ہوئی ایک قیامت بپا
خستہ جگر خاک بسر کر گئے ٭
ہو گیا ہر ایک کو جینا وبال ٭
کوئی کھڑا روتا تھا تھامے جگر ٭
خنجرِ غم سے تھا کوئی دل فگار ٭
بعد عشا غسل ہوا آپ کا ٭ ٭
جامۂ آخر ہوا زیبِ بدن ٭
حُسنِ رُخِ نیک دوبالا ہوا
دل پہ گرانے لگے وہ بجلیان

قطرے پسینے کے جو چہرہ پہ تھے
شمع کے مانند تھا روشن بدن
کہتا تھا ہر ایک انہین دیکھ کے
چہرۂ خندان یہ دلاتا تھا یاد
شانِ فقیری سے جنازہ اُٹھا
اور ترقی ہوئی تسکین مین ٭
مرقدِ پرنور اُسی جا بنا
خلد مین آرام سے ہین وہ وہان
ڈھونڈتی ہے آنکھ تو پاتی نہین
دردِ جدائی سے ہین نالان تمام
عاصی محزون کا پریشان ہے حال
جلد خبر لیجئے ناشاد کی ٭٭
کہتا ہے دل مجھکو وہ بھولے ضرور
نالہ مین گر اثر ہے داشتنی ٭
پودے اگر ور دل اوجا ہے من
دولت وصالش شدہ روزی نصیب
دل جو شب ہجر مین گھبرا گیا
رو کے یہ کی عرض کہ ماہِ تمام
سنیے کہ مشتاق کی حالت خراب

تھمتے آتے تھے نظر نور کے
بنگیا تھا نور کی چادر کفن ٭ ٭
چادرِ رحمت مین ہین لپٹے ہوئے
سوئے خدا جاتے ہین یون شاد شاد
مسجد الماس مین داخل ہوا
دفن ہوے پہلوے سکین مین
حجرۂ جہان سے تھا ہٹا یا گیا
غم سے نہان ہو گئے ہم نیم جان
صورت زیبا نظر آتی نہین
یاد اُنہین کرتے ہین سب صبح و شام
دل سے نہین جاتا ہے اُسکو ملال
اُسکو ستاتی ہے بہت بیکسی ٭
در نہ جمال اپنا دکھاتے حضور
یار بسوئیم نظرے داشتی ٭
بر سر خاکم گذرے داشتی
گر شب ہجرم سحرے داشتی
مرقد پرنور پہ حاضر ہوا ٭
ہجر مین روتا ہے کب تک غلام
تم کو گوارا ہوا کیونکر حجاب

روئے منور سے اُٹھا دو نقاب
سایہ نشین چند بود آفتاب

کوفتہ شد سینۂ مجروحِ من
ہیچ نماند از من و از روحِ من

آنے لگی روضہ سے ٹھنڈی ہوا
دل کو جو تسکین ہوئی سوگیا

بخت نے یہہ خواب دکھایا مجھے
جلوۂ تسکین نظر آیا مجھے ؛؛

حُسنِ جبینِ رشک دہِ آفتاب
نرگسِ مخمور سے عالم خراب

حلّۂ پر نورِ جنان در برش
رحمتِ حق سایہ کنان برسرش

رحم سے فرمایا کہ اے عاصیا
ہمسے کہو دل کا ہے کیا مُدعا

بوسہ زدم از سرِ جرأت بخاک
گفتمش اے قدوۂ مردانِ پاک

بادۂ خوش در چمنم آرزوست
ساقیِ گل پیرہنم آرزوست

دل نہ کشاید ز حریفانِ تو
صحبتِ یارِ کہنم آرزوست

از گرہ موے سرِ زلفِ یار ؛؛
نافۂ مشکِ ختنم آرزوست

سنبلِ پیچان چہ بگیرم بدست
زلفِ شکن در شکنم آرزوست

سبزۂ نوخیز و لبِ جوبہار
سرو قد و گل بدنم آرزوست

زیستنم بے تو میسّر مباد ؛؛
بے تو اگر زیستنم آرزوست

ذرّہ گزان صبح صفت جست تاب
خندہ کشا از لبِ آن آفتاب

ہنس کے یہہ فرمایا کدھر ہے نگہ
ہم تو ہین بیٹھے ہوئے اپنی جگہ

تو ہی مجھے دیکھنے آتا نہین ؛؛
میری طرف آنکھ اُٹھاتا نہین

تو نے نہ دیکھا جو مجھے کیا ہوا ؛؛
دیکھتا ہون تجکو مین صبح و مسا

خیر تجھے جلوہ دکھاتے ہین ہم ؛؛
اب تجھے ہوگا نہ کبھی پھر الم

اَے شدہ از دولتِ تا بہرہ مند
بیتش ما از نظرِ بے ریا ٭
ہو گئی اتنے ہین مری چشم وا ٭
جب سے مرے خواب مین آتے ہین وہ
حضرتِ تسکین کے بس لا کلام
خلق مین یہہ شہرۂ آفاق ہین
نفس کشی کرتے ہین شام و سحر
اہل ہمم صاحب جود و کرم ٭
یہہ اسی خورشید کی تنویر ہین
وارث ملکِ شہ تسکین بھی ہین
ہون نہ کہین سلکِ غلامی دور ٭
اب یہی قبلہ ہین مرادات کے
اِن کو سلامت رکھے دائم خدا
تشنۂ دیدار نہ بیتاب ہون
عرض یہہ ہے اب مری غفار سے
اَے زِ تو پُر دامنِ اُمید ما ٭
نامۂ اعمال مین نیکی نہین ٭
کوئی عمل مجھ سے نہ اچھا ہوا
فخر کے قابل نہین روزہ نماز ٭

کشتہ سرت زین ور دولت بلند
کرد مس قلب ترا کیمیا
نظرون سے جلوہ بھی وہ پنہان ہوا
جلوۂ دیدار دکھاتے ہین وہ ٭
حضرتِ تحسین ہوئے قائم مقام
فن تصوف مین بہت طاق ہین
اِن کی توجہہ مین ہے اچھا اثر
باپ کے رکھتے ہین قدم پر قدم
حضرتِ تسکین کی یہ تصویر ہین ٭
مالکِ گنج شہ تسکین بھی ہین ٭
اِن سے محبت بھی ہے سب کو ضرور
اب یہی ساقی ہین خرابات کے
فیض کا دریا ہے بہتا ہوا
سیکڑون اِس آب سے سیراب ہون
مین ہون گنہگار مجھے بخشدے
در کرمت نعمت جاوید ما ٭
اِس لئے رہتا ہون مین اندوہ گین
اور ہوا بھی تو نہ تھا بے رِیا ٭
ہے تو فقط تیرے کرم پر ہے ناز

یا رسُول ای مونسِ غمخوارگان ؛ چارہ کن اے چارہ بیچارگان
مین ہون جو بے مایہ تو تو ہے کریم مین ہون خطاکار تو تو ہے رحیم ؛
مین ترا مملوک تو سردار ہے مین ہون گنہگار تو غفار ہے
فرطِ گناہون سے پریشان ہو مین اپنی خطاؤن پہ پشیمان ہو مین
ناز تو حضرت کی شفاعت پہ ہے اور بھروسہ تیری رحمت پہ ہے
یا رسول اے مونسِ غمخوارگان چارہ کن اے چارۂ بیچارگان
مجھ سے یہی اب ہے میری التجا خاتمہ بالخیر ہو یارب مرا
اور یہہ ہے عرض کہ اے ذوالجلال خاکِ مدینہ سے ہو میرا وصال
رویتِ حضرت ہو مجھے قبر مین اور مدینے سے اُٹھون حشر مین
مجکو ملے نزع مین بھی اے رحیم دولتِ دیدارِ رسولِ کریم ؛
شانِ رحیمی تو دکھا دے مجھے آتشِ دوزخ سے بچا دے مجھے
صدقے مین یارب میری سرکار کے جتنے مسلمان ہین اُنھین بخشدے
شاہِ دکن کو تو سدا شاد رکھ ان کے ممالک کو بھی آباد رکھ
عمر مین اقبال مین اولاد مین ؛ خوب ترقی ہو سلامت رہین
بحرِ عطا کانِ سخاوت ہین یہہ آئینۂ خلق و مروت ہین یہہ
داد و دہش مین نہین رکتا قلم دستِ سخا انکا ہے ابرِ کرم
ہین یہہ مسلمانون کے اب بادشاہ ہین یہی اسلام کے پشت و پناہ
دہر مین جبتک کہ مسلمان رہین بادشہ عثمان علیخان رہین
آخری ہے اے مرے رب العلا عاصیِ محزون کی یہی التجا

دہر مین جبتک کہ وہ زندہ رہے
رکھ تو اُسے عزت و توقیر سے

اور ہے اُسکی یہہ بڑی آرزو ۞
حشر مین اُٹھے تو اٹھے سرخرو ۞

قصہ بیان کرتا ہے عاصی تمام
بھیج محمد پہ درود و سلام

رحمت حق ہو شہ سکین پر ۞
فاتحہ پڑھے شہ سکین پر

کلام جو بعد طبع دیوان کے تازہ ہوا

اے تیغ تو ابروے سر ہا
وے زخم تو رونق جگر ہا

اے زلف تو زینت شب تار
وے روے تو جلوۂ سحر ہا ۞

از بیش حسام غمزۂ تو ۞
اندر خستہ دلبران سپہر ہا ۞

اے خنجر ناز بے نیازت
از دل شدگان گرفتہ سر ہا

اے ذات تو ورد جود خدا کی
سرمایۂ نازش بشر ہا

یک چشم تو صد ہزار جادو
یک دیدہ تو برق صد نظر ہا ۞

بر سنگ در حریم پاکست
ارباب نظر نہادہ سر ہا

دلہاے بہار ہزار حشمت
قربان نگاہ تو جگر ہا

عیسی نفسان ملک خوبی
دادند بآستانۂ تو سر ہا

آشفتۂ زلف مشک سایت
سرگشتہ وادی خطر ہا

عاصی تو بشو براہِ او زود ؛؛
آوارۂ غربتِ سفر با ؛؛ ؛؛

بزم ایجاد مین کونین کا سردار آیا
شاہ لولاک لما احمد مختار آیا

حسن اترائے نہ کیون عشق نہ کیون ناز کرے
جس پہ عاشق ہے خدا آج وہ دلدار آیا

ہوکے قربان حسینانِ جہان کہتے ہین
جسپہ صدقے ہے خدائی وہ طرحدار آیا

دیکھکر جسکو دو عالم کے حسین ہین حیران
محفل دہر مین وہ آئینہ رخسار آیا

جسکے مشتاق تھے سب جن و بشر حور و ملک
آج وہ ختم رسل سیدِ ابرار آیا

لنترانی کی صدا طور پہ کل دی جسنے
آج خود جلوہ دکھانے سر بازار آیا

رحمت اکرام بہ بر تاج شفاعت بر سر
اپنے ہمراہ لئے رحمتِ غفار آیا

اب گنہگار نہ جائیگا جہنم مین کوئی
حشر مین امت عاصی کا خریدار آیا

جلوہ گر جب ہوا عالم مین وہ شمع خوبی
بنکے پروانہ ہراِک طالب دیدار آیا ؛

آبرو خلق مین بڑھ جائیگی مسکینونکی
آج دنیا مین غریبون کا مددگار آیا

گرمیٔ حشر گئی ہو گئی ٹھنڈی دوزخ
نام سرکار کا لیتا جو گنہگار آیا

چل گئے سیکڑون خنجر دل پر ارمان پر
جب مجھے یاد ترا ابروِ خمدار آیا

جب تصور ترا آیا تو مرے دل نے کہا
میرا مونس مرا ہمدم مرا غمخوار آیا

اے مسیحائے دو عالم پئے درمان طلبی
آج دروازے پہ تیرے ترا بیمار آیا

ہوکے آزاد غم ہر دو جہان سے آخر
تیرے در پر تری زلفونکا گرفتار آیا

در بدر خاک بسر ملک دکن مین پھر کر
آج میخانے مین تیرے ترا میخوار آیا

تو نے جس مے سے کیا تھا مجھے بیخود پہلے
آج پھر بنکے اسی مے کا طلبگار آیا

ہان چھلکتا ہوا اک جام پلا دے ساقی
جھومتا ابر بہاری لب کہسار آیا

شافع روز جزا بہر توجہ عاصی
ترے دربار مین با دیدہ خونبار آیا

اے رخ زیبائے تو قبلۂ ایمان ما
وے خم ابروے تو سجدہ گہ جان ما

لالۂ باغ جنان چہرۂ خندان تو
ابر بہاری بود دیدۂ گریان ما

جلوۂ نور جبین غازۂ روے سحر
عارض تابان تو مہر درخشان ما

شام ہدایت بود گیسوے مشکین تو
صبح قیامت بود چاک گریبان ما

زینت اسلام ما جلوۂ رخسار تو
کفر سر زلف تو رونق ایمان ما

عنبر سارائے ما خاک در پاک تو
خار و خس کوے تو سنبل و ریحان ما

گوہر دندان تو غیرت در عدن
ہر دو لب لعل تو لعل بدخشان ما

عکس بود ذات ما شخص بود ذات تو
آئنہ روے تو دیدۂ حیران ما

وعدۂ وصلت بود آب حیات امید
خنجر انکار تو قاتل ارمان ما

سنگ در پاک تو زینۂ قصر جنان
کوے دلارائے تو روضۂ رضوان ما

رفتہ چو از چشم ما باز بدل آمدی
جان دگر یافتہ این تن بیجان ما

این دل پر شوق ما خاک قدم ہای تو
رشتۂ نعلین تو تار رگ جان ما

بہر شفاعت شہا پیش تو آوردہ ایم
دیدۂ گریان ما سینۂ بریان ما

از سر مژگان ما خون جگر میچکد
رشک گلستان شدہ گوشۂ دامان ما

وحشی دشت جنون راہ روا لفتیم
شور ظہور جہان گرد بیابان ما

بستر آرام ما خلوت کنز خفی
عالم امکان بود خواب پریشان ما

شکرِ خدا عاصیا شست دمِ آخری
دیدۂ گریان ما دفترِ عصیان ما

ذرے ذرے سے عیان ہے حُسن جانانہ ترا
سارا عالم بنگیا ہے آئینہ خانہ ترا

برق افگن جب ہو چھپ کر حُسن جانانہ ترا
کسکی طاقت جلوہ دیکھے بے حجابانہ ترا

ہوگئی مدہوش محفل چشم جانان آفرین
واہ کیا انداز ہے کیا رنگ مستانہ ترا

روی روشن ہے ترا وہ آتش افروز جمال
کہتے ہین یوسف جسے ہے ایک پروانہ ترا

بلبل گلشن ہی نہین ہین تیرے مدحخوان
پتے پتے کی زبان پر بھی ہے افسانہ ترا

تیری مسجد تیرا کعبہ تیرے عابد تیرے شیخ
بت ہین تیرے برہمن تیرے ہین بتخانہ ترا

سجدہ خوان مومن ہو یا ہو کافر زنار پوش
یہہ نہ بیگانہ ترا ہے وہ نہ بیگانہ ترا

جلوہ گاہِ عشق مین وہ اور ہے مین اور ہون
قیس ہے لیلی کا عاشق مین ہون دیوانہ ترا

مین وہ وحشی ہون کہ سیرِ دستِ وحشت اور ہے
ہو مبارک تجھکو ای مجنون یہہ ویرانہ ترا

وعدۂ دیدار پر آیا ہے تجھکو دیکھنے
حور لیکر کیا کرے جنت مین دیوانہ ترا

دیر سے در پر کھڑا ہون اک چھلکتا جام دے
حشر تک ساقی رہے آباد میخانہ ترا

فیض تیرے میکدے کا ساقیا کیا پوچھنا
دوسرون کے لاکھ خم اور ایک پیمانہ ترا

ہاتھ مین ہے جام مے خم سامنے ساقی قریب
ہو مبارک تجھکو عاصی رنگ رندانہ ترا

دل با شکنج طرۂ پیچان فروختیم
این لالہ را بسنبل رضوان فروختیم

دنگاہِ غم ہمہ سامان فروختیم
یک دل بہ سینہ بود بجانان فروختیم

دل را بخطِ عارض جانان فروختیم
این صفحہ را بسورۂ قرآن فروختیم

جان را نہ تیغِ ابروِ جانان فروختیم
دل را بنوکِ خنجرِ مژگان فروختیم

دل با تبسّمِ لبِ خندان فروختیم
این غنچہ با بہارِ گلستان فروختیم

تا سوزِ عشق از رخِ جانان گرفتہ ایم
داغِ جگر بہ آتشِ سوزان فروختیم

اکنون کجا قرارِ دلِ بیقرار را
جمعیش بزلفِ پریشان فروختیم

منت کشِ علاجِ طبیبان نکرد بخت
ما داغ ہائے دل بہ نمکدان فروختیم

اکنون نہ ذوقِ دید نہ شوقِ وصال ہست
این ازرد بدیدۂ حیران فروختیم

ضائع نکردہ ایم متاعِ دل و جگر
لولوئے آبدار بہ دامان فروختیم

با تارِ زلفِ یار دلِ خویش بستہ ایم
در دستِ کفر گوہرِ ایمان فروختیم

ناصح متاعِ صبر نماندہ بدستِ دل
این جنسِ خوش بغمزۂ جانان فروختیم

حسرت نصیبِ وحشتِ دل بود از جنون
چاکِ جگر چو چاکِ گریبان فروختیم

در بارگاہِ حسن رسائی نشد نصیب
گو ابروے خویش بدربان فروختیم

صد داغِ عشق از پئے یکدل خریدہ ایم
لختِ جگر بدیدۂ گریان فروختیم

ما را ز موجِ بحرِ ملامت ہراس نیست
کشتیِ نام و ننگ بطوفان فروختیم

عقل و خرد کہ بود متاعِ جہانِ ہوش
با یک نگاہِ ساقیِ مستان فروختیم

خاکِ رہش بتاجِ سکندر خریدہ ایم
خاشاکِ آن بہ تختِ سلیمان فروختیم

عاصی بہائے آن نبود غیرِ مغفرت
جنسِ عمل برحمتِ یزدان فروختیم

دل را بسوزِ الفتِ جانانہ سوختیم
اے عشق مژدہ باد کہ ما خانہ سوختیم

درحرم زدیم آتش و بتخانہ سوختیم
از سوزِ آہِ دل ہمہ میخانہ سوختیم

یک دل کہ ما بہ سینۂ پر داغ داشتیم / بر شمعِ عارضِ تو چو پروانہ سوختیم
سودائے آتشِ غمِ عشقش چو کردہ ایم / جانِ عزیزِ خویش بہ پیمانہ سوختیم
روشن بشد کہ صاحبِ دیر و حرم یکیست / چون شیخ کعبہ را بہ صنم خانہ سوختیم
کردیم نذرِ او ہمہ سامانِ زندگی / یک دل بسوزِ عشقِ تو تنہا نہ سوختیم
بردیم نارِ ہجرِ تو با وحشتِ جنون / از سوزِ آہِ دل ہمہ ویرانہ سوختیم
لذت نداشت جیب دریدن بہ عشقِ او / بر آتشِ جنونِ دلِ دیوانہ سوختیم
در جلوہ گاہِ حسنِ تو بیخود نہ گشتہ ایم / بر آتشِ جمالِ تو مردانہ سوختیم
وادی چو بوسۂ زلبِ لعلِ آتشین / این طرفہ تر بہ آتشِ شکرانہ سوختیم
ساغر بغیر دادی و فارغ ز حالِ ما / گر ز غیرتش بہ بزمِ تو مردانہ سوختیم
ہر دانہ اخگریست درین دامِ پر فسون / ما از فریبِ سبحۂ بزمِ تو مردانہ سوختیم

مے خوردہ ایم و آتشِ عشقش بجان گرفت / عاصی ہزار شکر کہ رندانہ سوختیم

کس کا رخ سوئے درِ قبلۂ دارین نہین / کون ہے وہ جو فدائے شہِ کونین نہین
اس طرح بیٹھے ہین وہ چشمِ تصور ہین مری / کوئی پردہ نہین حائل کوئی مابین نہین
شبِ معراج ہوا قرب تو آئی آواز / عکس ہے ابروئے خمدار کا قوسین نہین
جان ہے قالبِ کونین کی بیشک یہ دل / یہ مدینے ہین مزارِ شہِ کونین نہین
خاک اس دل پہ پڑے برق گرے جل جائے / عشقِ حضرت مین جو مضطر نہین بےچین نہین
دین و دنیا مین طلب کیا کرے انکا عاشق / عشقِ سرکار کا کیا نعمتِ دارین نہین
دل ہے دریائے محبت تو جگر قلزمِ عشق / خضر سینہ مرا کیا مجمعِ بحرین نہین

وہ قیامت مین نہین قابل رحمت عاصی
جس کے دلمین اثر الفت سبطین نہین

ہے برق طور کی جو تجلی نگاہ مین
شوخی ہوئی شریک جو نیچی نگاہ مین
سیر تال یار سے پھر کر نہ آ سکی
حیران دیکھ دیکھ دو عالم طلسم کے خلق
ان کو نہ مجھ سے پردہ نہ اُنسے مجھے حجاب
لیتا ہون ساتھ ہمدم کسو نہ داغ عشق
روتا نہین ہون گوہر دندان کی یاد مین
آ جیکہ قلقل مینا کے شور مین
غافل تجھے ہم کہ دہر دیکھتے نہین
قاتل ادھر دیا پیچ نظر کا سوا ایک وار
منزل پہ پہونچتے ہین وہی سالکان عشق
جب دونون کو رکھا ہے ہزار

بیہوش ہین کلیم تری جلوہ گاہ مین
فتنے ترپ رہے ہین تری جلوہ گاہ مین
زنجیر زلف پڑ گئی پائے نگاہ مین
رہزن ہزارون ملتے ہین الفت کی راہ مین
آنکی نظر مین ہون وہ میری نگاہ مین
توشہ تو ہے ضرور مسافر کو راہ مین
موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین
زاہد ہے جا رقلقل کی صدا خانقاہ مین
وہ اپنا کام کر گئے نیچی نگاہ مین
مدت سے منتظر ہون ترا قتل گاہ مین
کھاتے ہین ٹھوکرین جو محبت کی راہ مین
دیکھا تو فرق کچھ نہین در و خانقاہ مین

دوزخ مین جانے دیتی ہے رحمت کہین اُسے
عاصی جو آگیا ہو تمھاری پناہ مین

چھپتے ہین پردہ دل مین مگر آنکھون مین پھرتے ہین
مبارک رات ہے میری مبارک وہ زہے میرا
اٹھا کر آنکھ کیا دیکھون فلک پر چاند سورج کو

نظر کیطرح وہ آٹھون پہر آنکھون مین پھرتے ہین
تمہارے زلف و رخ شام سحر آنکھون مین پھرتے ہین
ترے رخسار اے رشک قمر آنکھون مین پھرتے ہین

مزہ لیتا ہوں انکو یاد کرکے دمبدم دلمیں
تری ناز و ادا بیداد گر آنکھوں میں پھرتے ہیں

پڑی کیا نظر جنت میں میری قد طوبی پر
ستون روضۂ خیر البشر آنکھوں میں پھرتے ہیں

اگرچہ ہند میں ہیں مبتلائے درد فرقت ہوں
ترے روضہ کے نظارے مگر آنکھوں میں پھرتے ہیں

کروں کیا دیکھکے اے رضوان میں تیرے قصر جنتکو
مدینے کے مکان دیوار و در آنکھوں میں پھرتے ہیں

فضا کیا خاک بھائیگی مجھے جنت کی اے زاہد
ترے گلزار کے گلہائے تر آنکھوں میں پھرتے ہیں

انہیں سے دونوں گھر آباد آتے ہیں نظر مجھکو
ادھر تو دلمیں بستے ہیں ادھر آنکھوں میں پھرتے ہیں

نہ لیلی ہے نہ مجنوں ہے نہ شیریں ہے نہ خسرو ہے
جہان عشق کے سب نامور آنکھوں میں پھرتے ہیں

کلیجا تہام لیتا ہوں جب انکی یاد آتی ہے
عدم آباد کے اہل سفر آنکھوں میں پھرتے ہیں

نہ روؤں یاد کرکے رات دن کیوں ان بزرگوں کو
وہ اگلے اہل دل اہل نظر آنکھوں میں پھرتے ہیں

وہ مجھسے کہتے ہیں سیر گلستان کیا کریں عاصی
کہ تیرے زخم دل داغ جگر آنکھوں میں پھرتے ہیں

تری چتون کا جو بسمل نہیں ہے
وفادار وہ نہیں وہ دل دل نہیں ہے

ہنو جو دل مثال شمع روشن
وہ بزم یار کے قابل نہیں ہے

یہہ دل ہے جلوہ گاہ خاص تیرا
کسی مہ رو کی یہہ منزل نہیں ہے

ترا کوچہ ہے بزم سرفروشان
ہوس ناکون کی یہہ محفل نہیں ہے

ہزاروں حسرتوں کا ہے یہ مدفن
مرے سینے میں یہ دل دل نہیں ہے

دل ہشیار کہتے ہیں اسکو
جو تیری یاد سے غافل نہیں ہے

سفر گم گشتگی کا ہے بہت طول
کہیں اس راہ میں منزل نہیں ہے

یہہ سرخی کیوں ہے میرے آنسوؤں میں
مگر ان میں خون دل شامل نہیں ہے

اسی مین سیر عالم دیکھتا ہون
بغل مین جام جم ہے دل نہین ہے

تمہارا وصل ہے دشوار لیکن
جو تم چاہو تو کچھ مشکل نہین ہے

دم قتل آنکھ سے لڑتی رہی آنکھ
تمنا اور کچھ قاتل نہین ہے

یہی ہے اک قطرۂ خون تمنا
جسے سمجھے ہو دل تم دل نہین ہے

گیا ہے کون اس محفل سے یارب
کہ اب وہ رونق محفل نہین ہے

کوئی کیا پار اترے اس سے عاصی
کہ بحر عشق کا ساحل نہین ہے

مثل غبار سوے در مصطفیٰ مجھے
لیچل اڑا کے ہند سے باد صبا مجھے

آنکھین ہین اشکبار زیارت کے شوق مین
یارب دکھا دے روضۂ خیر الوریٰ مجھے

ملجاے میری خاک مدینہ کی خاک مین
کرنا نہ خاک ہند کہین اے خدا مجھے

آیا ہون در پہ آپ کے بیمار دردمند
ملجاے میرے درد کی مولا دوا مجھے

اچھا مرض نہوگا مرا شہر مین کبھی
یثرب کی راس آئیگی آب و ہوا مجھے

خاک شفا مدینے کی میرا علاج ہے
درکار آپ کی نہین عیسیٰ دوا مجھے

خلد برین کی سیر مبارک ہو تجھکو شیخ
ہے رشک خلد روضۂ خیر الوریٰ مجھے

ملجائے مجھکو سایۂ دیوار مصطفیٰ
یارب نہین ہے خواہش ظل ہما مجھے

بس اب دکن سے دل میرا بیزار ہو گیا
بلوا لو پھر مدینے مین یا مصطفیٰ مجھے

رضوان سے مین کہونگا کہ یثرب مین چھوڑ دے
بہاتی نہین ہے باغ کی تیری فضا مجھے

آئی ہے جھوم جھوم کے گلشن مین پھر گھٹا
بھر کر پلادے جام کوئی ساقیا مجھے

مستی مین جھومتا ہوا یثرب کی راہ لون
دکھلائے کیف پانو کا ہر آبلا مجھے

صدقے مین اپنی کاکل و زلف دراز کے
بند غم فراق سے کر دے رہا مجھے

آب بقائے خضر مبارک ہو خضر کو
تیرا لعاب پاک ہے آب بقا مجھے

آتی ہے گرد مدینہ کی گلشن سے اے صبا
بوئے گیسوئے حبیب خدا کی سنگھا مجھے

کہتی ہے اپنی آنکھ کہ سجدے ملا کرین
ملجائے مصطفے کی اگر خاک پا مجھے

کہدو نکیرین غلام ہون تیرے حبیب کا
پوچھے بلا کے حشر مین گر کبریا مجھے

روشن کیا ہے سینے ہی الفت کے نام کو
دیتے ہین حسن عشق ہمیشہ دعا مجھے

دل مین ہجوم حسرت و ارمان شوق ہے
یثرب کو لے چلا ہے یہی قافلا مجھے

جب حشر مین ہو پرسش اعمال یا رسول
اللہ کے عتاب سے لینا بچا مجھے

کوئی نہین ہے پوچھنے والا مرا وہان
ہے آپ ہی کے رحم کا اک آسرا مجھے

عاصی ہون درد مند ہون بیکس ہون پریشان
محشر مین بھولنا نہ شفیع الورا مجھے

لایا مکان سے طرف لامکان مجھے
پہونچا دیا ہے دل نے کہان سے کہان مجھے

رکھ کر سر نیاز اٹھاؤن نہ عمر بھر
اس مست ناز کا جو ملے آستان مجھے

دل ہو کے بیقرار رلاتا ہے آنکھ کو
بدنام کر رہا ہے مرا راز دان مجھے

مردون مین ہون شریک نہ زندون مین ہون شمار
رکھا ہے میرے ہجر نے یون تھما مجھے

دونون کو کھو دیا ہے کسی کی تلاش نے
مین دل کو ڈہونڈتا ہون دل یا تو نے مجھے

جوش جنون وحشت تو دیکھو کسطرح
دکھلا رہی ہے زلف تری بیابان مجھے

کہتا ہے کہ شوخ نگاہین غضب کی ہین
ڈر ہے جلا نہ دین کہین یہ تجلیان مجھے

اب زندگی کا بوجھ اٹھانا محال ہے
دیتا ہے یہ جواب دل ناتوان مجھے

سنیے کہا کہ دیجے کچھ بات کا جواب
کرتا ہے یہہ وفا کہ دغا تیری بزم مین
بہلا رہا ہے دل مرا صیاد اسطرح
کھینچ کر کمر سے تیغ کہ ہلکا ہو بوجہ کچھ
کیون طے کرون نہ لطف سو دنیا کی سیر کا
اللہ رے کمال جمال محمدی
کیونکر کہون نہ نعت رسول کریم کی
مستی مین کیا چور رہون لغزش کا خوف ہے
مین آگیا ہون شاہ رسل کی پناہ مین

کہتے ہین بات کرنیکی فرصت کہان مجھے
منظور میرے دلکا ہے آج امتحان مجھے
ظالم سنا رہا ہے مری داستان مجھے
سرتن پہ میرے ہوگیا بار گران سے مجھے
اچھا ملا ہے توسن عمر روان سے مجھے
مین کیا کہون گذرتے ہین کیا کیا گمان مجھے
اس کام کیلئے توتلی ہے زبان سے مجھے
ہان اب سنبھال لے مرے پیر مغان سے مجھے
دیکھئے تو اب ستاکے ذرا آسمان سے مجھے

عاصی رہی نہ تاب و توان عقل و ہوش اب
آخر اکیلا چھوڑ گیا کاروان سے مجھے ۔

نظر آیا ہے جب سے مجھکو تیرا حسن جانانہ
جلانا ہی اگر منظور ہے سوز محبت سے
مجھے جو دیکھتا ہے رندن شیدا ترے رخ پر
ادائین تیری دیتی ہین خبر جوش جوانی کی
کہین فردوس کی حورو سے اپنا دل لگاتا ہے
ہزارون تیری صورتکی نظر آتی ہین تصویرین
کہین اپنی خودی مین ہو کوئی تجھکو پاتا ہے
ترا سودا ہو جسکو ترا مجنون ہو جسمین

تری صورت کا عاشق ہون تیری خوبیکا دیوانہ
تو اپنے شمع عارض کا بنا لے مجھکو پروانہ
وہ تجھکو شمع کہتا ہے مجھے کہتا ہے پروانہ
نگاہین شرم آگین شوخ چتون حال مستانہ
تری زلفونکا سودائی تری صورتکا دیوانہ
یہہ میرا دل ہے پہلو مین کے تیرا آئنہ خانہ
یگانہ وہ نہوگا جو ہوا اپنے سے بیگانہ
نہ ایسا کوئی وحشی ہے نہ ایسا کوئی ویرانہ

وہ بیکس ہون کہ جسنے پتے پتے چاندی اپنی
رہیگا لب پہ میخوارونکو برسون میرا افسانہ

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہی مینہ برستا ہے
خمون مین مے بھری ہر رنگ پر ہے آج میخانہ

بگڑ نہ دیر اب ساقی جوانی کا تری صدقہ
شراب وصل کا بھر کر پلادی ایک پیمانہ

طلب کرنا مجھے زیبا عطا کرنا تجھے زیبا
مرا مشرب فقیرانہ ترا دربار شاہانہ

رہے بیہ شیفتہ دل جلوہ گر اس شوخ یکتائی
بنا دینا کہین عاصی نہ اسکو تم پریخانہ

تراچیدہ

کیا بتاؤن رنج دہ مین کن خطا کارون مین ہون
جنکو رحمت ڈھونڈتی ہے ان گنہگارون مین ہون

عابد و ہین سبحہ خوان ہون میکشون مین بادہ نوش
مست ہین مستون مین ہون ہشیار ہشیارون مین ہون

تم کرو میرا مداوا تم ہو میرے طبیب
یہ ہی سمجھے ہو مسیحا کس کے بیمارون مین ہون

ایکدل اپنا ادھر لاکھون کرشمے اسطرف
ہر ادا کہتی ہے انکی مین جفا کارون مین ہون

مین نہ جاؤنگا کہین صیاد تیرے دام سے
جنکو ہے شوق اسیری ان گرفتارون مین ہون

جب نظر آیا نہ دل کا کوئی ہمدم ہجر مین
درد نے اٹھکر کہا مین تیرے غمخوارون مین ہون

فیصلہ معلوم ہوگا روز محشر ظلم و جور کا
ہر کوئی کہتا ہے مین اسکے طرفدارون مین ہون

اٹھنے دے اٹھ چکے اب کیون جگاتا ہے مجھے
سونے دے محشر شب فرقت کے بیدارون مین ہون

جب نہ آیا رونے والا کوئی میری قبر پر
بیکسی بولی کہ مین تیرے عزادارون مین ہون

محفل اغیار مین کیا چین سے بیٹھے کوئی
دل یہ کہتا ہے کہ مین دوزخ کے انگارون مین ہون

مصر والون کو یہ دعوی ہے کہ یوسف ہے حسین
حسن کہتا ہے کہ مین تیرے بازارون مین ہون

کیا مزا آئیگا مجھکو پھر کسی کے جام مین
ہون مے مسکین پر تو انکی سرشارون مین ہون

عاصی نادم نظر آیا جو بیکس حشر مین
مغفرت بولی کہ مین تیرے خریدارون مین ہون

اس طرف طالب شفاعت اور رحمت اس طرف — ایک عاصی کے لئے زاہد دو خریدار ہوئین

جنکو ہے نازِ تلمذ عاصیادہ اور ہین
ہین جلیل نامور کے کفش بردار وہی ہون

چہری سے لئے جو ادا روٹے خشمگین رہی — تو چین سے کے قضا یار کی جبین مین رہی
شب وصال مین انکے حجاب سے مارا — قضا چہپی نگہ چشم سرمگین مین رہی
نگاہ شوق پلٹ کر کبہی نہین آئی — جو سیر رخ سے پہری زلف عنبرین مین رہی
ہو تو پوچھیے کہ محشر مین رنگ لائیگی — یہی حنا جو ترے دست نازنین مین رہی
شب وصال ہے خلوت مین آپ ہی ہین ہون — ہماری بات سمجھ لیجیے ہمین مین رہی
ترے جمال کو گلشن مین دیکہہ کر ای گل — نہ رنگ گل مین رہا بو نہ یاسمن مین رہی
رکھا فراق مین زندہ ترے تصور نے — قضا اگرچہ ہمیشہ مرے کمین مین رہی
ترے فراق مین سوز جگر کا کیا کہنا — سمٹ کے نار سقر آہ آتشین مین رہی
ہمارے دیدۂ گریان نے وہ بہایا اشک — کہ جذب کرنیکی طاقت نہ پہر زمین مین رہی
ہٹی ہے کسکے رخ آتشین سے آج نقاب — کہ تاب دیدہ نہ باقی کسی حسین مین رہی
ترے لبون نے حلاوت کو اسقدر لوٹا — نہ قند مین رہی لذت نہ انگبین مین رہی
حسین حضرت یوسف بہی تہے بہت لیکن — خدا کو بہا گئی جو آن وہ تمہی مین رہی
ترے جمال کو ایسا بنایا آئینہ — تمیز تجہہ مین نہ پہر صورت آفرین مین رہی
سیاہی خال نبی کی بہی حسینو مین — تجلی سے کے فقط چشم حور عین مین رہی
خط بنا ادہر اور ادہر بقول امیر — کرشمہ بنکے شکن یار کی جبین مین رہی
اثر گیا نہ صبا بنت فیض صحبت کا — بنی مین بات جو تہی انکی جانشین مین رہی

کیا نگین سلیمان کو منفعل دل نے / تمہارے نام سے وہ آب اس نگین مین رہی
خدا کیواسطے صورت ذرا دکھا جانا / کہ اب نہ تاب جدائی دل حزین مین رہی
جو چین زیب جبین تھی اتر کے سری بنا / ہمارے جامۂ ہستی کے آستین مین رہی

دکن مین قالب عاصی جو آگیا خالی
تو جان روضۂ سلطان مرسلین مین رہی

عاشقون کے دل سے وہ جاتا نہین / فلسفی کے فہم مین آتا نہین ہے
کیا حیا ہے کیا حجاب ناز ہے / دل نشین ہوکر نظر آتا نہین ہے
خود وہ ملجائے تو ملجائے مگر / ڈہونڈنے والا اسے پاتا نہین
ہر حسین ہے اسکے دام عشق مین / وہ کسی کے دام مین آتا نہین ہے
بیٹھے ہین تیغ ادا کھینچے ہوئے / سامنے انکے کوئی آتا نہین ہے
پاتے ہین عشاق لطف زندگی / جان دیکر کوئی پچھتاتا نہین ہے
جو جلا ہو تیرے سوز عشق مین / آتش دوزخ سے گھبراتا نہین ہے
کیا تر و تازہ ہے زخمون کا چمن / کوئی غنچہ اسکا مرجھاتا نہین ہے
میرے آغوش تصور مین ہی وہ / شرم دیکھو بے نقاب آتا نہین ہے
ہے تعجب ہجر مین کیون آنکھ سے / دل لہو ہوکر ٹپک جاتا نہین ہے
کونسا نالہ ہے جو شام فراق / عرش کی جاکر خبر لاتا نہین ہے
تیری شوخی بانکپن ناز و ادا / کون میرے دل کو تڑپاتا نہین
دل اسیر زلف ہے بدظن نہو / یہہ کہین آتا نہین جاتا نہین ہے
کہتے ہین محشر مین کشتے ناز کے / تیغ قاتل کا مزا جاتا نہین ہے

اٹھ نہ جائے بیچ سے جب تک حجاب | لطف خلوت کا کبھی آتا
مین کہان پیغام وصل اسکا کہان | موت کا بھی اب پیام آتا نہین

قطعہ

ہو کے مستان اور پھر مسجد مین شیخ | کیا تجھے خوف خدا آتا نہین
بیگنا ہون کو بھی خجلت ہے مگر | تو گنہ کرکے بھی شرماتا نہین
کون ہے آئینہ بنکر سامنے | لن ترانی حق جو فرماتا نہین
جس نے دیکھی ہے مدینہ کی فضا | گلشن جنت اسے بھاتا نہین
ناتوان ہون جان بہ لب ہون یا رسول | درد فرقت اب سہا جاتا نہین
سوز غم سے ہین زبان مین آبلے | حال دل مجھ سے کہا جاتا نہین
اپنے روضہ پر مجھے بلوائیے | اب وطن مین تو رہا جاتا نہین
کیون نہ بر آئے مرے دلکی مراد | آپ سا کوئی سخی داتا نہین
ذات انکی عاصیا بے مثل ہے | وہ کسی تمثیل مین آتا نہین

جب مرض جاتا نہین عاصی بیان
کیون مدینے کی ہوا کھاتا نہین

رباعی

دنیا سے سفر کرنے کا ہنگام آیا | پیری کا یہ نہین موت پیغام آیا
جو کام ہون کرنیکے وہ کرلے عاصی | اب عمر کا خورشید لب بام آیا

دیگر

عقبیٰ کا نہ کچھ تو نے سرانجام کیا | جو کام نہ کرنے کا تھا وہ کام کیا

عاصی تو چلا سوئے عدم خالی ہاتھ
پر مفت میں کیوں اپنے کو بدنام کیا

دیگر

افسوس جوانی کو تو کھویا بے کار
چل کوچ کا موسم ترے سر پر آیا
پیری ہی میں کچھ نیک عمل کر اے یار
غفلت کا نہیں وقت یہ عاصی ہشیار

دیگر

گر عمر دو روزہ پہ تو اتنا ہے مغرور
کیوں مرنے سے پہلے نہیں مر جاتا ہے
[illegible]
آخر تجھے اک روز تو مرنا ہے ضرور

دیگر

دل اپنا ہے عشق کا پیمانہ
دیوانہ دنیا نہیں عاقل ہرگز
جو بات زبان پہ ہے وہ [illegible]
عاقل ہے وہی جو ترا دیوانہ ہے

دیگر

رونے کو تجھے دیدۂ تر [illegible]
دنیا کی محبت کو مٹا کر دل سے
اور دل کو [illegible]
[illegible]

دیگر

حاصل ہو جو روضے کا نظارا مجھکو
عاصی کی تمنا ہے یہی اے مولا
بس ہے یہی [illegible]
محشر میں کہیں لوگ تمہارا مجھکو

دیگر

فرقت کی مصیبت سے بچا لو سرکار
کب تک میں دکن میں رہوں فریاد کناں
دام غم ہجران سے چھڑا لو سرکار
اب روضۂ اقدس پہ بلا لو سرکار

قطعہ

پھر کے در در ترے دروازہ پہ پھر آیا	اپنے عصیاں سے پشیمان مرے داور آیا
مغفرت اس کی کرے یا نہ کرے تو مختار	اب تو عاصی تجھے غفار سمجھ کر آیا

ایضاً

اول تو جھلک اپنی دکھا دیتی ہے اکثر	پھر خلق کو دیوانہ بنا دیتی ہے اکثر
ہم تم سے کہے دیتے ہیں دنیائے دنی پر	مت لانا بھروسہ یہ دغا دیتی ہے اکثر

ایضاً

سو بلا دے کے وہ ہر روز بچا دیتا ہے	بن کہی حاجت سے ہی وہ مجھکو سوا دیتا ہے
کیوں نہ امید رکھوں حشر میں اس سے عاصی	کہ شکم پر ہی یہاں رزق خدا دیتا ہے

ایضاً

کونین ہیچ ہے تری قدرت کے سامنے	سب سرفگندہ ہیں تری عظمت کے سامنے
تو ہے بڑا کریم و خطا بخش اے خدا	عاصی کے جرم کیا تری رحمت کے سامنے

ایضاً

ایمان اگرچہ شامل امید و بیم ہے	مایوس ہونا اس سے کہ کفر عظیم ہے
عاصی جو تو ہے سب سے زیادہ گناہگار	وہ بھی بڑا کریم و غفور الرحیم ہے

ایضاً

کچھ نہیں انسان کے چاہے سے کیا ہوتا ہے	نہ بھلا ہوتا ہے اس سے نہ برا ہوتا ہے
تم جو وسوسہ کرو ہو یہ بیجا عاصی	وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ایضاً

جو کوچۂ حضرت کی ہوا کھاتے ہین — وہ گلشن جنت کی ہوا کھاتے ہین
عاصی در سرکار پہ ہین جبسے — ہم دامن رحمت کی ہوا کھاتے ہین

رباعی

مضطر ہوں بہت رنج دکھن سے مولا — بلبل ہے بہت دور چمن سے مولا
اب جلد مدینہ مین بلا لو مجھکو — دل ہو گیا بیزار دکن سے مولا

ایضاً

اے صانع عالم تری صنعت دیکھی — ہر شے سے نمایاں تری قدرت دیکھی
بندون پہ ترا قہر ہی نازل دیکھی — اور قہر سے بڑھکر تری رحمت دیکھی

ایضاً

گلزار مین سب اسکا ہی جلوا دیکھا — ہر شے سے نور اسکا چمکتا دیکھا
ہر غنچہ مین بو اس کی ہی پائی ہمنے — ہر پھول مین بھی رنگ اسی کا دیکھا

ایضاً

غیر حق سے کسی اور سے حاجت نہین رکھتے — بندو سے نہ طلب کرنے کی عادت نہین رکھتے
جو طالب دنیا ہے ذکر نہین عاصی — مردان خدا زر کی محبت نہین رکھتے

ایضاً

عاشق ہین بیشمار گو دلربا ہے ایک — آئینے دل کے لاکھ ہین جلوہ نما ہے ایک
احول جو ہے اسے نظر آتا ہے ایک دو — اچھی ہے آنکھ جسکی وہی دیکھتا ہے ایک

ایضاً

نفس بدکیش تو ہر حال مین شر کرتا ہے — درگذر اس سے خدا شام وسحر کرتا ہے

کیون نہ سو جان سے ہون اسکی حمیتی نثار
کہ جسے عاصی پہ وہ رحمت کی نظر کرتے

ایضاً

یار کا شام و سحر دل مین خیال اچھا ہے
اس تصور کا بہر حال مآل اچھا ہے
گرچہ ہے حالت مستی ہی غنیمت لیکن
یار ہو پیش نظر جسمین وہ حال اچھا ہے

ایضاً

کوئی ہنستا کوئی با دیدۂ تر جاتا ہے
مرنے والا جو ہے ہر حال مین جاتا ہے
دہر مین زندۂ جاوید وہی ہے عاصی
کام کچھ کر کے جو دنیا سے گذر جاتا ہے

ایضاً

ہے آئینہ جہان مین جو خالق کی ذات کا
مظہر ہر ایک ہے اسی عالی صفات کا
عاصی نہ چھوڑ رحمت خیر الانام کو تو
تیرے لئے یہی ہے وسیلہ نجات کا

ایضاً

موسیٰ کلیم ہین تو یہ معجز کلام ہین
آدم ہین ابو البشر تو یہ خیر الانام ہین
یوسف ہین گر حسین تو احمد ہین شاہ حسن
تارے ہین سب نبی تو یہ ماہ تمام ہین

ایضاً

بہت ہے ہجر مین بیمار یا رسول اللہ
ہوا ہے جینے سے بیزار یا رسول اللہ
بلا لو روضۂ اقدس پہ جلد عاصی کو
کہ حالت اسکی ہے اب زار یا رسول اللہ

ایضاً

چارۂ خستہ دلان خسرو خوبان تم ہو
رشک جمشید ہو تم فخر سلیمان تم ہو
مست عاصی ہو نہ کیون بزم مین پی پی کے
رند وہ ساقی میخانۂ عرفان تم ہو

ایضاً

گل کو نہ کسی کے گل رخسار کو دیکھو — پھولو نگی کرو سیر نہ گلزار کو دیکھو
عاصی یہی آتی ہے صدا گلشن سے — طیبہ کو چلو روضۂ سرکار کو دیکھو

ایضاً

دن کا فریفتہ ہون نہ شیدا ہون شام کا — مشتاق مہر کا ہون نہ ماہ تمام کا
روتا ہون یاد عارض و گیسو مین آپ کی — دن رات مشغلہ ہے یہی اس غلام کا

ایضاً

بینا پہ ہون نثار نہ مے پر فدا ہون مین — خم کو نہ جانتا ہون نہ سبو آشنا ہون مین
رہتی ہے رات دن مجھے عاصی جو بیخودی — مست شراب عشق رسول خدا ہون مین

ایضاً

کوئی گردون جناب کہتا ہے — اور کوئی ماہتاب کہتا ہے
جو شرابی ہے وہ تجھے ساقی — غیرت آفتاب کہتا ہے

ایضاً

لیچل اے بخت رسا احمد مختار کے پاس — شافع روز جزا سید ابرار کے پاس
ہوگا اچھا نہ طبیبون سے دکن کے عاصی — ہے دوا میرے مرض کی مری سرکار کے پاس

ایضاً

کر دیا فرقت طیبہ نے بہت زار مجھے — [illegible] خستہ جگر لاغر بیمار ہے مجھے
جان آجاتی ہے تا لب مری رو رو کے [illegible] — یاد آجاتا ہے جب روضۂ سرکار مجھے

ایضاً

جو ہو دیا تمہارا وہ بہشت کیا ہے
فکر دنیا سے بلا کیا غم عقبیٰ کیا ہے
گرچہ عاصی گنہ میں ہے سوا کیا ہے
تم ہو جب شافع محشر اسے پروا کیا ہے

ایضاً

دولت اہل ورع کو الفت رسول کی
توشہ ہے عاقبت کا اطاعت رسول کی
شام و سحر [illegible] عاصی کو [illegible]
جاتی نہیں ہے دل سے محبت رسول کی

ایضاً

کیا رحم ہے عاصی پہ سوا آپ کریں گے
خادم کی مدد کیا نہ سرور آقا کریں گے
دامن شفاعت میں چھپا لیں گے بلا کر
عاصی کو قیامت میں نہ رسوا کریں گے

ایضاً

گلزار میں ہے بو اسی کا پیدا دیکھا
ہر سمت ہے نور اس کا چمکتا دیکھا
ہر غنچہ و گل [illegible]
ہر پھول میں ہی رنگ اسی کا دیکھا

ایضاً

[illegible]
دن رات مصطفیٰ آپ ہی کا اسم ورد و نام ہے
عاصی [illegible]
کہتا شبیر یہ کہ یہ بس انعام ہے

ایضاً

بیمار [illegible]
یہ دور و زر و حسن جوانی ہے ہیچ
کر ورد [illegible] عاصی [illegible]
تنہا کے دنیا سے فانی ہے ہیچ

ایضاً

محشر میں شفاعت سے بچا لینگی نماز
خلد کی راہ نمازی کو بتا دینگی نماز

غفلت اس سے نہ خبردار کبہی ہو عاصی | کام آئیگی جو محشر مین تو آئیگی نماز

تاریخات و قطعات

قطعہ تاریخ عقد مولوی غلام حسین عرف منجھلے میان صاحب خلف حضرت تسکین شاہ صاحب قبلے قدس سرہٗ برادر نسبتی مصنف

ہوئی عقد سے منجھلے میان کے | عزیز احباب کو حاصل مسرت
مسرت کیون نہو والدہ ان کی | کہ ہین یہ بہی تو شیدائے محبت
بڑے زاہد نہایت متقی ہین | پہر اس پر نیک سیر نیک خصلت
یہہ ہین سر دفتر الفت گزینان | یہہ ہین سرچشمۂ خلق و مروت
غلام ادنی حسین باصفا کے | مگر ہین سرور اہل مودت
پسر ہین حضرت تسکین شاہ کے | جو ہین سرتاج ارباب طریقت
یہ دولہا صاحب شرم و حیا ہے | دولہن یہ مالک عصمت و عفت
یہ دونون غازہ رخسار تقوے | یہ دونون سرمۂ چشم شریعت
یہ ہے اچھا قران ماہ و خورشید | یہ ہے پیوند اچہا فی الحقیقت
رہین دونون الٰہی شاد و خرم | طفیل مصطفےٰ باجاہ و حشمت
پہلین پہولین جہان مین دونون پہ | رہے اولاد ان کی تا قیامت
نہ دیکہین رنج کی صورت کبہی یہ | رہے ہر وقت حاصل انکو فرحت
کہین دو قالبون مین ایک ہے جان | رہے دونون مین یارب ایسی الفت

تو رکھ محفوظ ان کو ہر بلا سے ۔ نہ آئے ان پہ یارب کوئی آفت
الٰہی اپنے الطاف و کرم سے ۔ تو رکھ دونوں کو پابند شریعت
بجز تیرے نہ مانگیں یہ کسی سے ۔ الٰہی ان کو دے تو ایسی دولت
رہے ماں باپ کا سایۂ سلامت ۔ کہ ہے انسے ہی ان دونوں کی عزت
نہو خالی کبھی میخانۂ عیش ۔ رہے ہر دم چھلکتا جام عشرت
رہے دائم بہار باغ آرام ۔ رکھے سرسبز ان کو ابر رحمت
بر آئے ان کی ہر امید یارب ۔ تو ہم چشموں میں رکھنا انکی عزت
جو مشکل آئے وہ آسان ہو جائے ۔ بحق شاہ مردان ولایت
رہے روشن چراغ اس خاندان کا ۔ کریں امداد پیران طریقت
الٰہی جو ہیں اس محفل میں وہ بھی ۔ رہیں باآبرو دائم سلامت
ہوئی تاریخ کی جب فکر مجھکو ۔ کہا ہاتف نے باجوش مسرت

یہ کہہ دولہا سے عاصی سال تاریخ
مبارک ہو عروس حور طلعت
۳۳ ۔ ۱۳۱۳

قطعہ تاریخ طبع دیوان استادی حضرت جلیل مدظلہ العالی موسوم بہ جان سخن

قطعہ تاریخ

چھپ گیا دیوان اُس استاد عالیجاہ کا ۔ آج سارے ہند میں جسکا نہیں کوئی عدیل

ہادی اہل زبان ہے رہنمائے اہل فن
اپنی جدت میں ہوا یہ آپ ہی اپنا مثیل

اصطلاح اہل سخن میں اس سخن سے فیضیاب
مہر سے پاتا ہے جیسے نور ہر جرم ثقیل

دشمنوں کے واسطے آتشکدہ نمرود کا
دوستوں کیواسطے گویا ہے گلزار خلیل

ہے زبان کوثر سے شستہ روزمرہ صاف صاف
ہے بے تامل حرف حرف اس کا فصاحت کی دلیل

اس کی تحریریں ہیں کہ زلفیں کھل گئی ہیں حور کی
ہے بیاض صفحہ یا رخسار محبوب جمیل

ہیں وہ اشعار اس کے یارب چھلکتے جام ہیں
یا لگی ہے راہ میں جنت کے کوثر کی سبیل

یہ امیری ذی شرف کی جانشین کا ہے کلام
مانتے ہیں جنکو سب استاد فن بے قال و قیل

یہ رہیں دنیا میں باعز و شرف با آبرو
پائیں یہ عالم میں یارب خضر سان عمر طویل

عرض کی عاصی نے تاریخ بہر افتخار
کام جان زیب بیان جان سخن فکر جلیل

تاریخ دیوان شمس العلماء نواب عزیز جنگ بہادر ولا سلمہ اللہ تعالیٰ موسوم بہ گنج سخن

قطعہ تاریخ

ہوا مطبوع وہ دیوان اردو
ہوئی جس سے وہ بالا شان اردو

ہے ایسا افصح و ابلغ کہ اسکو
بجا ہے گر کہیں فرقان اردو

ہیں اس دیوان میں الفاظ جتنے
وہ ہیں الماس و لعل کان اردو

سخن کے مشتری اب ہند سے آئیں
دکن میں ہے کھلی دکان اردو

ولا کی آبیاری سے بلاشک
ہوا سرسبز پھر بستان اردو

ہے عاجز دلیران سخن است — ولا نے سر کیا میدان اُردو
دکن کا نام ہو کیون کر نہ روشن — ہوا طالع مہ تابان اُردو
ہوا مضبوط دیوان ولا سے — دکن مین پایۂ ایوان اُردو
نئی بندش ہے تازہ ہین مضامین — ہین ترکیبین بہی سب شایان اُردو
کرین تقلید دیوان ولا کی — یہ ہر شاعر کو ہے فرمان اُردو

لکہو تاریخ عاصی روح افزا
ہے نیرنگ سخن بہی جان اُردو

قطعہ تاریخ وفات شیخ محمد ابو سعید عمودی قاری و خطاط ابن طیبا برادر شیخ حضرت عصمر عمودی نقشبندی خلیفہ سید الکاملین حضرت سکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ

وہ قاری قرئت سبعہ کے ماہر — جوان و کم سخن خوش خلق و دیندار
محمد نام تہا اس نیک خو کا — کی تہی کنیت بو سعیدان کے سزاوار
عمودی خاندان مین نام آور — نبی طیبار مین پاکیزہ اطوار
وہ خطاطی مین بہی استاد کامل — خطاب انکا تہا خطاط ابن طیبا
ہے لایق دیکہنے کے ان کی تحریر — شفیعہ ثلث نستعلیق گلزار

عزیز احباب کو غمگین کر کے ۔ ہوئے وہ گلشن جنت کے سیار
رسول پاک ہوں ان کے معاون ۔ خدا کا رحم ہو ان کا مددگار
عرب کے شیخ تھے اجداد ان کے ۔ وہ تھے بحر دکن کے در شہوار
عرب کے ہو زبان میں سال رحلت ۔ تو پھر ہو جائے دونا لطف اشعار
خطاب ان کا ہو ظاہر مادے میں ۔ یہ سمجھے فکر کی عاصی تو یکبار

ورد دل سے سروش غیب نے یہ
صدا دی بات خطاط ابن طیار
۱۳ ۳۳

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب مولوی حکیم انبیا حسین صاحب ابوالعلائی المتخلص بہ واقف

چمکے نہ کیوں جہان میں نور کلام واقف ۔ ہر ایک شعر اس کا ہے آفتاب تابان
کیا فکر کی ہے حاجت روشن ہے سب پہ عاصی ۔ دلمعات شعر واقف سن کہتے ہیں اہل عرفان
۱۳ ۳۱

قطعۂ تاریخ سراپای سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر (ولا)

یہ سراپا شہ دو عالم کا ۔ ہے فصیح و بلیغ و پر شوکت

یون تو اورون نے بھی کیا ہے نظم
اس سے اب مفتخر زبان ہوئی
ہے نئے طرز کا سراپا یہ
کیسی کیسی نئی ہین تشبیہیں
استعارہ ہر ایک تازہ ہے

لیکن اس مین ولانے کی جدت
عاصی اردو پہ اس کی ہے منت
کیون ہو شاعرون کو پھر حیرت
اور مضامین کی ہے کیا رفعت
اور دیکھو زبان کی قوت

فکر تاریخ تھی تو آئی ندا
کہ سراپا ہے آیت رحمت
۱۳

قطعات تاریخ طبع دیوان عاصی

از سلک نج افکار گہر بار فصیح جہان بلیغ زمان طوطی ہند جناب حضرت مولوی لطیف احمد صاحب اختر مینائی ناظم و معتمد امور مذہبی محکمہ مالگذاری

عاصی نکتہ سنج نے اختر
شعر ایسے کہے کہ عالم مین
دل لبھاتی ہے جان دیتی ہے
روح افزا ہر ایک بیت غزل
مصرع سال بے بہا نکلا

واہ وہی خوب تر زبانی کی
ہو گئی دھوم خوش بیانی کی
ہر ادا استاہر معانی کی
موج ہے آب زندگانی کی
خوب عاصی نے گلفشانی کی
۱۳۰۴

ریختهٔ قلم بلاغت رقم رشک طغرا و ظهوری حضرت مولوی عبدالجبار خان صاحب آصفی ناظم دفتر معتمدی صرفخاص مبارک

باشد از عشق ازل شور و فغان عاصی
می تپد دل شنود هر که بیان عاصی

فصحاے عجمش شیفتهٔ طرز بیان
هندیان عاشق شیدای زبان عاصی

دهلی و لکهنو امروز ز ملک دکن ست
سکه و تسخیر جنان تیغ زبان عاصی

از امیرانه خیالش بدکن طنطنه است
از سخن دید توان شوکت و شان عاصی

داغ خوردے بدل از لالهٔ هر حرفش باغ
از سخن دیدهٔ اگر لاله ستان عاصی

سامعه را چو گل تازه دماغ ارائیست
از شمیم نفس عطر فشان عاصی

بادهٔ میکده اش هوش فزاے ادراک
مست و هشیار همه باده کشان عاصی

معدن جوهر معنی است همانا دل او
لمعهٔ خورشید ازل ریخت بکان عاصی

در جهان سخن از شان علو دیوانش
علم افراشته از نام و نشان عاصی

صوفیان وجد نمایند و مستی رقصند
ذوق ساقیست پی باده کشان عاصی

بطلبگاری دیوان حقائق معدن
گرم بازار شد از جوهریان عاصی

از سخن همچو خضر آب حیاتے خورد است
زندگی ابدی یافته جان عاصی

زان گناهے که ز عشق سخنش کرد بیان
جوش زد رحمت باری ز فغان عاصی

آصفی بهر نظر بازی ارباب کمال
پیکر آراسته نقاشش بیان عاصی

چکیدہ قلم معجز رقم سر دفتر شعرائے زمان حضرت مولوی مرزا قاسم علی بیگ صاحب اخگر مہتمم دفتر معتمدی مالگزاری سرکار عالی

زہے دیوان عاصی ندارت افزا	زہے لفظش عیان حسن بدایع
چو اخگر سال طبع او طلب کرد	طبیعت گفت مرغوب طبایع

ولہ

چہ خوش طبع گردید زیبا کلام	کہ ہر نقطہ او گہر سنج حسن
ز اخگر سن طبع جستم گفت	کہ دیوان عاصی خوشا گنج حسن

ریختہ قلم قضا رقم حضرت مولوی ابو الحمید صاحب آزاد وکیل ہائیکورٹ شاگرد رشید بلبل ہندوستان حضرت داغ دہلوی

مرحبا دیوان عاصی طبع شد	چشم شوقم طالب دیدار گشت
ماہتاب چشمہاے دوستان	آفتاب دیدۂ اغیار گشت

سال طبعش گفتم اے آزاد دو
نظم رنگین بے بہا بسیار گشت
۱۳۰۵ ۱۳۰۵

چکیدۂ طبع ابر مطیر براعت بحر مواج فصاحت عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب انور مینائی خلف الرشید حضرت امیر مینائی

مدحت محبوب ہے کیا دلنشین صلی علی	مرحبا روحی فدا صد آفرین صلی علی
نور کے سانچے مین انور ڈہل گئی تاریخ بھی	نعت شاہ دو جہان سلطان دین صلی علی
	۱۳ ۳۰

چکیدۂ خلاق معانی دفتر یکتا دانی سرمایہ ناز سخن حضرت مولانا حافظ جلیل حسن خان بہادر فصاحت جنگ جلیل

استاد مصنف

جلیل ایسا چھپا دیوان جو اک دفتر عرفان کا	مبارک تشنہ کامون کو یہ چشمہ آب حیوان کا
کھلے ہین وہ گل مضمون کہ بو ہے عشق یزدان کا	سخن کا ہر چمن پایا ہے یہ گنجینہ گلستان کا
تعالی اللہ وہ آب و تاب ہے بیت روشن مین	کہ مطلع جس سے چمکا پڑ گیا مہر درخشان کا
وہ ہر تاریخ کی ہے فکر اور ہر اہل معانی مین	لیے غل ہے خبر مقدم کیجئے عاصی کے دیوان کا
	۱۳ ۴۰

ولہ

بارک اللہ کہے عاصی نے ہی کیا کیا اشعار
نعت کے رنگ مین اعلیٰ سے ہین اعلیٰ اشعار

بسملون کیلئے مرہم ہے کلام شیرین
دردمندون کیلئے ہین دم عیسیٰ اشعار

وہ اثر ہیکہ جو سن لے کوئی ایکبار انہین
دل مین سینہ مین کلیجے مین کرین جا اشعار

آفرین اسکی طبیعت پہ دماغ و دل کو
جسکے افکار سے ایسے ہوئے پیدا اشعار

فیض ہے وصف نبی کا جو نظر آتے ہین
شان مین آن مین انداز مین یکتا اشعار

کہہ رہا ہے یہ عروسان معانی کا جمال
لوٹ جائیگا جو دیکھیگا زمانہ اشعار

خوب تاریخ ہوئی اس سخن تر کی جلیل
عشق احمد مین ہین ڈوبے ہوئے گویا اشعار
۱۳ ھ

از نتائج افکار گہربار سخنور نامی حضرت مولوی میر کاظم علی صاحب شوکت بلگرامی شاگرد رشید حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ

اعجاز بیان جناب عبدالرزاق
جن کا ہے کلام زندگی بخش جہان

چھپ کر نکلا ہے شان محبوبی کر
احباب کے دل نہ کسطرح ہون شادان

الفاظ فصیح و معانی نازک تر
دلکش مضمون شگفتہ و صاف بیان

شوکت دیوان کی لکھی تاریخ
کہدو ہے نشاط روح عاصی کی فغان
۱۹

گل فشانی طبع بلبل خوشنوا مولوی سید محی الدین حسین صبا

برادر زادہ مصنف

برآئے دل کی نہ کیون تمنا	کہ چھپ گیا ہے فغان عاصی
کہون سے بڑھکر کلام رنگین ہو	شکر سے میٹھی زبان عاصی
لکھے مضمون چست بندش	نئی ہے طرز بیان عاصی
رہی قایم رہے ہمیشہ	جہان مین نام و نشان عاصی

صبا یہ تاریخ عرض کر دے
زہے ادائے فغان عاصی
۱۳۱۴

قطعہ تقریظ از نتیجہ افکار استاذ الاساتذہ افضل العلما افصح الفصحا کلیم طور سخندانی نظیری نظیر عرفانی ثانی ابلغ البلغا حضرت مولانا نور الضیاء الدین صاحب ضیاء رکن عدالت العالیہ ریاست حیدرآباد دکن

شرح افسانہ حالت فغان عاصی	نسخۂ سحر حلالست فغان عاصی
عارفان را ہمہ تن گوش کند ذوق سماع	دلکش ہیں کمالست فغان عاصی
مونس خاطر غمناک و انیس محزون	چارۂ رنج و ملالست فغان عاصی
بہر [illegible] مسلمان گرد اخلاق آموز	طرفہ نیرنگ خیالست فغان عاصی

مجلس افروز اسیران محبت است
درجہان نیست کسے بیخبر از دولت عشق

قصہ ہجر و صالست فغان عاصی
پرچہ سم باد و جلالت فغان عاصی

طالع ہمسست ضیا جہد ستایش کردن
مدح پیغمبر قرآنست فغان عاصی

ریختہ فصاحت رقم فیض جہان جادو بیان حضرت مولانا حکیم

وحید الدین صاحب نالی

صوفیانہ ہے بیان عاصی کا
ریختہ کیا ہے سخن طرز کلام

ٹکڑی ہے زبان عاصی کا
پاک ادا نہ فغان عاصی

۱۳ ۵ ۳۰

ولہ

نظم عاصی کیا خوب ہے
وہ اپنے فن میں کامل و کم ہے
کچھ فصاحت کا ان کا یہ حسن ہے
دیوان اس کا چھپ کر جو آیا

جو رنگ ہے کی نام طرز خواجہ
ماہر سخن ور نادر سخن ہیں
شعر اسکی حرکت شعر اس کے باہو
ہے مثل دریا کو ہر سے مملو

تاریخ ایسا کہ نہ کوئی سے لکھی
عاصی کا دیوان کیا یادگار

۱۳ ۵ ۳

شکرریزی طوطی فصاحت سید عبدالرؤف عظمت

فرزند مصنف

لکھی نعت عاصی نے وہ دلنشین — جسے سن کے کہتے ہیں سب آفرین
کھلائے ہیں ایسے مضامین کے گل — بنی رشک گلشن غزل کی زمین
نشست اس طرح سے ہے الفاظ کی — کہ خاتم میں جیسے جڑے ہوں نگین

یہ تاریخ عظمت نے لی ہی غرض کی
ہے نعت شہنشاہ دنیا و دین
۱۳۱۳ھ

از طبع زاد شاعر جادو بیان بلبل ہندوستان حضرت مولوی غلام قادر صاحب قادر دغفرا شتحانہ مبارک

رباعی

عاصی سے کے بیان کیا ہو مجھ سے مدحت — ہیں اس کیلئے شفیع اپنے حضرت
رحمت کیلئے جو اسے ہے عاصی پیدا — عاصی کیلئے ہوئی ہے پیدا رحمت

قطعہ تاریخ

دل ہے شیدا فغان عاصی پر
آپ اپنا نظیر ہے یہ کلام
نعت کی نعت ہے غزل کی غزل
ہے بلاغت مین سب سے نظیر کلام
مین نیا رنگ اس مین پاتا ہون
صوفیانہ کلام ہے سارا
شعر اس مین نہین کوئی بے لطف
نظم عاصی کو غور سے دیکھو
گو بظاہر سلیس مین اشعار
اک طرف اس مین عالمانہ کمال
جی مین آتا ہے جان نثار کرون
اس کے ہر شعر مین ہے رمز نیا
سارا سلجھا ہوا کلام اس کا
اس کی ستھری زبان ٹکسالی
وہ زمانہ مین ہے ادیب ایسا
کیون ہو عاشق رسول ہے وہ
چاہتا ہے نبی کی چاہ بڑے
فرحت انگیز ہے کلام ایسا
اس سے دشمن ہوا شفیق و دوست
اسکی آنکھون مین پھرتے ہین دن رات
کرتا ہے وہ زیارت اقدس

جس کی تاثیر ہم نے دیکھی عجب
مدح مین اس کی کیا مین کھولون لب
نظم عاصی مین بات ہر یہ عجب
بلکہ اعجاز سے ہے وہ اقرب
دیکھتا ہون کلام عاصی جب
عشق کے درد سے ہے خالی کب
لفظ اس مین نہین کوئی بے ڈھب
نظر اس کی ہر شان رحمت رب
اور باطن مین ہے ادق مطلب
اک طرف صوفیانہ ہے مشرب
مین مصنف کو دیکھتا ہون جب
اس کی ہر گفتگو سلوک ہے سب
کہین الجھا ہوا نہین مطلب
اور نکھرا ہوا کلام ہے سب
جسکو سب مانتے ہین اہل ادب
گو بظاہر ہے عاصی اسکا لقب
کوئی ایسے سوا نہین مطلب
جسکے چہرا ہو جس سے ولی [illegible]
صوفیانہ ہے صلح کل مشرب
دشت [illegible]
شکر [illegible]

کیا صفت ہو جناب عاصی کی
رہے شعرا مین روشنی جب تک

روکتا ہون زبان کو مین اب
رہین یہہ شعر پر ضیا یارب

طبع کا سال سنئے قادر سے
نظم عاصی ہے وجد افزا سب
۱۳۱۰

ولہ

دیکھو کلام عاصی قادر حسین قادر
کیون فکر کرتے ہو تاریخ طبع کی تم

عاصی کی جو دعا ہے ہو مستجاب کہدو
کہہ دو کلام عاصی ہے انتخاب کہدو

از فکر طبع وقاد ناظم ملک سخن استاد فن حضرت نواب محمد علی خان
بہادر ناظم شاگرد رشید حضرت داغ مغفور

ہوگئی خوب کاٹ چھانٹ اسمین
لائق دید ہے یہہ گلدستہ

خاصہ مضمون زبان کی خاصی ہے
انتخاب کلام عاصی ہے
۱۳۱۰

قطعات تاریخی از نتیجہ فکر رنگین خاتم سخنوری اشک عرفی و ظہوری
شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر ولا

کہے دیتا ہے عاصی ایکدن وہ آئیگا عاصی
صلہ اس نسخۂ اقدس کا مجھے ملجائیگا عاصی

تیرا دیوان پسند آیا ٹھکانے لگ گئی محنت | جزا تو اپنی محنت کی یقیناً پائیگا عاصی
سبھی کچھ ہو رہیگا دیکھ لینا میں جو کہتا ہوں | اگر زندہ رہا عاصی تجھے دکھلائیگا عاصی
مسلم ہے خدای پاک کی جب شان غفاری | تو پھر بخشش سے کیوں محروم رکھا جائیگا عاصی
ملیگی تجھکو بخشش کی سند دیوان محشر سے | یہی دیوان تجھکو فردوس میں پہنچائیگا عاصی
مزار پاک کی تجھکو زیارت ہو چکی جب کل | قدم بوسی کا موقع بھی کبھی ہاتھ آئیگا عاصی
اگر ملجائے گی جنت طفیل نعت سرور میں | تو کیا تیرا دعاگو بھی وہاں پائیگا عاصی
گنہگاران امت را است منہج تو پشیمان | کرم سے جس کے تو زاہد کا تحفہ پائیگا عاصی
یہ نسخہ خوب ہاتھ آیا سخن سنجی کے صدقین | ہر اک زاہد فغان کرتا ہوا پچھتائیگا عاصی
یہ میری ہے دعا مقبول عالم ہو تیرا دیوان | تمنائے دلی اپنی خدا بر لائیگا عاصی
ندا آئی ولا دیوان کی تاریخ اشاعت میں | جزاے نعت میں مالک سے بخشا جائیگا عاصی
۲۱ ۶۱۹

ولہ

چھپا جو دیوان نعت سرور عالمین یہ کرم ہے ہمپر
کتاب کیا آئی سند پروانہ شفقت عفو ساتھ لائی
یہی ہے فکر رسا کی خوبی یہی ہے تعریف نبی کی
نشان عاصی ولا کو پہنچی تو اسکو تاریخ ہاتھ آئی
۱۳۰۲ ۰ ۳۶ ۲۹ ۱۳ھ

ولہ

عشق تو افسردۂ عشقی است | عاشقت برگزیدۂ عشقی است
فکر عاصی بہو تو عاشق ہو | گو ندا است کشیدۂ العشقی

وه چه نظم خوشی به نعت رسول — حاصل او عقیدهٔ عشقی است
حسن مضمون تراود از سخنش — لطف معنی چکیدهٔ عشقی است
نعت پاک است منتخب سخن — لطف اشعار چیدهٔ عشقی است
می گریزد ز دیدنش تشبیب — این دعاے قصیدهٔ عشقی است
در غزلها قصائد نعتی — بو العجب این جریدهٔ عشقی است
بهر سالش نگاه داشت کلک ولا — حسن دیوان قصیدهٔ عشقی است

وله

زہے کلام خجسته مضمون که شد به نعت رسول موزون
به بارگاه خداے چون رسید و صیتش ز عرش بالا
بلند شد طالع مصنف که جبرائیل امین وصفت
بخرق عادت رساند هاتف نشان عاصی به حق تعالی
۲۱ ۶۱۹ ۱۳۰۲ ۶۱۹

وله

عاصی به طفیل نعت احمد — گردید بتحسین نظم ماجور
از خامهٔ شاعر سخن سنج — شد نعت نبی به نظم مذکور
نظمی که به نظمهاے عالم — یکتاست باتفاق جمهور
نقصی نه ز خواندن نکاتش — والهاے سخنوران مسرور
نظمی که به چار دانگ عالم — در شش جهت زمانه مشهور

نظمی به تجلی معانی نو — در حسن فروغ غیرت طور
نظمی که مرکبات نقطش — صد حرف بند لطبسرهٔ حور
نظمی که معانیش به لفظ — در روز چو کوکب است مستور
نظمی که بیاض صفحهٔ او — پرتو فگند به شمع کافور
نظمی که مثلث نقاطش — صد خوشه کشد بشاخ انگور
نظمی که نگار را خط لب — بر مسطر سر نگینت مسطور
نظمی که بر آسمان فکرت — چون نظم کواکب است ماسور
یارا سخن نماند زین بیش — فکرم به حد عروج معذور

بنوشت ولا خجسته سالش
در هر غزلی قصیدهٔ نور
۲۱ ۴۱۹

وله

زبان رساند بگوشم فغان عاصی را — فغان نشاند بدل داستان عاصی را
علو مرتبه استش همین به نعت رسول — جزای خلد برین مدح خوان عاصی را
کلام اوست دعائی که خواندنش ادب — جزای خیر دهد (بندگان) عاصی
سیاه بختش سبب فخر خانوادهٔ او — شرافتش شرفی دودمان عاصی را
زهی خجسته کلامش به نعت پیغمبر — که جبرئیل ببوسد زبان عاصی را
خهی بلندی فکرش که از عروج خیال — سپهر بوسه زند آستان عاصی را
هنروران سخنگو بدل پسند کنند — زبان عاصی و حسن بیان عاصی را
اجابت از در حق چون ثنا زد استبقا — دعای عفو گناه زبان عاصی را

خیال عشق گل و بلبل است ز ادبی — بگوش ہوش شنو داستان عاصی را
بجس مقتبسۂ تاریخ یابدان عسانند — کہ در نقش بپسر زند جبان عاصی را

طفیل نعت بہ دیوان حشر است شرف
کہ مرحبا زند از دل فغان عاصی را
(۱۹۹۶) (۲۰) (۱۳)

وله

النظم القدوس فيه نعت وخصوص — بشرى للهند باللسان المخصوص
قلنا ببلا اهـاج له تاريخا — ما احسن ذلك الكلام المنصوص

تقریظ و قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر مسیح دوران شاعر ہمہ دان سحر بیان حضرت مولانا حکیم امتیاز حسین صاحب قاصر حضرت والدہ صاحبہ واحاضر

مقدسہ سلطان زمان

تقریظ یکی میرے صادق دوست جناب مولوی عبد الرزاق صاحب عاصی تخلص محبوب رب العالمین شفیع المذنبین حامی روز جزا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے عاشق شیدا کلام نعتیہ سے اندازہ عشق ہویدا گویا دل کی زبان سے عشق کی کہانی ہے ہر قصیدہ میں رنگ آرزو ہے ہر مضمون میں عشق کی خوشبو ہے ہر بیت حریم محبت ہے ہر مصرعہ رحمت ہے اس باغ

دلکشا مین بہار طیبہ روح افزا ہے اس چمن پر فضا مین روضۂ پاک کی ہوا ہے یہ وہ کلام ہے جو برگزیدۂ بارگاہ خیر الانام ہے پسندیدۂ خاطر خاص و عام ہے یہ فغان عاصی ہے کہ عاصی کے لئے نامۂ برات ہے وثیقۂ نجات ہے۔

واقف ابو العلائی نے اس کے طبع کی تاریخ اس طرح عرض کی ہے۔

قطعہ تاریخ

مست جامم فغان عاصی کرد ۔۔۔ گلستان ہست نعت پاک نبی

چون بہ بینم درود می خوانم ۔۔۔ خوش بیان ہست نعت پاک نبی

مردہ را تازہ زندگی بخشد ۔۔۔ ہمہ جان ہست نعت پاک نبی

شد دل اہل انجمن مسرور ۔۔۔ بر زبان ہست نعت پاک نبی

گفت تاریخ طبع او واقف

حرز جان ہست نعت پاک نبی

۱۳ ف ھ

تقریظ فصاحت نظام دیوان عاصی مولانا مولوی قاسم علی بیگ صاحب اخگر مد ظلہ العالی

تعالی اللہ زہے دیوان عاصی ۔۔۔ خہے گفتار خوش عنوان عاصی

بنام ایزد زہے سخن و خہے سخنور کہ فہمیدہ نشان عالم معانی را بہ شیوا بیانی این قدسی بیان عجب لذت وجدانی و ذوقی روحانی حاصل است کہ خیال را یارای اظہار و لسان را مجال گفتار نیست چگونہ این مجموعہ برگزیدۂ پسندیدۂ عالم و عالمیان نگردد کہ نعت فخر کائنات و اشرف مخلوقات در آن درج است و گوہر ہای عقیدت در وے درج۔ ہر بیتش مطلع انوار بیت اللہ و ہر شعرش مستجمع آثار صفت اللہ است نظم این مجموعہ کہ تکلیم طور سینا است سخن است یا بیضا کہ بیات بنات فی وجیہا اضعا

نخل وادی ایمن است کہ ایمن از ہر عیب است و از غیب مظہر لمعات لاریب این قدسی نہال چمنستان صداقت کہ برگ برگیش بہ نضارت فیوضات رحمانی معطر است و از ثمر و برگ ریزی خزان و برگ کلا مبراست ہمانا از دو نخلش یعنی اردو سے معلی است و فارسی کلامش لاکلام چون کلام اہل باطن سنجیدۂ و مصفا است شاعر رقیق مشاعر دقیقہ شناس معنی پنہان و عقدہ کشاے رموز عرفان فروغ بخش بزم یکتائی روشنی افزاے انجمن دلکشاے دیدہ و دانش و ضیائے بینش در ہر فنے طاق۔ مولانا مولوی شیخ محمد عبدالرزاق دہوشہیر بین الادانی والاقاصی متخلص بالعاصی۔ ذاتش برگزیدۂ انفس و آفاق و صفاتش پسندیدۂ نظر اشتیاق۔ الحمد للہ این گنجینہ معانی کہ جہان بدو مشتاق بود بدست آرزو افتاد و فلک بدامن امید ماہنا و این گزیدۂ نتیجہ افکار کہ سرمایۂ حیات جاویدانی و پیرایۂ زینت دو جہانیست بقبول خاطر آگاہان بینش دستگاہست و گرانمایگیش پسندیدۂ ہر پسندیدۂ نگاہ ہر حرفش خزینۂ معانی و ہر نقطہ اش نکتہ ریز نازک بیانی من کہ مدتے در انتظار این شاہد غیبی و ظہورۂ لاریبی بودم اکنون نظر مشتاقم بر جمال باکمال او کشادہ۔

بے اختیار زمزمہ نظیری بر لبم افتادے

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

یارب این گران از جواہر با آرایش گوش قدر دانان کن و برکت نعت نبوی و صفات مصطفوی جناب عاصی را از جملہ برگزیدگان عالم ساز و عمر و دولت و اولاد و ادرا در حیط امن و امان دار بحق سید الابرار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اصحابہ الی یوم القرار فقط

نوٹ چونکہ یہ تاریخیں بعد طبع دیوان وصول ہوئیں لہذا آخر میں درج کیجاتی ہیں

بقیہ قطعاتِ تاریخی

فکرِ گلزار معانی بلبلِ شیوہ بیانی جناب مولوی انیس احمد صاحب انیسؔ خلف الصدق اُستادی حضرت جلیلؔ مدظلہ العالی

کیا زباں ہے کیا بیاں ہے کیا سخن ہے کیا کلام
بے بدل ہر شعر ہے لاریب لاشک لاکلام
حرفِ زائد سے بری تاریخ بھی فکرِ انیسؔ
مرحبا ہے اِک سندِ رحمت کی عاصی کا کلام

۱۳ ۴

رقمزدۂ نقادِ سخن ماہرِ فن صاحبِ فضل و ہنر جناب مولوی صدیق احمد صاحب اثرؔ ناظم عدالت ضلع اورنگ آباد فرزند رشید استادی حضرت جلیل مدظلہ العالی

وہ سعی کھینچی جس پہ فدا ہے بادہ خوار
خوش اثر خوش فکر الفت جو خوش رنگ خوش خو خوشگوار

بادۂ کوثر کی ہے اک موج تاریخ بھی
ہے عجب مستانہ عاصی کا کلام پُر بہار
۳۹ ۱۳ھ

رشحاتِ سلیم و کلیم جناب مولوی سلیم احمد صاحب سلیم فرزند اُستادی حضرت جلیل مدظلہ العالی

کہا اس نے یہ دیوان جس نے دیکھا
انہیں نادرِ عشاق و فنون
تعالی اللہ ہے کیا جدت سخن میں
یہ مصرع حضرت عاصی کا ہے خاص
سلیم اسکی لکھو تاریخ تم بھی

اگر شاعر بے بدل ہے ہے بجا شعر
مریض درد ہے ان کی دوا شعر
نئے مضمون نئی بندش نیا شعر
کہاں ہوتے ہیں ایسے دلربا شعر
یہ الہامات عاصی کے ہیں یا شعر
۱۳۳۹ھ

مہر میدان سخنوری جناب مولوی سید انور الدین صاحب شفیق تلمیذ رشید اُستادی حضرت جلیل مدظلہ العالی

عاصی کا سخن ہے کہ گلستان ہے الٰہی
ہے سچی تر یا گل خندان ہے الٰہی
تاریخ شفیق اسکی یہ شاداب ہے کہی
آئینہ جذبات کہ دیوان ہے الٰہی
۳۹ ۱۳ھ

شہسوار میدان جادو بیانی جناب مولوی نثار احمد صاحب نثار

برادر زادہ حضرت جلیل مدظلہ

اے خوشا نعت رسول پاک فخر کائنات
یہ وہ نسخہ ہے جو عاصی کو دلاتا ہے نجات
سال چھپنے کا کوئی پوچھے تو یہ کہہ دو نثار
ہے کلام عاصی شیوا بیان عالی صفات
۱۳۴۹ھ

سخنور باکمال جناب مولوی نہال احمد صاحب نہال

اسپیشل مجسٹریٹ فرزند رشید حضرت جلیل مدظلہ

وہ گل نعت کھلے ہیں کہ مہک جنکی نہال
دی صدا بلبل سدرہ نے جو دیوان نکلا

دامن حور کو فردوس میں چھو آتی ہے
چمن خلد کی ان پھولوں سے بو آتی ہے
۱۳۴۹ھ

گل گلشن رنگین بیان جناب مولوی مونس احمد صاحب مونس

فرزند رشید حضرت جلیل مدظلہ العالی

ہم نے نُسخۂ سخن کا چمنستان دیکھا	جسکے ہر پھول مین رنگِ گلِ خندان دیکھا
فکرِ تاریخ جو کی غیب سے آئی آواز	ترجمانِ دلِ عشاق یہ دیوان دیکھا

چکیدۂ خامۂ فیض شمامۂ شاعرِ نازک خیال مولوی غلام دستگیر صاحب ساقیؔ

طبع شد دیوان عاصیؔ مرحبا	تا کند مقبولِ عام او را خدا
فکر در تاریخ او ساقیؔ چو کرد	از سروشِ غیب آمد این ندا
از سرِ بہجت بگو این مصرعہ	طبع شد دیوانِ عاصی حبذا
	۱۳ ۰۰

دیگر ایضاً

کلامِ عاصی سے تا قیامت	رہے گا نام و نشانِ عاصی
یہ کہدے تاریخِ طبع ساقیؔ	کہ اب چھپا ہے فغانِ عاصی
	۱۳۰۰ھ

تمام شد

غلط نامہ دیوان حضرت عاشق

مرتبہ قادر حسین قادر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	میرے	مرے	۱۲	۱۴	تیرے	تیرگی
״	۶	اسکے	اسکی	״	۱۴	تیرے	تیرگی
۳	۱۸	تیری	تری	״	۱۶	اُنکے	اُنکی
۴	۲	میرے	مرے	۱۳	۷	میرا	مرا
۵	۱۱	تیرے	تری	״	۹	میرا	مرا
״	۱۲	تیرے	ترے	۱۴	۱	میرا	مرا
״	۱۶	مری	میری	״	۵	تیرے	ترے
۶	۱۲	میرا	مرا	״	۹	اپنے	اپنی
״	۱۳	تیری	تری	۱۵	۱	کہے	بہے
״	۱۸	تیری	تری	״	۴	سطرح	اسطرح
״	۶	میرے	مرے	״	۱۶	تیرے	ترے
״	۸	تیرے	ترے	۱۶	۵	شیرین سخنی	شیرینیٔ سخنی
״	۹	تیری	تری	״	۷	نگہت	نکہت
۹	۱	میرا	مرا	״	۱۸	سبحہ صدداۂ	سبحۂ صدداۂ
״	۹	میرے	مری	۱۴	۱۳	او غفور	او غفور رہ
״	۱۱	میرا	مرا	۱۸	۱۶	تیرے	ترے
۱۰	۱	پار ہاے	پارہ ہاے	۲۰	۱	تیرا	ترا
״	۴	تیرا	ترا	״	۴	تیری	تری
״	۹	تیرے	ترے	״	۸	میرا	مرا
״	۱۱	تیری	تری	״	۹	تیرا	ترا
״	۱۴	تیری	تری	״	۱۶	میرے	مرے
۱۱	۴	تیرا	ترا	״	۱۸	میرے	مری
۱۲	۳	اوسکے	اوسکی	۲۱	۱۶	بہرسے بہرتی	بہرتا بہرتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۱۸	تیرے	ترے
۲۴	۲	تیرے	ترے
[illegible]	۱۰	پسینہ	پسینا
[illegible]	۱۷	افتادہ	فتادہ
[illegible]	۱۹	چاہ وذقن	چاہ ذقن
۲۹	۶	اپنے تو چو پروانہ	زیر تو تو چو پروانہ
۳۱	۱۶	تیری	تری
۳۲	۶	میری	مری
۶	۸	〃	〃
〃	۹	〃	〃
〃	۱۰	تیرے	ترے
۳۳	۸	ہو	دو
〃	۱۸	گرد و چشم	گرد وا چشم
۳۵	۳	ہو گئی	ہو گئے
〃	۱۴	دور جسم کی	دور جسم کے
〃	۱۰	دکھائی	دکھلائی
۳۸	۶	محبت	محبت
۳۹	۸	ہوئے	ہوئی
۴۰	۱۲	عصیان	عاصیان
۴۱	۱۳	ہونے میرے	ہونے میری
۴۳	۹	گریہ ہجر تو	گریہ ہجر تو
〃	۱۴	گریہ گلستانہ	گریہ گلستان
۴۴	۵	دغدار	داغدار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۱۶	تو تھی	تو تھا
۴۶	۴	تردیوانہ	ترا دیوانہ
۴۷	۱۷	جز یار وہی	جز یار نہیں
۴۹	۹	تیرے	ترے
[illegible]	۱۲	تیری	تری
۵۰	۱	قدموں کے	قدموں کی
〃	۵	تیری	تری
〃	۱۳	اک ایک	اک اک
〃	۱۶	جیب زر	خشت زر
۵۲	۱۰	مہر	مہر
۵۳	۱۴	جو تراب کی	جو ترا ہے کے
۵۴	۱	سکے ہے	کی ہے
〃	۱۵	بے نقل وعصا	بے نقل عصا
〃	۱۹	پارہ پاسے	پارہ پارے
۵۸	۳	تجاب	حجاب
۵۹	۹	تیرا	ترا
[illegible]	۱۷	〃	〃
[illegible]	۶	تیرا	ترا
[illegible]	۱۲	تیرے	ترے
〃	۱۶	تیرے	ترے
۹۱	۱۲	آئینے سپہر	آئینہ سپہر
〃	۱۵	تیری	تری
〃	۱۶	تیرے	ترے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦١	١٩	میرے سے	مرے سے	٧٧	١٣	تیرے سے	ترے سے
”	”	میرے سے	مرے سے	٧٨	٢	میرے سے	مرے سے
٦٢	٤	میرے سے	مرے سے	”	١٥	تیرے سے	ترے سے
٦٣	١٨	دیکھا تجکو	دیکھ تجھکو	”	١١	تیری	تری
”	١٩	میری	مری	٨١	٣	آدمی ہین	آدمی ہین
٦٤	١	بیخ و فراق	بیخ فراق	”	٩	گشتہ	سرگشتہ
”	٣	تیرے	ترے	”	١٣	میرے	میری
٦٥	٥	محشر مین ہو	عشق مین نہون	”	١٣	بانغ تیغ	بامرغ تیغ
”	١٣	تیرا دل	ترا دل	٨٣	٨	آلالشہا	آلائشہا
”	١٣	”	”	”	١٨	داغ و دل جگر	داغ دل و جگر
٦٦	٥	تیرے	ترے	٨٥	٣	تیرے	ترے
”	٦	”	”	٨٦	١٩	تیرے	ترے
”	٩	آنکھین تیرے	آنکھین تری	”	١٧	عقل پر اپنے	عقل پر اپنی
”	١٧	تیری	تری	٨٨	١٠	مہبط	مہبط
٦٨	٣	خضر کے رہبر	[illegible]	”	١٣	بہر خدا	بہر خدا
٦٩		تیری	تری	٨٩	١٨	نسیم	نسیم
٧١	٣	من بود و دم	من و دارم	٩١	٣	نکہت	نکہت
”	١٤	ابرو سے	آبرو سے	”	١١	میرے	مرے
٧٣	٧	وارا سے	دارا سے	”	٣	عقل سے اوکے	عقل سے اونکی
”	٩	پہلے	پہلے	”	١٣	ہاتون سے	ہاتف سے
٧٥	٨	گنج	گنج	٩٣	٦	سینہ کوشش	ہینہ گرشش
٧٦	٣	تیرا	ترا	٩٥	٣	تیرے	ترے
٧٧	١٣	تیری	تری	”	٣	مجھے	مجھے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۵	۴	تیری	تری	۱۱۰	۱۲	تیرا	ترا
”	۶	تیرا	ترا	”	۱۸	محبت کی پہواڑین	محبت کے پہویڑین
”	۱۲	اپنے آنکہہ	اپنی آنکہہ	۱۱۱	۱۳	شب	سب
۹	۱۱	میرے تشت غبار	میری تشت غبار	”	۱۲	رکہہ لیکا	رکہہ لینا
”	۱۶	میرے	مرے	”	۱۹	تیرے چتون	تری چتون
”	۱۷	تیری	تری	۱۱۲	۷	تیرے	ترے
۹۷	۱	میرے جان	مری جان	”	۱۴	تیرے درکو	تیرے درکو
”	۲	تیری	تری	”	”	جنباؤن سے تیر	جنباؤن کے تیرن
”	۷	کرسینگے	ترسینگے	”	۱۷	تیرے	تری
”		تیرے درکو	ترے درکو	”	۱۸	بیرقلم تیر چلے	بیرقلم تیر چلے
”	۱۱	تیرے	ترے	۱۱۳	۴	تیرے	ترے
”	۱۴	میرے	مرے	”	۸	تیرے	ترے
۱۰۰	۱۱	غفور رحیم	غفور و رحیم	”	۱۲	تیری	تری
۱۰۲		حوریں بہی	حوریں بہی	”	۱۵	تیرا	ترا
۱۰۵	۱	لکہوین	لکہتے ہین	”	۱۹	میرے عمر بہر کی	میری عمر بہر کی
”	۶	مہ خورشید	مہر و خورشید	۱۱۴	۱۵	تیرے	ترے
”	۱۱	کہتے نہین	کہلتے نہین	”	۱۸	ترے بزم مین	تری بزم مین
۱۰۷	۸	رلوا دست	رلوا داست	”	۱۹	کہنچے ہین	کہنچتے ہین
”	۱۶	ہر قیامت	مہر قیامت	۱۱۵	۲	میرے	مرے
۱۰۹	۱	ملجا ور واے	ملجا و ماواے	”	۹	تیری	تری
”	۱۶	رضوان	رضوان	”	۱۰	میرے	مرے
۱۱۰	۰	بیرنگیں لیے ترے	بیرنگون سے تری	”	۱۳	میری	مری
”	۱۵	تیری	تری	”	”	تیری محو تماشہ	ترے محو تماشہ

سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	تیرے	ترے	۱۲۶	۲	آنکھین میرے	آنکھین مری
۹	ہمارے	ہماری	۱۲۷	۶	میرا	مرا
۴	رنگین مین	رنگین ہین	؍؍	؍؍	بزم مین اونکے	بزم مین اونکی
۷	اوسکے	اوسکی	؍؍	۱۷	میرے	مرے
۶	سے	ہین	؍؍	۱۹	تیری	تری
۱۲	کسکے نگاہونکو	کسکی نگاہونکو	۱۲۸	۱	تیرے	ترے
۲	کے	کی	؍؍	۴	ہستی کو ہمارے	ہستی کو ہماری
۴	میری	مری	؍؍	۵	تیرے	ترے
۴	بستی مین	بستی ہین	؍؍	۶	تیرے	ترے
۱۰	آنکھونمین میرے	آنکھونمین میری	۱۳۰	۳	تیری	تری
۲	جگر مین	جگر ہین	؍؍	۶	گھبرا مین	گھبرا ہین
۱۵	آنکھون سا اپنے	آنکھونسا اپنی	؍؍	۷	ترپ ہوا کر	تڑپکر
۱۰	تیری	تری	؍؍	۸	گیسوے	گیسوے
۳	میرے	مرے	۱۳۱	۹	میری	مری
۱۰	میرے	مرے	؍؍	؍؍	راہبری	راہ بر
۹	میرے	مرے	؍؍	۱۰	تیرا	ترا
؍؍	؍؍	؍؍	؍؍	۱۴	قدبالا سے	ترے قدے بالا سے
۴	کا	کی	؍؍	۱۵	تیرے زلف	تری زلف
۱۴	میرے	مری	۱۳۳	۶	تیری	تری
۴	تیرے	ترے	؍؍	۱۱	ہلا داغ	ملا داغ
۱۰	بلاکے جبین	بلا کی سو جبین	؍؍	۱۷	دشتار	دستار
۱۸	میرا	مرا	۱۳۴	۱۷	نہ پرششر	پرسش
۲	جلتے	جلتا	؍؍	۱۹	کھاسکے ہٹی	کبھی نہ کہا یگی

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
ترا	تیرا	۳	۱۴۳	مہ و مہر	مہ مہر	۷	۱۳۴
ٹھوکروں سے تری	ٹھوکروں سے تیرے	۴	"	مری	میری	۱۰	"
لٹکے	بل کے	۸	"	مرے	میرے	۱۸	"
مرا	میرا	۱۲	"	مری	میری	۱۸	"
تری یاد رخسار	تیرے یاد رخسار	۱	۱۴۴	فردوس	فرودس	۱	۱۳۵
دینی تھی	دیتی تھی	۱۴	"	ترے	تیرے	۱۲	"
گردم	گرم	۷	۱۴۵	بھرے	بھرتی	۱۶	"
گرد و کنہ دل	گرد دان ہو دل	۹	"	ان منی	اون جنی	۵	۱۳۶
عقلم	مقلم	۱۵	"	مری جانب	میرے جانب	۷	"
کربلاست	گربلا کست	۳	۱۴۸	ترا	تیرا	۸	"
حباب	خباب	۸	"	مری	میری	۹	"
تعزیہ	تعزیہ	۱۹	۱۵۰	آنکھوں میں	آنکھ میں	۳	"
بری ہو گی	بری ہو گی	۸	۱۵۱	ترے	تیرے	۱۰	"
تری	تیری	۱۰	"	"	"	۱۵	"
کیوں ہوں	کیوں ہو	۱۳	۱۵۳	زمین میں تری	زمین میں تیرے	۱۰	"
مرنے	میرے	۳	۱۵۴	مٹی کی مورتوں	مٹی کے مورتوں	۲	۱۳۷
تری	تیری	۱۳	"	نور ذات	نور ذات	۱۶	"
ترے ہیں	تیرے ہیں	۱۵	۱۵۵	مری آہ لیے	میرے آہ لیے	۷	۱۳۹
تجا مرے آستے کے	[illegible]	۱۱	۱۵۶	ترے	تیرے	۸	"
تصحیح کر لیجائے	تیرے آگے		۱۵۷	کس کی	کس کے	۱	۱۴۰
دو ہیں	دوستے	۱۹	"	زلفوں کا تری	زلفوں کا تیرے	۳	"
ترے	تیرے	۹	۱۵۸	تری یاد فرگان	تیرے یاد فرگان	۴	"
مری	میری	۷	"	مرے	میرے	۱	۱۴۳

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۶	میری	مری	۱۶۸	۱۰	جو تیرے سو ہے	جو ترے سو ہے
"	"	تیرے	ترے	۱۷۱	۱۵	تیرے	ترے
"	۱۳	میرے	مرے	۱۷۲	۶	سینے حالت	سینی حالت
"	۱۵	درخشت نمد	درخشت زند	۱۷۴	۲	فرد	فشرد
"	۱۸	تیرے	ترے	"	۱۳	تیرے	ترے
۱۶۰	۳	"	"	۱۷۸	۱۹	پہیہ	پچ
"	۹	"	"	۱۸۱	۶	تیرے	ترے
"	۱۰	غم	غمم	"	۹	تیرے	ترے
"	"	تیرے	ترے	۱۸۳	۶	تیرے	ترے
"	۱۲	سیرہی	سیڑھی	"	۱۳	تیرے	ترے
۱۶۱	۲	شیرنی	شیرنی	"	۱۸	خاتم تیرے	خاتم کی
"	سہو شعر	مطلع چھٹہ دوسری غزل کا	شعر چھپ گیا	۱۸۵	۳	بدگلشن	بدگلشن
–	شعر ۱	"	"	۱۸۶	۶	گشتہ	گشتہ
۱۶۳	۱۰	تیسرے	ترے	۱۸۶	۳	بیایم	بیایم
۱۶۳	۱۴	میری تمنا	مری تمنا	"	۶	دادم	دارم
"	۱۰	تو آپ بنگو	از آپ بنگو	۱۹۰	۵	پابند	پانید
۱۶۴	۶	کرتے ہیں	کرتے ہیں	۱۹۴	۳	باقی	قاتل
"	"	مجھی	تجھی	"	۵	دانگاه عوی	دل کا دعوی
۱۶۵	۶	شبستم	شبستم	"	۸	بیگانہ	بیگانہ
۱۶۶	۴	بخشم	بخشم	۱۹۵	۲	بہی	بھی
۱۶۷	۴	دکھا	دکھاتا	"	"	میرا	مرا
۱۷۰	۷	[illegible]	[illegible]	"	۶	دار دوان	داد دوان
		[illegible]	[illegible]	"	۱۲	پہیے	پیہمے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۸	۶	سبے کیا	کرہے کیا	۲۲۴	۱۲	آپکی دہوم ہے	آپکی گلشن ہین دہوم ہے
״	۹	سارے	ساری	״	۱۵	جون نیاہے	جوبن نیاہے
۱۹۹	۲	کرتے روا دیکے	کرتے تھے روا درد کے	۲۲۹	۶	بلاگہیرے ہے	بلاگہیری ہے
״	۳	جھول	بہول	۲۳۰	۱۰	امیدواران	امیدواران
۲۰۱	۱۳	میری	مری	۲۳۱	۹	رنورا و	زنورا و
۲۰۵	۱۳	جہکتے ہین	جہکتی ہین	۲۳۳	۱	گنہگارم	گنہگار
״	۱۵	تیرے	ترے	۲۳۵	۲	بہ تیر شد	بہ تیر شید
״	۱۶	تیرا	ترا	״	۱۱	حسابی اوست	حسابی اوست
۲۱۰	۱۹	شیطان حیم	شیطان رجیم	״	۱۴	نترندشت	نترندست
۲۱۲	۱۷	پہول ہول گلشن	پہول ہوتین گلشن	۲۴۰	۹	بنی	بجنی
״	۱۹	میرے	مرے	۲۴۱	۳	زردبان ہین	زردبان ہے
۲۱۳	۷	میری	مری	۲۴۴	۱۵	رکھنا ہے قدم	رکہنا قدم
״	۹	موشنه	پوشنه	۲۴۵	۱۳	تہین	تہی
״	۱۷	مئی کیف	مئی وکیف	۲۴۹	۱	دوروپنہان	دروپنہان
۲۱۴	۱۷	نگاچراغ	دل کاچراغ	۲۵۱	۴	ہوالقلب	ہواانقلاب
۲۱۵	۸	گنج خرابات	گنج خرابات	۲۵۳	۱۳	پربلا	بربلا
״	۱۰	جرئت	جرأت	۲۵۵	۷	رنم دل	زخم دل
۲۱۹	۹	شیشہ [illegible]	شیشے ہی جیسے	۲۵۷	۱	برم وخوش	خرم وخوش
״	۱۸	دست سوکشی	دست سبوکشی	״	۱۳	اژدہام	ازدہام
[illegible]	۱	[illegible]	او	۲۵۹	۴	اژدہام	ازدہام
[illegible]	۱۷	ذکرسے	ذکرسے	״	۵	ل کےاب	ل کےکراب
۲۲۳	۵	[illegible]	[illegible]	״	۲	خادم احباب	خادم واحباب
۲۲۳	۴	میکدہ	میکدہ	۲۶۲	۲	خوذرا	جوذرا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶۳	۱۱	غمسزدوں	غمزدوں	۳۶۲	۳	بسد	بشد
”	۱۲	روتا ہے کسی سے	روتا ہے بیکسی کہ	”	۹	بہ نرم تو	بہ بزم تو
۳۶۴	۱۰	سرنیان تو	جو رنیان تو	”	۱۰	بہ بزم تو مردانہ	سینہ صد
”	۱۳	جو بیاد	جو نثار	۳۶۴	۱۱	زخم دلداغ جگر	زخم دل داغ
”	۱۴	بیاد	بیاد	”	۵	سوہنی ناکرن	سوہنی ناکون
۳۶۵	۱	گشتہ	کشتہ	۳۶۵	۱۰	سیہ خاک	سیری ناک
”	۳	نیشتر	بیشتری	۳۶۶	۱۰	غریب ہوں	قریب ہوں
”	۸	جو دو کرم	جو دو کرم	”	۱۹	کہتا [illegible]	کہتا ہے دائم
”	۱۱	تلاشی [illegible]	علاج [illegible]	۳۶۶	۹	[illegible] غنچے	غنچان بچے
”	۱۳	دریا سے بچا	دریا سے	”	۶	نشست	نشست
۳۶۶	۷	میری	مری	”	۹	[illegible]	[illegible]
”	۱۸	مسلمان [illegible]	[illegible]	”	۱۲	مسن وجانانہ	[illegible]
۳۶۷	۱۰	از	[illegible]	”	۱۰	بیگانہ	بیگانہ
۳۶۷	۱۱	[illegible] ہزار	[illegible] ہزار	۳۶۸	۱	وہ بیکسی ہوکہ	وہ بیکسی ہوکہ
۳۶۸	۲	رحمت اکرام	بست اکرام	”	۳	بکر شو دید	بکر نادید
۳۶۹	۱۶	اخون جگر	اخوان جگر	”	۶	نہ بہ	نہ بہو
”	۱۸	[illegible] جنون	[illegible] جنون	”	۱۳	لوہم ہو گا روز [illegible]	[illegible]
۳۷۰	۲	[illegible]	[illegible]	”	۲	بہن اوے	بہن اوس کے
”	۹	سجدہ زدان	سجدہ زدان	۳۶۹	۵	[illegible]	[illegible]
”	۱۰	در نگاہ خم	در کار کہ خم	”	۹	پاس	[illegible]
۳۷۱	۱	[illegible]	بہ تیغ	”	۱۲	رو رخ	رخ
”	۶	از رو	آرزو	”	۱۴	آہنگین	انگبین
”	۱۵	[illegible] سائک	تماشائک	”	۱۵	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۹	۱۹	زصحابت	نہ صحابہ سے	۲۹۱	۴	تھی کفیت	کفیت
۲۸۰	۱	اس نکہ مین	اس نگین مین	″	۱۲	عرب کے ہو زبانین	عرب کی ہو زبانین
″	۲	دیکھا جانہ	دکھا جاتا	۲۹۴	۱۳	نداوت	ندرت
″	۱۴	میرے آغوش	میری آغوش	۲۹۵	۱۲	سرمایہ ناز	سرمایۂ ناز
″	″	بھی وہ	بھی وہ	۲۹۶	۴	ہر بیت روشن	ہر بیت روشن
″	۱۷	تری	تیری	۲۹۸	۱۲	دلکشی ہیا	دلکشی اہل کمال
۲۸۱	۳	بلچستان	بلوچستان	۲۹۹	۸	پاک آواتہ	پاک آواز
″	۱۵	موت پیغام	موت کا پیغام	۳۰۰	۹	غلام قادر	نادر حسین
۲۸۲	۱	کیان	کیون	″	۱۱	عاصی کے بیان	عاصی کی بیان
۲۸۳	۱۰	تم بروسہ	تم بھروسہ	۳۰۱	۸	قطعہ	نظم
۲۸۴	۷	نما باتری	نمایان تری	″	۲	برشعار	برشعر
″	۸	نازل دیکھیں	نازل دیکھا	″	۱۴	سہری	ستری
″	۱۰	ہر شے سے	ہر شئے سے ہے	″	۱۹	دوست ہین شا	دوست ہین شاد
″	۱۲	فیرحق کے	بجز حق کے	۳۰۴	۴	منیش	زینیش
۲۸۵	۱	کرہے	کرتا ہے	″	۶	نگہداشت کرنے والا	نگاہداشت والا
″	۱۳	ماہ کام ہین	ماہ تمام ہین	۳۰۵	۴	مہرتمکنت	سر نگین
۲۸۶	۵	ششید ہون	شیدا ہون	″	۱۵	استبال	استقبال
″	″	ماتم تمام	ماہ تمام	۳۰۶	۱۴	زبان سے	زبانی
۲۸۷	۴	اہل درکر	اہل درد کو	″	″	آرزرزو	آرزو
۲۸۸	۵	ہوئی عقیدت سے	ہوئی ہے عقیدت سے	۳۰۷	۸	زندکی	زندگی
″	۶	باصف کے	باصفا کے	″	۱۸	بہایا	بہانا
″	۱۳	قرآن	قران	۳۰۹	۷	آفاق	آفاق
″	۱۴	جاہ وحشت	جاہ و حشمت	″	۱۰	حزینہ	خزینہ
				″	۱۵	دبرکت	وبہ برکت